مرغوب الفقہ

۱۲

کتاب العقائد
متفرقات

از

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر

جامعۃ القراءات، کفلیتہ

islamicbookslibrary.com

مرغوب الفقہ……ج:۱۲

کتاب العقائد: والمتفرقات

عقائد اور متفرق موضوعات پر مفید اور کار آمد :۹ ؍درج ذیل رسائل کا عمدہ مجموعہ:

غیر مسلم سے تعلقات……..	التَّنبُّہ فی حقیقۃ التَّشبُّہ….	توہین انبیاء اور اس کی سزا..
بابی و بہائی فرقہ …………	علم غیب……………………	خلافت اور خلیفہ…………
سود کی مذمت……………	ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا…..	فتاوی رحیمیہ اور دلائل عقلیہ

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلیشرز، کراچی

اجمالی فہرست رسائل

۱	غیر مسلم سے تعلقات...........	۱۷
۲	التَّنبُّه فی حقیقة التَّشبُّه...........	۹۲
۳	توہین انبیاء اور اس کی سزا...........	۱۲۳
۴	بابی و بہائی فرقہ...........	۱۷۶
۵	علم غیب...........	۲۰۱
۶	خلافت اور خلیفہ...........	۲۱۴
۷	سود کی مذمت...........	۲۲۴
۸	ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا...........	۲۴۵
۹	فتاوی رحیمیہ اور دلائل عقلیہ...........	۲۷۹

فہرست رسالہ ’’غیر مسلم سے تعلقات‘‘

مقدمہ...... پوری انسانیت ایک کنبہ ہے..............................	۱۸
شرافت انسانی کا تصور..............................	۱۸
آپ ﷺ کا یہودی کے جنازہ کے لئے کھڑے ہونا..............................	۱۹
غیر مسلم کے ساتھ صلح کرنا..............................	۲۰
غیر مسلم کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کرنا..............................	۲۰
غیر مسلم کے ساتھ زیادتی کرنا...... غیر مسلم کے ساتھ نیکی کرنا..............................	۲۱
غیر مسلم کے ساتھ مواسات، مدارات اور معاملات جائز ہیں..............................	۲۲
غیر مسلم کو بھائی کہنا..............................	۲۳
غیر مسلم کے ساتھ صلہ رحمہ کرنا..............................	۲۵
غیر مسلموں کو ہدیہ دینا..............................	۲۹
غیر مسلمہ دائی کو عقیقہ کا گوشت دینا..............................	۳۰
غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینا..............................	۳۱
غیر مسلم کو مالی تعاون کرنا..............................	۳۲
غیر مسلم کا ہدیہ قبول کرنا..............................	۳۴
غیر مسلم کے ہدیہ کو قبول کرنے کے متعلق متضاد روایات میں تطبیق..............................	۳۸
غیر مسلم اپنے تہوار پر مسلمانوں کو شیرینی ہدیہ دے، اس کا لینا کیسا ہے؟......	۴۰
غیر مسلم کا ہدیہ کس شرط سے لینا جائز ہے..............................	۴۲
غیر مسلم کی دعوت قبول کرنا..............................	۴۳

غیر مسلم کی ضیافت کرنا جائز ہے..............................	۴۳
غیر مسلم کے ساتھ ہمیشہ کھانا پینا درست نہیں..............................	۴۴
غیر مسلم کی دعوت میں گوشت کے حلال ہونے کا یقین ہوتو ؟..............................	۴۴
قرابت کی وجہ سے غیر مسلم کو دعوت دینے میں کوئی حرج نہیں..............................	۴۴
غیر مسلموں کے برتن کو دھوکر استعمال کرنا صحیح ہے..............................	۴۵
غیر مسلم کے حلت وحرمت کی تحقیق کی حد کیا ہے؟..............................	۴۸
غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں میں جانا جائز نہیں..............................	۵۰
غیر مسلموں کے میلہ میں بغرض تجارت شریک ہونا..............................	۵۱
غیر مسلم ٹیچر کی سالگرہ میں شرکت ،اوراس کے لئے طول عمر کی دعا..............................	۵۱
غیر مسلم کو ان کے تہوار میں مبارک باد دینا..............................	۵۲
کرسمس کے موقع پر گریٹنگ کارڈ دینے کا حکم..............................	۵۵
عید کے دن غیر مسلم کو ہدیہ دینا..............................	۵۵
قومی ترانہ..............................	۵۶
غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں امداد کرنا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے..	۵۷
مجبوراً مذہبی معاملہ میں امداد کئے بغیر چارہ نہ ہوتو ؟..............................	۵۷
مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے والے غیر مسلموں کو امداد کرنا..............................	۵۷
غیر مسلم کے گھر میں جانے کے لئے اجازت لینا..............................	۵۸
غیر مسلم کو مزدوری پر رکھنے کا مسئلہ..............................	۶۰
مسلمان کا غیر مسلم کے یہاں کام کرنا..............................	۶۵
غیر مسلم کو دعا دینا..............................	۷۱

کافرکو: جزاک الله خیرا کہنے کا حکم	۷۳
غیر مسلم کے چھینک کا جواب کس طرح دیا جائے؟	۷۴
غیر مسلم کی عیادت	۷۵
یہود و مجوس کی عیادت	۷۶
غیر مسلم کی عیادت میں دعوت کی نیت کرنا	۷۷
غیر مسلم کی میت میں شرکت اور تعزیت	۷۸
یہود و نصاری کی میت کے ساتھ قبرستان جانا	۷۹
غیر مسلم کی تعزیت	۷۹
غیر مسلم کی تعزیت کا مضمون کیا ہو؟	۷۹
خاتمہ ...... غیر مسلم کو سلام کرنے کے متعلق احادیث اور آثار	۸۰
ہرقل کے نام آپ نے ''سلام علی من اتبع الهدى'' تحریر فرمایا	۸۰
ذمی اگر سلام لکھے تو اس کا جواب کیا دیا جائے؟	۸۱
ذمی لوگوں کو سلام کرنے میں پہل کی جائے یا نہ کی جائے؟	۸۲
اگر غیر مسلم ''السّام علیکم'' کہے تو جواب میں ''وعلیکم'' کہنا چاہئے	۸۴
کسی مجلس میں مسلم اور مشرک دونوں ہوں تو سلام کرنا	۸۴
ذمی کو اشارہ سے سلام کرنا	۸۵
سلام کا جواب دو، اگرچہ سلام کرنے والا یہودی ہو یا نصرانی ہو یا مجوسی	۸۶
فرعون بھی کہے: ''اللہ تعالی تجھے برکت دے'' تو میں بھی وہی کہوں گا	۸۷
اگر غیر مسلم کو لاعلمی میں سلام کر دیا تو؟	۸۸
کیا کفار کو سلام کیا جا سکتا ہے؟	۹۱

فہرست رسالہ ’’التّنبُّہ فی حقیقۃ التّشبُّہ‘‘

تشبہ بالکفار کے مسئلہ کی خاص اہمیت اور اس پر دو جامع کتابیں...............	۹۴
تشبہ کی حقیقت.....................	۹۵
اختلاف اقوام وامم.....................	۹۶
تشبہ کی تعریف.....................	۹۷
تشبہ کے حکم کا منشأ معاذ اللہ تعصب اور تنگ نظری نہیں.....................	۹۸
تشبہ بالکفار کا حکم.....................	۹۹
تشبہ کی ممانعت کی وجہ.....................	۱۰۱
تشبہ کے مفاسد ونتائج.....................	۱۰۲
کیا مشابہت سے کوئی کافر ہو جائے گا؟......تشبہ کی مذمت پر آیات واحادیث	۱۰۳
تشبہ اور مماثلت کے چار درجات.....................	۱۱۳
دوسری قوموں کے مذہبی شعائر میں مماثلت اختیار کی جائے.....................	۱۱۳
غیر مسلم مذہبی تہواروں میں شرکت......تہذیبی تشبہ.....................	۱۱۴
انتظام وانصرام سے متعلق امور میں تشبہ......مشابہت پر ایک قابل رشک واقعہ	۱۱۵
خاتمہ: تشبہ کے احکام، تلخیص از: ’’فقہیہ موسوعہ‘‘.....................	۱۱۷
تشبہ کی تعریف....تشبہ کے متعلق احکام......لباس میں کافروں سے تشبہ اختیار کرنا.	۱۱۷
کفار کے مخصوص لباس میں تشبہ اختیار کرنے پر کفر کے حکم کی شرائط............	۱۱۸
کفار کے تہواروں میں مشابہت اختیار کرنا.....................	۱۱۹
عبادات میں کفار سے مشابہت اختیار کرنا......فساق سے مشابہت اختیار کرنا	۱۲۱
مردوں کا عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا نیز اس کے برعکس ہونا............	۱۲۱

فہرست رسالہ ”توہین انبیاء اور اس کی سزا“

مقدمہ......حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے مناقب وفضائل......	۱۲۴
حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی شان......	۱۲۴
حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے فضائل میں قرآن کی چند آیتیں......	۱۲۷
حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے فضائل میں چند احادیث......	۱۳۳
انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے استہزاء پر اللہ تعالی کا غضب......	۱۳۶
انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو گالی دینے والوں کے لئے قتل کا حکم......	۱۳۹
گستاخ رسول کو قبر کا قبول نہ کرنا......	۱۳۹
آپ ﷺ کی تعظیم کے متعلق قرآن کریم کی آیتیں......	۱۴۱
شاتم رسول کے متعلق چند احادیث......	۱۴۳
کعب بن اشرف......	۱۴۳
کعب بن اشرف کے قتل کی وجوہات......	۱۴۷
ابورافع کا قتل اور اس کی وجوہات......	۱۴۸
آپ ﷺ کی برائی کرنے والی ایک ام ولد کا قتل......	۱۵۱
ابن خطل کا قتل اور اس کی وجوہات......	۱۵۲
آپ ﷺ کی برائی کرنے والی ایک یہودیہ عورت کا قتل......	۱۵۴
آپ ﷺ کی برائی کرنے والی ایک مشرکہ عورت کا قتل......	۱۵۵
آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے ایک نصرانی کا قتل......	۱۵۶
آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے مختلف شخصوں کا قتل......	۱۵۷

آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والی عورتوں اور مردوں کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قتل کرنا............	۱۵۹
آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا ایک راہب............	۱۶۲
آپ ﷺ کے بعد قتل کی سزا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ارشاد............	۱۶۲
گستاخ رسول کو تین دنوں تک توبہ کی مہلت دی جائے گی............	۱۶۳
فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تصریحات............	۱۶۶
نشہ میں مبتلا شخص کا حکم............	۱۶۸
شاتم رسول ذمی کی سزا............	۱۶۸
شاتم رسول کی توبہ کا حکم............	۱۶۹
عورت کے قتل کا حکم............	۱۷۱
اللہ تعالی کو گالی دینے والی توبہ قبول کی جائے گی، نبی کو گالی دینے والی کی نہیں..	۱۷۱
آنحضرت ﷺ کے بال مبارک کی توہین بھی کفر ہے............	۱۷۲
شاتم رسول کو انفراداً قتل کرنا............	۱۷۲
حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور فرشتوں کی شان میں گساخی کی سزا.....	۱۷۳

فہرست رسالہ ’’بابی و بہائی فرقہ‘‘

پیش لفظ..	۱۷۷
مقدمہ..	۱۷۹
بہائی عقائد..	۱۷۹
بابی و بہائی فرقہ کے متعلق اکابر دیوبند کے چند فتاوی........................	۱۸۱
فتوی از: حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ........................	۱۸۱
قادیانی و بابی و بہائی کو مسلمان کے قبرستان میں دفن ہونے سے روکنا..........	۱۸۲
حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کا فتوی..................	۱۸۲
حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا فتوی......................	۱۸۳
حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کا فتوی........................	۱۸۳
’’فتاوی حقانیہ‘‘ کا فتوی..	۱۸۳
بہائیت..	۱۸۵
مرتد کے احکام..	۱۸۶
ارتداد کی سزا دارالاسلام میں ہوگی..	۱۸۹
جرم کے روکنے کے تین محرکات ہیں..	۱۹۰
ارتداد کی سزا سخت کیوں؟..	۱۹۲
تعزیرات کا ثبوت قرآن وسنت سے..	۱۹۴

فہرست رسالہ ''علم غیب''

عرض مرتب...	۲۰۲
علم غیب کے متعلق چند مفید باتیں..	۲۰۳
مولانا احمد رضا خان صاحب کا علم غیب کے بارے میں نظریہ....................	۲۰۹

فہرست رسالہ:''خلافت اور خلیفہ''

پیش لفظ..	۲۱۵
خلافت وخلیفہ..	۲۱۶
شرعی حکم..	۲۱۶
خلیفہ کے دیگر اسماء..	۲۱۷
خلیفہ کو اس کے نام وشخصیت سے پہچاننا..	۲۱۷
خلافت طلب کرنے حکم..	۲۱۷
خلافت کے شرائط..	۲۱۸
خلافت کا دوام واستمرار..	۲۱۸
انعقاد خلافت کا طریقہ..	۲۱۸
افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کا انتخاب..	۲۱۹
دواماموں کے لئے بیعت..	۲۱۹
خلیفہ کی اطاعت..	۲۲۰
خلیفہ کی موت سے معزول ہونے والے اور نہ ہونے والے..	۲۲۰
خلیفہ کو معزول کرنا اور اس کا معزول ہونا..	۲۲۰
خلیفہ کے واجبات وفرائض..	۲۲۱
امام کے تصرفات پر اس کی گرفت..	۲۲۲
دوسرے کے لئے خلیفہ کی طرف سے ہدایا..	۲۲۲
خلیفہ کا ہدیہ قبول کرنا..	۲۲۳
خلیفہ کے لئے کافروں کی طرف سے ہدیہ..	۲۲۳

فہرست ''سود کی مذمت''

اسلام میں ربا کی مذمت	۲۲۵
معاہدہ ہر مذہب کی آزادی پر ہوا،مگر ربا کی اجازت نہیں	۲۲۵
قرآن کریم اور ربا	۲۲۵
احادیث نبویہ اور ربا	۲۲۶
سود کی مذمت ہر مذہب میں	۲۲۶
قدیم معاشروں میں سود کی مذمت	۲۲۷
یورپی ممالک خصوصاانگلستان میں سودی کاروبار کی ممانعت	۲۲۷
یہودیوں کا انگلستان سے اخراج	۲۲۹
سویت روس میں سودی کاروبار کی ممانعت	۲۳۰
سود میں وقتی وذاتی نفع اور وبال دائمی وملی	۲۳۱
سود ریڑھ کی ہڈی میں پیدا ہونے والا ایک کیڑا ہے	۲۳۲
صدقہ کے اخلاقی وروحانی صفات اور سود کے روحانی واخلاقی نتائج	۲۳۳
تجارت کے لئے لئے گئے سود کے نقصانات	۲۳۶
ربا کی تعریف	۲۳۸
ربا اور سود میں فرق	۲۳۸
ربا کی قسمیں اور ان کے احکام	۲۳۸

فہرست رسالہ ’’مرغوب الاحادیث والآثار فی ترھیب اسبال الازار ‘‘

عرض مرتب....................................	۲۴۶
کپڑے کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہوگا....................	۲۴۸
ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننے والا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم.....	۲۴۸
ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والا قیامت تک دھنسایا جائے گا..................	۲۵۰
ازار کہاں تک پہننی چاہئے....................................	۲۵۰
ازار کی طرح قمیص اور عمامہ بھی ٹخنوں سے نیچے جائز نہیں..................	۲۵۲
آپ ﷺ کو دس عادتیں ناپسند تھیں....................................	۲۵۲
ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا تکبر ہے، اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتے........	۲۵۴
اللہ تعالیٰ ازار لٹکا کر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں فرماتے..................	۲۵۶
نماز میں ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے پر نہ جنت حلال، نہ جہنم حرام......	۲۵۷
تین آدمی تین نعمتوں سے محروم اور اللہ کے عذاب کے مستحق..................	۲۵۷
ایک طویل اور دلچسپ حدیث۔خریم کتنا اچھا ہوتا اگر ازار اوپر کر لیتا..........	۲۵۹
ٹخنوں سے نیچے ازار میں تو کوئی خیر ہے ہی نہیں....................................	۲۶۴
اللہ کا بندہ ہے تو ازار کو اوپر کر لے....................................	۲۶۵
اے سفیان! اللہ ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والوں کو پسند نہیں کرتے..........	۲۶۶
جس نے تکبر سے اپنا کپڑا روندا تو جہنم میں وہ اسے روندے گا..................	۲۶۷
تکبر سے ازار کو لٹکانے والا جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا..................	۲۶۷
اپنا کپڑا اٹھاؤ، کیونکہ یہ زیادہ صفائی اور پرہیزگاری کا سبب ہے..................	۲۶۸

اپنا ازار اوپر اٹھالو اور اللہ سے ڈرو....................	۲۶۸
اللہ تعالی ازار لٹکانے والوں کو پسند نہیں کرتا....................	۲۶۹
شلوار کو لمبا کرنا منافق کی علامت ہے....................	۲۶۹
شب برأت جیسی بابرکت رات میں بھی اللہ کی نظر رحمت سے محروم............	۲۶۹
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تہبند کے بارے میں سوال اور آپ ﷺ کا جواب	۲۷۰
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آدھی پنڈلی تک لنگی باندھتے تھے....................	۲۷۱
ازار لٹکانے کے حکم پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اہل مکہ کو جواب............	۲۷۱
لنگی اوپر اٹھالو کہ اس میں تقوی ہے اور اس سے لنگی بھی زیادہ دیر چلے گی.......	۲۷۲
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آدھی پنڈلیوں تک کا کرتا خریدنا....................	۲۷۳
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کپڑا آدھی پنڈلی تک تھا....................	۲۷۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک نوجوان کی لمبی لنگی کو کاٹ دینا....................	۲۷۴
اسبال اور جر کے معنی....................	۲۷۵
اسبال کی تین صورتیں ہیں اور ان کے احکام....................	۲۷۵
کیا اسبال بلا تکبر کے جائز ہے؟....................	۲۷۶
درزی کو بھی ٹخنوں سے نیچے کپڑا سینا جائز نہیں ہے....................	۲۷۷
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وفات کے وقت ازار اوپر کرنے کی ترغیب دینا......	۲۷۷

فہرست رسالہ ’’فتاوی رحیمیہ اور دلائل عقلیہ‘‘

عرض مرتب........................	۲۸۰
مکتبہ الاحسان سے شائع شدہ نسخہ پر اظہار تعجب اور شکایت........................	۲۸۱
حضرت مفتی سید عبد الرحیم صاحب رحمہ اللہ کا تأثر اور حوصلہ افزا کلمات.......	۲۸۲
فتاوی رحیمیہ‘‘ جدید کی طباعت کے بعد لکھا گیا عریضہ بنام : حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالنپوری مدظلہ........................	۲۸۳
لونڈی اپنے مالک کے لئے بغیر نکاح کیوں حلال ہے؟........................	۲۸۷
حالت حیض میں صحبت کے متعلق........................	۲۸۹
نماز کے بعد جہری دعا کا حکم........................	۲۹۰
جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے میں محلّہ کی مسجد کی بے حرمتی ہے؟..........	۲۹۰
حاضرین عربی نہیں سمجھتے اس لئے خطبہ غیر عربی میں پڑھنا کیسا ہے؟..........	۲۹۱
روزہ کی غلطی معاف ہے لیکن نماز اور حج کی غلطی کیوں معاف نہیں؟..........	۲۹۱
سود کے مسئلہ میں ایک مضمون نگار کا تعاقب........................	۲۹۲
ایک حدیث سے قربانی کے سنت ہونے کا استدلال صحیح ہے؟..............	۲۹۳
حفاظ کی عزت افزائی کے لئے پھولوں کا ہار پہنانا........................	۲۹۴
غروب سے پہلے چاند نظر آجائے تو افطار کا حکم........................	۲۹۴
مطلقہ کے نفقہ کی شرعی حیثیت پر عجیب استدلال........................	۲۹۵
قبر پر اذان دینے والوں کے ایک استدلال کا عمدہ رد........................	۲۹۶
زوجین کی شرمگاہ کا ظاہری حصہ پاک ہے اس لئے چومنے کی اجازت ہے؟.	۲۹۷

اخصی کلمہ گو ہے پھر اس کی امامت کیوں مکروہ ہے؟............................	۲۸۹
طلاق میں مرد کیوں مختار ہے؟...	۲۸۹
حجر اسود کا بوسہ دینے میں اس کی عبادت کا شائبہ................................	۲۹۹
مصلیوں تک آواز پہنچانے کی وجہ سے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال.....................	۲۹۹
عورت کا بغیر محرم حج کرنا..	۲۹۹
تقلید کی حیثیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا....................................	۳۰۰
ایک مثال سے بدعت کی قباحت کی وضاحت..................................	۳۰۲

غیر مسلم سے تعلقات

غیر مسلم کو بھائی کہنا، ان کے ساتھ صلہ رحمہ کرنا، ان کی دعوت قبول کرنا، ان کے تہوار میں شریک ہونا، قومی ترانہ پڑھنا، ان کے گھر میں جانے کے لئے اجازت لینا، ان کو مزدوری پر رکھنا اور ان کے ہاں کام کرنا، ان کی عیادت کرنا اور ان کی میت میں شرکت اور تعزیت کرنا، ان کو: جزاک اللہ خیرا کہنا، ان کے چھینک کا جواب کس طرح دینا؟ اور ان کو سلام کرنے کا مسئلہ وغیرہ موضوعات کا بہترین اور قابل مطالعہ رسالہ۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلیشرز، کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ

قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق پوری انسانیت کا آغاز ایک ہی ہستی کے وجود سے ہوا ہے، اللہ تعالی نے اسی ہستی سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا، اور اس جوڑے سے پوری انسانیت وجود پذیر ہوئی:

پوری انسانیت ایک کنبہ ہے

(۱)......﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ﴾۔(پ:۴،سورۂ نساء،آیت نمبر:۱)

ترجمہ:......اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلا دیئے۔

شرافت انسانی کا تصور

(۲)......﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْٓ اٰدَمَ ﴾۔(پ:۱۵،سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۷۰)

ترجمہ:......اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے۔

(۳)......﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِىْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴾۔(پ:۳۰،سورۂ تین، آیت نمبر:۴)

ترجمہ:......ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا ہے۔

تفسیر:......ابن عربی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: اللہ تعالی کی مخلوقات میں کوئی انسان سے احسن نہیں، کیونکہ اس کو اللہ تعالی نے حیات کے ساتھ عالم، قادر، متکلم، سمیع، بصیر، مدبر اور حکیم بنایا

ہے،اور سب صفات دراصل خود حق سبحانہ وتعالی کی ہیں۔(معارف القرآن ص ۵۷۷ ج ۸)

یہ تمام رب تبارک وتعالی کی صفات ہیں، گویا انسان اللہ تعالی کی صفات کا مظہر ہے،ایک حدیث شریف میں ہے:

’’عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی الله صلى الله عليه وسلم قال:خلق الله آدم على صورته ، الخ‘‘۔

(بخاری، باب بدء السلام ، كتاب الاستئذان ، رقم الحديث:۶۲۲۷۔مسلم، باب يدخل الجنة أقوام ، أفئدتهم مثل افئدة الطير ، كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها ، رقم الحديث:۲۸۴۱)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے (حضرت) آدم (علیہ الصلوۃ والسلام) کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔

آپ ﷺ کا یہودی کے جنازہ کے لئے کھڑے ہونا

انسانی ہمدردی اور اخلاق کا عملی نمونہ آپ ﷺ نے اپنے مبارک عمل سے اس طرح پیش فرمایا کہ ایک غیر مسلم کا جنازہ گذرا تو آپ کھڑے ہوگئے۔حدیث شریف میں ہے:

(۱)......عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال : مرّ بنا جنازة ، فقام لها النبی صلى الله عليه وسلم وقمنا به ، فقلنا : يا رسول الله ! انّها جنازةُ يهودی ، قال :اذا رأيتُم الجنازة فقُوموا۔

(بخاری، باب من قام لجنازة يهودی ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۳۱۱)

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہمارے سامنے ایک جنازہ گذرا،تو آپ ﷺ اس کے لئے کھڑے ہوگئے اور ہم بھی کھڑے ہوگئے، پھر ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ! یہ تو یہودی کا جنازہ تھا؟ (اور آپ ﷺ اس کے لئے

کھڑے ہوگئے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔

(۲)......کان سهل بن حنيف و قيس بن سعد قاعدين بالقادسية ، فمرّوا عليهما بجنازة فقاما ، فقيل لهما : انها من اهل الارض ، أى من اهل الذمة ، فقالا : ان النبى صلّى الله عليه وسلم مرَّت به جنازة فقام ، فقيل له: انّها جنازةُ يهودى ، فقال: اَلَيْسَتْ نفسا ؟۔(بخاری، باب من قام لجنازة يهودى ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۳۱۲)

ترجمہ:......حضرت سہل بن حنیف اور حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما دونوں قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے، پس ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو وہ دونوں کھڑے ہوگئے، ان سے کہا گیا کہ: یہ اہل ذمہ کا جنازہ ہے، تو ان دونوں نے فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، تو آپ ﷺ کھڑے ہوگئے، تو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ: یہ یہودی کا جنازہ ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ ذی روح نہیں ہے؟۔

تشریح:......امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان احادیث پر عمل منسوخ ہو چکا ہے۔

(طحاوی، باب الجنازة تمر بالقوم أيقومون لها ام لا ؟ كتاب الجنائز، ط : دار الكتب العلمية)

غیر مسلم کے ساتھ صلح کرنا

(۴)......﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾۔

(پ:۱۰،سورۂ انفال،آیت نمبر:۶۱)

ترجمہ:......اور اگر وہ لوگ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اس کی طرف جھک جاؤ، اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔

غیر مسلم کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کرنا

(۵)......﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ

قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ﴾۔(پ٦:،سورۂ مائدہ،آیت نمبر:۸)

ترجمہ:......اے ایمان والو! ایسے بن جاؤ کہ اللہ تعالیٰ (کے احکام کی پابندی) کے لئے ہر وقت تیار رہو، (اور) انصاف کی گواہی دینے والے ہو۔اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ناانصافی کرو۔انصاف سے کام لو، یہی طریقہ تقوی کے قریب تر ہے۔

غیر مسلم کے ساتھ زیادتی کرنا

(٦)......﴿وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡکُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ﴾۔

(پ:٦،سورۂ مائدہ،آیت نمبر:۲)

ترجمہ:......اور کسی قوم کے ساتھ تمہاری یہ دشمنی کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم (ان پر) زیادتی کرنے لگو۔

غیر مسلم کے ساتھ نیکی کرنا

(۷)......﴿لَا یَنۡهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَلَمۡ یُخۡرِجُوۡکُمۡ مِنۡ دِیَارِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡهُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَیۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ ﴾۔

(پ:۲۸،سورۂ ممتحنہ ،آیت نمبر:۸)

ترجمہ:......اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتے کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی ،اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ،ان کے ساتھ تم کوئی نیکی یا انصاف کا معاملہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

غیر مسلم کے ساتھ مواسات‘ مدارات اور معاملات جائز ہیں

غیر مسلم کے ساتھ مواسات یعنی ہمدردی وخیر خواہی اور نفع رسانی جائز ہے۔نبی کریم

ﷺ اور حضرات خلفاء راشدین اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے غیر مسلموں کے ساتھ احسان وسلوک اور ہمدردی وغمخواری کے ایسے ایسے واقعات ہیں جن کی مثالیں دنیا کی اقوام میں ملنا مشکل ہیں۔

اسی طرح مدارات یعنی ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ، یہ غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہیں۔

اسی طرح معاملات یعنی تجارت یا اجرت وملازمت اور صنعت وحرفت کے معاملات یہ بھی غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہیں۔

نوٹ:...... تفصیل کے لئے دیکھئے!''معارف القرآن'' ص ۴۶ ج ۲، سورۂ مائدہ، تحت آیت نمبر:۸۔

اس رسالہ میں غیر مسلموں سے تعلق رکھنے کے بارے میں مختلف عنوانات سے کئی باتیں مع حوالہ جمع کی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر محنت کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اور قرآن وحدیث کے احکامات پر عمل کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۵ ؍رجب المرجب ۱۴۴۰ھ، مطابق: ۱؍اپریل ۲۰۱۹ء

بروز پیر

غیر مسلم کو بھائی کہنا

مسئلہ:......غیر مسلم کو بھائی کہنا جائز ہے کہ وہ بھی ہمارے انسانی بھائی ہیں۔" فتاوی دار العلوم زکریا" (۲۲۴ ج ۸) میں ہے: اخوت قومی، وطنی، انسانی ونوعی کے اعتبار سے بھائی کہنا درست وصحیح ہے۔

قرآن کریم میں غیر مسلم کو بھائی کہا گیا ہے: ﴿وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ﴾۔

ترجمہ:......نیز قوم عاد اور فرعون اور لوط کے بھائیوں نے بھی۔ (سورۂ قٓ، آیت نمبر ۱۳)

اور ایسی تو کئی آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالی نے حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو ان کی کافر قوموں کا بھائی فرمایا:

(۱)...... ﴿وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا﴾۔ (پارہ:۸، سورۂ اعراف، آیت نمبر:۶۵)

ترجمہ:......اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی (حضرت) ہود (علیہ الصلوۃ و السلام) کو بھیجا۔

(۲)......﴿وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا﴾۔ (پارہ:۸، سورۂ اعراف، آیت نمبر:۷۳)

ترجمہ:......اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی (حضرت) صالح (علیہ الصلوۃ والسلام) کو بھیجا۔

(۳)......﴿وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا﴾۔ (پارہ:۸، سورۂ اعراف، آیت نمبر:۸۵)

ترجمہ:......اور مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی (حضرت) شعیب (علیہ الصلوۃ و السلام) کو بھیجا۔

(۴)......﴿اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ﴾۔ (پارہ:۱۹، سورۂ شعراء، آیت نمبر:۱۰۶)

ترجمہ:......جبکہ ان کے بھائی (حضرت) نوح (علیہ الصلوۃ والسلام) نے ان سے کہا کہ:

کیا تم اللہ تعالی سے ڈرتے نہیں ہو؟۔

احادیث میں غیر مسلموں کے لئے بھائی کی تعبیر اختیار کی گئی ہے:

(۱)......عن زید بن ارقم رضی الله عنه قال : سمعت نبی الله صلی الله علیه و سلم :انا شهید ان العباد کلهم اخوة ، الخ۔

(ابوداؤد، باب ما یقول الرجل اذا سلم ، کتاب الوتر ، رقم الحدیث:۱۵۰۸)

ترجمہ:......حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ: سارے بندے (آپس میں) بھائی ہیں۔

(۲)......عن ابی هریرة رضی الله عنه : انّ رسول الله صلی الله علیه و سلم قال : والناس بنو آدم و آدم من تراب۔

(ترمذی، باب فی فضل الشام والیمن ، ابواب المناقب ، رقم الحدیث:۳۹۵۶)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (سارے) لوگ (حضرت) آدم (علیہ الصلوۃ والسلام) کی اولاد ہیں، اور (حضرت) آدم (علیہ الصلوۃ والسلام) مٹی سے پیدا ہوئے۔

الناس من جهة التمثال اکفاء ابوهم آدم و الام حواء

آدمی صورت کے اعتبار سے سب برابر ہیں، کیونکہ سب کے باپ آدم علیہ السلام ہیں اور ماں حضرت حواء علیہا السلام ہیں۔

(شامی ص۱۲۴ ج۱، مطلب : الفرق بین المصدر و الحاصل بالمصدر، المقدمة ، ط: دار الباز ، مکة المکرمة)

غیر مسلم کے ساتھ صلہ رحمی کرنا

(۱)......عن اسماء بنت ابی بکر رضی الله عنهما قالت : قدِمَتْ علَیَّ اُمِّی وهی مشرکةٌ فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ، فاستفتیتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم ، قلت وهی راغبة ، اَفاَصِل اُمِّی ؟ قال : نعم ، صِلِی اُمَّکِ۔

(بخاری، باب الهدیة للمشرکین ، کتاب الهبة وفضلها ، رقم الحدیث:۲۶۲۰)

ترجمہ:......حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ: میرے پاس میری والدہ آئیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مشرکہ تھیں،تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ معلوم کیا، میں نے کہا: اور وہ (اسلام سے) اعراض کرنے والی ہیں، کیا میں اپنی ماں سے حسن سلوک (صلہ رحمی) کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو۔

''بخاری شریف'' کی ایک حدیث میں ہے کہ: غیر مسلم وفود جب آئے تو ان کو انعام دیتے رہو جس طرح میں انعام دیتا رہا ہوں:

(۲)...... واَجیزوا الوفد بنحو ما کنت اُجیزُهم۔

(بخاری، باب هل یستشفع الی اهل الذمة و معاملتهم ، کتاب الجهاد والسیر ، رقم الحدیث :۳۰۵۳)

تشریح:......غیر مسلم کے ساتھ بر وصلہ مطلقا جائز ہے، اور کیوں نہ ہو جبکہ جانوروں کے ساتھ بھی احسان کا حکم ہے اور اس پر اجر ہے تو انسان کے ساتھ صلہ رحمی کا اجر کیوں نہ ہوگا؟

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ نے ان لوگوں پر بہت تعجب کا اظہار فرمایا ہے جنہوں نے مطلقا حربی کافروں سے بیع کو حرام قرار دیا، اور علت موالات بیان کی۔

’’ والعجب ممن حرم مبايعة الكفار اهل الحرب مطلقا ، وادخلها فی الموالاة فالی الله المشتکی مما ارتکبوا من التحريف فی الاحکام۔

(اعلاء السنن ص۱۵۲ ج۱۶، باب سقوط القبض اذا كان الموهوب فی يد المتهب ، كتاب الهبة)

حضرت امام محمد بن الحسن شیبانی رحمہ اللہ ’’السیر الکبیر‘‘ میں فرماتے ہیں:

(۳)......عن ابن مروان الخزاعی قال : قلت لمجاهد : رجل من اهل المشرک بينی و بينه قرابة ، ولی عليه مال ، أدعه له ؟ قال : نعم ، وصله ،

و به نأخذ فنقول : لا بأس بان يصل المسلم الرجل المشرک قريبا كان أو بعيدا ، محاربا كان أو ذميا ، لحديث سلمة بن الاكوع قال: صليت الصبح مع النبی صلى الله عليه وسلم فوجدت مس كف بين كتفی، فالتفت فاذا هو رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال : هل انت واهب لی ابنة ام قرفة ؟ قلت : نعم ، فوهبتها له ، فبعث بها الی خالها حزن بن ابی وهب و هو مشرک ، وهی مشركة ،

وبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس مأة دينار الی مكة حين قحطوا ، وأمر بدفع ذلک الی ابی سفيان بن حرب ، وصفوان بن امية ليفرقا علی الفقراء اهل مكة ، فقبل ذلک ابو سفيان، وأبٰی صفوان .... وقال : ما يريد محمد بهذا الا ان يخدع شباننا۔ (شرح السیر الکبیر للسرخسی ص۱۰۶ ج۱، باب صلة المشرک)

ترجمہ:......ابن مروان خزاعی سے مروی ہے کہ: میں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے کہا کہ: مشرکین میں سے ایک شخص کے ساتھ میری قرابت داری ہے، اور میرا اس کے ذمے مال ہے، کیا وہ مال میں اس کے لئے چھوڑ دوں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، اور اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

اسی سے ہم دلیل پکڑتے ہوئے کہتے ہیں کہ: اگر کوئی مسلمان کسی مشرک کے ساتھ صلہ رحمی کرے، چاہے وہ مشرک قریبی رشتہ دار ہو، یا دور کا رشتہ دار ہو، چاہے وہ حربی یا ذمی ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کی دلیل حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں نے حضرت اقدس ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی، نماز کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میرے کندھے پر کسی نے ہاتھ پھیرا، جب میں ادھر متوجہ ہوا تو وہ حضور ﷺ تھے، آپ نے فرمایا: کہ کیا تم مجھے ابن قرفہ کی بیٹی ہبہ کردوں گے؟ میں نے کہا: ہاں، چنانچہ میں نے ابن قرفہ کی بیٹی حضور اقدس ﷺ کے حوالے کردی، اور حضور اقدس ﷺ نے وہ بچی ان کے ماموں حزن بن ابی وہیب کے پاس بھیج دی، حزن ابن ابی وہیب بھی مشرک تھا، اور وہ بچی بھی مشرکہ تھی۔

اور جس زمانے میں مکہ مکرمہ میں قحط پڑا، اس زمانے میں حضور اقدس ﷺ نے پانچ سو دینار مکہ مکرمہ بھیجے اور ابوسفیان ابن حرب (رضی اللہ عنہ) اور صفوان بن امیہ کو دینے کا حکم دیا، تاکہ یہ دینار مکہ مکرمہ کے فقراء میں تقسیم کردیئے جائیں، ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے ان دیناروں کو قبول کرلیا، لیکن صفوان بن امیہ نے انکار کردیا اور کہا کہ: محمد (ﷺ) ان کے ذریعہ ہمارے نوجوانوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ (فقہی مقالات ص ۱۸۷ ج ۶)

(۴)...... حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی بہن بڑی ہمت اور جرأت اور عقل والی عورت تھی، جب قید ہوکر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! والد ہلاک ہوا اور وفد غائب ہوگیا، اب آپ مجھ پر احسان فرمائیں، خدا آپ پر احسان کریں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: وفد کون ہے؟ عرض کیا: عدی بن حاتم طائی، آپ ﷺ نے فرمایا: وہی جو خدا اور رسول سے بھاگ گیا ہے،..... آپ ﷺ نے فرمایا: میں

نے تمہاری درخواست منظور کی ، اب تم جانے میں جلدی نہ کرو ، اور جب کوئی معتبر آدمی تمہاری طرف کا جانے والا آئے تو مجھ کو خبر کرنا ، اس کے ساتھ تم کو روانہ کر دوں گا۔ میں وہیں تھی یہاں تک کہ بنی قضاعہ کے چند لوگ آئے ، یہ شام کو جا رہے تھے ، میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ ! میری قوم کے چند معتبر لوگ آئے ہیں جن پر مجھے بھروسہ ہے ، آپ مجھے جانے کی اجازت دیں ، آپ ﷺ نے مجھ کو کپڑے اور کھانا اور خرچ سب عنایت کیا اور سواری کے لئے ایک اونٹ بھی عنایت فرمایا ، میں ان لوگوں کے ساتھ شام کو روانہ ہوگئی۔

(سیرت النبی ﷺ (کامل) ابن ہشام ص ۳۷۰ ج ۲ (اردو) مطبوعہ : ادارہ اسلامیات ، لاہور)

(۵)...... نبی اکرم ﷺ کی رضاعی بہن شیما بنت الحارث بھی قید ہو کر آئیں ، جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ سے کہا کہ : یا رسول اللہ ! میں آپ کی رضاعی بہن ہوں ، ......آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک ان کے لئے پھیلا دی اور ان کو اس پر بٹھایا ، اور ان کو اختیار دیتے ہوئے فرمایا کہ : اگر چاہو تو بہت محبت اور عزت کے ساتھ میرے ساتھ رہ سکتی ہو ، اور اگر چاہو تو میں تحائف وسامان کے ساتھ تم کو رخصت کر دوں ؟ اور تم اپنے قبیلہ میں پہنچ جاؤ ؟ انہوں نے کہا کہ : آپ مجھے جو کچھ دینا چاہیں عنایت فرمادیں ، اور مجھے میری قوم میں واپس فرمادیں ، آپ ﷺ نے انہیں تین غلام ، ایک باندی اور کچھ بکریاں عطا فرمائیں۔ اور انہوں نے اسلام بھی قبول کر لیا۔

(نبی رحمت ﷺ ص ۲۷۴ ، بتغیر)

غیر مسلموں کو ہدیہ دینا

(۱)......عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : رأی عمر حُلّة علی رجل تُباع ، فقال للنّبی صلی الله علیه وسلم : اِبتعُ هذه الحلّة تلبسها یوم الجمعة واذا جاءک الوفد، فقال : انّما یلبس هذه من لا خلاق له فی الاخرة ، فأُتی رسول الله صلی الله علیه وسلم منها بِحُللٍ، فارسل الی عمر منها بحُلةٍ ، فقال عمر : کیف البسها وقد قلتَ ما قلتَ فیها ؟ قال : انِّی لم اکسکها لتلبسها ، تبیعها أو تکسوها ، فارسل بها عمر الی اخٍ لّه من اهل مکة قبل ان یُّسلم۔

(بخاری، باب الهدیة للمشرکین ، کتاب الهبة وفضلها ، رقم الحدیث:۲۶۱۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے پاس ایک حلہ دیکھا جو فروخت کیا جا رہا تھا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ یہ حلہ خرید لیں اور جمعہ کے دن پہنا کریں اور جب آپ کے پاس کوئی وفد (ملنے کے لئے) آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس حلہ کو وہ (مرد) پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس کئی حلے آئے تو آپ ﷺ نے ان میں سے ایک حلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کو کیسے پہنوں؟ حالانکہ آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا ہے جو فرمایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے یہ حلہ تم کو اس لئے نہیں دیا کہ تم اس کو پہنو، تم اس کو فروخت کردو، یا (کسی اور کو) پہناؤ، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ حلہ اپنے اس بھائی کو دے دیا جو اہل مکہ میں سے تھا، اور ابھی اسلام نہیں لایا تھا۔

(۲)......عن عبد اللـه بن عمرو رضی الله عنهما : انه ذُبحت له شاة فجعل یقول

لغلامه اهديت لجارنا اليهودى ، اهديت لجارنا اليهودى ؟ سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ما زال جبريل يوصينى بالجار حتى ظننت انه سيورثه۔

(ادب المفرد، باب يبدأ بالجار ، رقم الحديث:۱۰۵۔ابوداؤد، باب فى حق الجوار، كتاب الادب ، رقم الحديث:۵۱۵۲۔ترمذی، باب ما جاء فى حق الجوار، ابواب البر والصلة ، رقم الحديث: ۱۹۴۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ایک بکری ذبح کرائی، تو آپ اپنے غلام سے کہنے لگے کہ: تو نے ہمارے یہودی پڑوسی کو بطور ہدیہ کچھ دیا ہے یا نہیں؟ دومرتبہ ایسے ہی فرمایا، اس کے بعد فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے برابر پڑوسی کے بارے میں حسن سلوک سے پیش آنے کی تاکید کرتے رہے جس سے مجھے یہ گمان ہوگیا کہ پڑوسی کو وارث بنا کر چھوڑیں گے۔

(۳)......عن انس رضى الله عنه قال : كان النبى صلى الله عليه وسلم يأمر بالهدية صلة بين الناس ويقول : لو قد اسلم تهادوا من غير جوع۔

(كنز العمال ، الهدية ، الخلافة مع الامارة ، رقم الحديث:۱۴۴۷۲)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان تعلق پیدا کرنے کے لئے ہدیہ کا حکم فرمایا کرتے تھے، اور ارشاد فرماتے تھے کہ: اگر تمام لوگ مسلمان ہوجائیں تو بغیر بھوک کے آپس میں ہدایا وتحائف کا تبادلہ کریں۔

غیر مسلمہ دائی کو عقیقہ کا گوشت دینا

مسئلہ:......غیر مسلمہ دائی کو عقیقہ کا گوشت دینا جائز ہے۔

(مجموعہ فتاوی مولانا عبدالحئ (اردو کامل مبوّب) ص ۶۱۸، سوال نمبر:۸۵۴۔مسائل متفرقہ)

غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینا

مسئلہ:......قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دے سکتے ہیں۔

’’ویهب منها ما شاء للغنی والفقیر المسلم والذمی‘‘۔

(فتاوی عالمگیری ص۳۰۰ ج۵، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب ، کتاب الاضحیة)

’’وللمضحی ان یهب کل ذلک أو یتصدق به أو یهدیه لغنی أوفقیر مسلم أو کافر‘‘۔(اعلاء السنن ص۲۵۸ ج۱۷، باب بیع جلد الاضحیة ، کتاب الاضاحی)

’’ویطعم الغنی والفقیر ، ویهب منها ما شاء لغنی ولفقیر ولمسلم وذمی‘‘۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ص۱۶۶ ج۴، کتاب الاضحیة)

غیر مسلم کو مالی تعاون کرنا

(۱)......قرآن کریم نے غیر مسلموں پر خرچ کرنے کے سلسلہ میں فرمایا:

﴿لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰیھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾۔

(پارہ:۳: سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۲۷۲)

ترجمہ:......(اے پیغمبر!) ان (کافروں) کو راہ راست پر لے لانا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے، لیکن اللہ تعالی جس کو چاہتے ہیں راہ راست پر لے آتے ہیں۔

نسائی، طبرانی بزار اور حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان نقل کیا ہے کہ: لوگ اپنے رشتہ دار مشرکوں کو کچھ دینا پسند نہیں کرتے تھے، یہ بات حضور ﷺ سے دریافت کی تو آپ ﷺ نے (رشتہ دار مشرکوں کو دینے کی) اجازت دے دی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ: رسول اللہ ﷺ صرف اہل اسلام کو خیرات دینے کا حکم فرماتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد ہر مذہب کے آدمی کو خیرات دینے کا حکم آپ ﷺ نے مرحمت فرمایا۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ: اپنے دین والوں کے علاوہ کسی کو خیرات نہ دو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے تمام مذاہب والوں کو خیرات دینے کی اجازت دے دی۔

کلبی نے شان نزول اس طرح نقل کیا ہے کہ: مسلمانوں کی کچھ سسرالی رشتہ داریاں یہودیوں سے تھیں، اسلام سے پہلے یہ یہودیوں کی امداد کرتے تھے، لیکن مسلمان ہونے کے بعد یہودیوں کو کچھ دینا مناسب نہیں سمجھا (ہاتھ روک لیا) مقصد یہ تھا کہ وہ مسلمان

ہوجائیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر مظہری، (اردو) ص۵۲۳ ج۱۔سورۂ بقرہ، تحت آیت نمبر:۲۷۲)

(۲)......عن ابراهيم بن مهاجر قال : سالت ابراهيم عن الصدقة على غير اهل الاسلام ؟ فقال : أما الزكوة فلا ، وامّا ان شاء رجل ان يتصدق ، فلا بأس۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۶ ج۶، فی ما قالوا فی الصدقة يعطى منها اهل الذمة ، كتاب الزكوة ، رقم الحديث:۱۰۵۱۱)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم بن مہاجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ: غیر مسلم پر صدقہ کرنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: زکوۃ تو نہیں دے سکتے، ہاں اگر ان میں سے کوئی کسی کو صدقہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

(۳)......عن جابر بن زيد قال : لاتعط يهودى ولانصرانى من الزكوة ، ولا بأس ان تتصدق عليهم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۷ ج۶، فی ما قالوا فی الصدقة يعطى منها اهل الذمة ، كتاب الزكوة ، رقم الحديث:۱۰۵۱۴)

ترجمہ:......حضرت جابر بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہودی اور نصرانی کو زکوۃ مت دو، ہاں صدقات نافلہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

غیر مسلم کا ہدیہ قبول کرنا

(۱)......عن علی رضی اللہ عنہ : عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ان کسری أهدی له فقبل ، وان الملوک اهدوا الیه فقبل منهم۔

(ترمذی، باب ما جاء فی قبول هدایا المشرکین ، ابواب السیر ، رقم الحدیث:۱۵۷۶)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ کو ایران کے بادشاہ کسریٰ نے ہدیہ دیا تو آپ ﷺ نے اس کو قبول فرمایا، اور دیگر بادشاہوں نے بھی ہدایا بھیجے، پس آپ ﷺ نے ان کے ہدایا قبول فرمائے۔

تشریح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرکین کے ہدایا قبول کرنا جائز ہے، البتہ اگر ان کے ہدیہ کی وجہ سے دل میں ان کی محبت ومودت پیدا ہو تو قبول کرنا جائز نہیں۔ یہ بات حضرت گنگوہی قدس سرہ نے ''الکوکب الدری'' میں بیان فرمائی ہے۔

اور حکومت کے سربراہ جو ایک دوسرے کو ہدایا دیتے ہیں، یا عید اور دیوالی کے مواقع پر جو باہم تحائف دیئے جاتے ہیں وہ بس دنیا کی ریت ہے، پس اس کو دینے لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (تحفۃ الالمعی ص ۵۱۷ ج ۴)

(۲)......عن قتادة : انّ یهودیا حلب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ناقة ، فقال : اللّٰهم جَمِّلْه ، فاسود شعره۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۹ ج ۱۳، فی الیهودی والنصرانی یدعی له ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۶۳۴۰)

ترجمہ:......حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کے لئے اونٹنی کا دودھ ہدیہ کیا، تو آپ ﷺ نے اس کو (دعا دیتے ہوئے) فرمایا: اللہ

تعالیٰ! تجھے جمال عطا کرے،،اس دعا کی برکت سے اس کے بال کالے ہوگئے۔

(۳)......عن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ : ان قُتیلة بنت عبد العزی ارسلت الی ابنتها اسماء بنت أبی بکر و کان ابو بکر طلقها فی الجاهلية ، فأرسلت بهدايا فيها أقط و سمن فأبت أن تقبل هديتها و تدخلها بيتها ، فأرسلت الی عائشة رضی اللہ عنها لتسأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم لتدخلها بيتها و لتقبل هديتها ، و أنزل اللہ عز وجلّ ﴿لا ينهاكم اللہ عن الذين لم يقاتلوكم فی الدين﴾ [الممتحنة :۸] الآية۔

(مجمع الزوائد ص۱۸۴ ج۸، باب صلة الوالد المشرک ، کتاب البر و الصلة ، رقم الحديث: ۱۳۴۱۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: قتیلہ بنت عبدالعزی -حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے جاہلیت میں طلاق دیدی تھی- اپنی بیٹی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس چندعدد گوہ کڑوی سبزیاں اور گھی کے ہدیے لے کر آئی، تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کے ہدیے قبول کرنے اور ان کو اپنے گھر میں داخل کرنے سے منع کردیا (کیونکہ وہ مشرکہ تھیں) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا تاکہ نبی کریم ﷺ سے پوچھے کہ انہیں گھر میں آنے دوں اور ان کا ہدیہ قبول کروں؟ تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتے کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، ان کے ساتھ تم کوئی نیکی کا یا انصاف کا معاملہ کرو''۔

(۴)......عن بريدة رضى الله عنه : قال : أهدى المقوقس القبطى لرسول الله صلى الله عليه وسلم جاريتين ، احداهما مارية ام ابراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، والاخرى و هبها رسول الله صلى الله عليه وسلم لحسان بن ثابت ، وهى أم عبد الرحمن بن حسان ، وأهدى له بغلة ، فقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلک۔(رواه البزار، والطبرانى فى الاوسط ، ورجال البزار رجال صحيح)

(مجمع الزوائد ص۱۹۳ ج۴، باب فى هدايا الكفار ، كتاب البيوع ، رقم الحديث:۶۷۵۱)

ترجمہ:......حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: مقوقس قبطی نے رسول اللہ ﷺ کو دو باندیاں ہبہ کیں، ان میں سے ایک: حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں، جو رسول اللہ ﷺ کے صاحب زادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، اور دوسری باندی: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہبہ کردیں اور یہ حضرت عبد الرحمٰن بن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما کی والدہ ہیں، اور اس نے آپ کو ایک خچر ہبہ کیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمایا۔

(۵)......عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه : ان ملك الروم اهدى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم جرة من زنجبيل فقسمها رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اصحابه ، فأعطى كل رجل قطعة وأعطانى قطعة۔

(كنز العمال ، الهدية ، الخلافة مع الامارة ، رقم الحديث:۱۴۴۸۴)

ترجمہ:......حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: روم کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کو ہدیہ میں سونٹھ کا ایک گھڑا بھیجا، آپ ﷺ نے اس کو اپنے اصحاب میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کردیا اور مجھے بھی ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔

(۶)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : أهدى المقوقس صاحب الاسكندرية الى رسول الله صلى الله عليه وسلم مكحلة عيدان شامية و مرآة و مشطا ۔(رواه الطبرانی فی الاوسط ، ورجاله ثقات)

(مجمع الزوائد ص۱۹۳ ج۴، باب فی هدايا الكفار ، كتاب البيوع ، رقم الحديث:۶۷۵۳)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: مقوقس صاحب اسکندریہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف شام کی بنی ہوئی لکڑی کی سرمہ دانی اور آئینہ اور کنگھی بھیجی۔

(۷)......عن انس بن مالک رضی الله عنه : ان ملک ذی يزن أهدى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم جرة من المن ، فقبلها۔

(مجمع الزوائد ص۱۹۳ ج۴، باب فی هدايا الكفار ، كتاب البيوع ، رقم الحديث:۶۷۵۲)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ذی یزن کے بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک گھڑا بھیجا جس میں ''من'' تھا، آپ ﷺ نے اس کو قبول فرمالیا۔

(۸)......عن علی رضی الله عنه قال :اهدى كسرى لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقبل منه ، واهدى له قيصر فقبل منه، واهدت له الملوک فقبل منهم۔

(كنز العمال ، الهدية ، الخلافة مع الامارة ، رقم الحديث:۱۴۴۷۱)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: کسری نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ہدیہ بھیجا، آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔ قیصر نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ہدیہ بھیجا، آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا، اور دوسرے بادشاہوں نے بھی آپ ﷺ کے لئے ہدایا بھیجے، آپ ﷺ نے انہیں قبول فرمایا۔

(۹)......**اما بعد فانی لا استهدی احدا فان تهد الی اقبل هدیتیک۔**

ترجمہ:......بحرین میں کسری کے گورنر اُسیبخت بن عبداللہ نے غالبا آپ ﷺ کو لکھا تھا کہ: آپ کسی چیز کی فرمائش کریں تو ارسال کروں گا، اس کے جواب میں آپ ﷺ نے تحریر فرمایا: میں کسی سے ہدیہ طلب نہیں کرتا، اگر تم کوئی ہدیہ بھیجو گے تو قبول کرلوں گا۔

(طبقات ابن سعد ص ۲۷ ج ۱۰۔معجم البلدان لیاقوت ، مادة "" البحرین " الوثائق السیاسیه ص ۱۵۴/۱۵۳)

(۱۰)......**عن حبیب قال : رأیت هدایا المختار تدخل علی ابن عباس و ابن عمر رضی الله عنهم ، فیقبلا نها۔**

(کنز العمال ، الهدیة ، الخلافة مع الامارة ، رقم الحدیث:۱۴۴۷۶)

ترجمہ:......حبیب سے مروی ہے کہ: میں نے امیر مختار کے ہدایا حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے پاس آتے ہوئے دیکھے، اور ان دونوں کو قبول کرتے ہوئے بھی دیکھا۔

غیر مسلم کے ہدیہ کو قبول کرنے کے متعلق متضاد روایات میں تطبیق

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے غیر مسلم کا ہدیہ قبول نہیں فرمایا۔

(۱۱)......**عن عیاض بن حمار رضی الله عنه : انه أهدی للنبی صلی الله علیه وسلم هدیة أو ناقة ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم :اسلمت ؟ فقال : لا ، قال : فانی نُهیت عن زَبَدِ المشرکین۔**

(ترمذی، باب ما جاء فی قبول هدایا المشرکین ، ابواب السیر ، رقم الحدیث:۱۵۷۷)

ترجمہ:......حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ نے (جو اپنے قبیلہ کے سردار تھے) نبی کریم

ﷺ کو کوئی ہدیہ دیا، (یا ایک اونٹنی ہدیہ دی) آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم مسلمان ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں مشرکین کے مکھن سے روکا گیا ہوں۔ (یعنی ان کے ہدایا لینے کی مجھے اجازت نہیں)۔

تشریح:...... یہ جو نبی کریم ﷺ نے ہدیہ قبول نہیں کیا تھا تو وہ ہدیہ دینے والے کی مصلحت سے تھا۔ بعض مرتبہ ہدیہ واپس کر دیا جائے تو اس سے ہدیہ دینے والے کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ میرے پاس ایک بے ریش ہدیہ لے کر آیا، میں نے اس کا ہدیہ نہیں لیا اور اس کو بتلایا کہ میں اس وجہ سے ہدیہ قبول نہیں کر رہا، الحمد للہ! اس نے اسی دن سے ڈاڑھی رکھ لی۔ غرض آنحضور ﷺ نے بھی مصلحتا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ کا ہدیہ قبول نہیں فرمایا تھا، ورنہ فی نفسہ مشرک کا ہدیہ لینا جائز ہے، نبی کریم ﷺ نے مشرکین کے ہدایا قبول فرمائے ہیں۔ (تحفۃ الالمعی ص ۵۱۷ ج ۴)

علماء نے ان روایات کے درمیان دو طرح سے اور بھی تطبیق دی ہے:

(۱)......ایک یہ کہ جس شخص کے بارے میں آپ کو احساس ہوا کہ اس کے گمان میں آپ کی تمام تر جنگی جدو جہد کا مقصد مال و دولت کا حصول ہے، اس کے ہدیہ کو آپ ﷺ نے رد فرما دیا، اور جس کے بارے میں خلوص کا یقین ہوا اس کے ہدیہ کو قبول فرما لیا۔

(۲)......دوسری یہ کہ جس غیر مسلم کا ہدیہ قبول کرنے میں دینی اور ملی صلابت و غیرت کی کمی کا احساس ہوتا اس کو رد فرما دیتے، اور جہاں یہ احساس نہ ہوتا اس کو قبول فرما لیتے۔

فقہاء نے انہی روایات کی وجہ سے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ:

’’لم يقبل من شخص علم انه لو قبل منه يقل صلابته الخ ‘‘۔ (فتاوی عالمگیری ص ۳۴۸ ج ۵، الباب الرابع عشر فی اهل الذمة والاحكام التی تعود اليهم ، كتاب الكراهية)

ترجمہ:......اگر غیر مسلموں کا ہدیہ قبول کرنے میں غیرت ایمانی اور کفر کے بالمقابل صلابت میں کمی آنے کا اندیشہ ہوتو ان کا ہدیہ قبول نہ کرے۔

فائدة:...... واما الهدية للمشركين واهل الكتاب ، وقبول هداياهم ، فكل جائز اذا كانوا ذمة لنا ، وكذلک اذا كانوا اهل حرب و طمع فی اسلامهم فهو مندوب الی أن يؤلفهم فيقبل الهدية ويهدی اليهم۔

(اعلاء السنن ص۱۵۲ ج۱۶، باب سقوط القبض اذا کان الموهوب فی يد المتهب ، کتاب الهبة)

ترجمہ:......ذمی مشرکین اور اہل کتاب کو ہدیہ دینا اور ان کا ہدیہ قبول کرنا سب جائز ہے، اور اگر ذمی نہیں اور اہل حرب ہیں تو اس صورت میں مندوب ہے کہ ان کے اسلام لانے کی امید ہو، اور تالیف قلب مراد ہو تو ہدیہ قبول بھی کیا جائے گا اور ہدیہ دیا بھی جائے گا۔

غیر مسلم اپنے تہوار پر مسلمانوں کو شیرینی ہدیہ دے اس کا لینا کیسا ہے؟

مسئلہ:......ہولی اور دیوالی کے مواقع پر غیر مسلم بطور تحفہ وہدیہ مسلمانوں کو مٹھائی اور شیرینی وغیرہ پیش کرتے ہیں، مسلمانوں کے لئے اس کا نہ قبول کرنا بہتر ہے۔لیکن وطنی تعلقات کو باقی رکھنے کے لئے قبول کریں تو اس کا کھانا حرام اور ناجائز بھی نہیں ہے، کھانے کی گنجائش ہے ، بشرطیکہ مندر وغیرہ میں نہ چڑھا یا گیا ہو، بلکہ بازار سے خرید کر بلا ان کے مذہبی لوازمات کے پیش کیا جاتا ہو۔

(۱)......ان امرأة سألت عائشة رضی الله عنها ، فقالت : ان لنا اظآرا من المجوس ، وانّهم يكون لهم العيد فيهدون لنا ؟ فقالت : امّا ما ذُبح لذلک اليوم فلا تأكلوا، ولكن كلوا من اشجارهم۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۵ ج۱۷، ما قالوا فی طعام المجوس و فواکههم ، کتاب السير ، رقم الحديث:۳۳۳۴۱)

ترجمہ:......ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ: ہمارے پاس مجوسیوں کی عورتیں-ان کی عید ہوتی ہے تو-ہمیں کھانے کی اشیاء ہدیہ کرتی ہیں۔آپ نے فرمایا: بہر حال وہ اشیاء جو اس دن ذبح کی جاتی ہیں تم ان کو نہ کھاؤ، لیکن ان کے درختوں سے کھالیا کرو۔

تشریح:......یعنی ان کے گوشت وغیرہ نہ کھاؤ، مگر اور ہدایا جن میں کوئی حرام کا مسئلہ نہیں تو ایسی چیزوں کو کھالیا کرو۔

(۲)......عن ابی برزة الاسلمی رضی الله عنه : انّه کان له سکّان مجوس فکانوا یهدون له فی النّیروز والمهرجان ، فیقول لأهله : ما کان من فاکهة فاقبلوه ، وما کان سوی ذلک فرُدُّوه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۵ ج۱۷، ما قالوا فی طعام المجوس و فواکههم ، کتاب السیر ، رقم الحدیث:۳۳۳۴۲)

ترجمہ:......حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ان کے پاس کچھ مجوسی آباد تھے، تو یہ لوگ نیروز اور مہرجان والے دن ہمیں ہدیہ بھیجا کرتے تھے، آپ اپنے گھر والوں سے فرماتے کہ: جو پھل وغیرہ میں سے ہو اس کو تو قبول کرلیا کرو، اور جو چیز اس کے علاوہ ہو اس کو لوٹا دیا کرو۔

''ولا بأس بطعام المجوس کله الا الذبیحة''۔

(فتاوی عالمگیری ص۳۴۷ ج۵، الباب الرابع عشر فی اهل الذمة ، کتاب الکراهیة)

''ولا بأس بالذهاب الی ضیافة اهل الذمة ، هکذا ذکر محمد رحمه الله ، وفی اضحیة النوازل : المجوس أو النصرانی اذا دعا رجلا الی طعامه تکره الاجابة، وان

قال اشتریت اللحم من السوق فان کان نصرانیا لا بأس به‘‘۔

(فتاوی عالمگیری ص۳۴۷ ج۵، الباب الرابع عشر فی اهل الذمة ، کتاب الکراهیة)

’’وما یأتی به المجوس فی نیروزهم من الاطعمة الی الاکابر والسادات من کانت بینهم و بینهم معرفة ذهاب و مجی ، فقد قیل : ان أخذ ذلک علی وجه الموافقة لفرحهم یضر ذلک بدینه ، وان أخذه لا علی ذلک الوجه لا بأس به ، والاحتراز عنه اولی ‘‘۔

(تاتارخانیہ ص۳۴۸ ج۷، الفصل:۲۱/ الشرکة فی اعیاد الکفار باب الرابع عشر فی اهل الذمة ، کتاب احکام المرتدین ، رقم :۱۰۶۵۷)

غیر مسلم کا ہدیہ کس شرط سے لینا جائز ہے

مسئلہ:......غیر مسلم کا ہدیہ لینے میں اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ غیر مسلم، مسلمان کو اپنی نظر میں ہلکا سمجھے گا یا احسان جتائے گا تو لینا درست نہیں ہے، اور اگر اس طرح کی کسی دینی یا دنیوی مضرت کا اندیشہ نہ ہو تو درست ہے۔

’’ومن المشائخ من وفق من وجه آخر ، فقال : قبل من شخص علم انه لا یقل صلابته و عزته فی حقه ولا یلین بسبب قبول الهدیة‘‘۔

(فتاوی عالمگیری ص۳۴۸ ج۵، الباب الرابع عشر فی اهل الذمة ، کتاب الکراهیة۔

تاتارخانیہ ص۱۶۹ ج۱۸، الفصل:۱۶/ اهل الذمة والاحکام ، کتاب الکراهیة ، رقم:۱۰۶۵۷)

’’واما الاسلام فلیس من شرطه ، فیصح وقف الذمی بشرط کونه قربة عندنا و عندهم ‘‘۔

(البحر الرائق ص۲۰۴ ج۵، وقف المجوسی ضیعه علی فقراء المجوس ،کتاب الوقف)

مسئلہ:...... ہندو کے تہوار کا ہدیہ کیا ہوا کھانا جائز ہے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص۲۷ ج۱۶)

غیر مسلم کی دعوت قبول کرنا

مسئلہ:...... غیر مسلم کی ایسی دعوت -جس میں کسی حرام چیز کی ملاوٹ کا شبہ نہ ہو- قبول کرنا جائز ہے۔"ولا بأس بالذهاب الى ضيافة اهل الذمة"۔

(فتاوی تاتارخانیہ ص۱۶۷ ج۱۸، الفصل:۱۶/ اهل الذمة والاحكام ، كتاب الكراهية ، رقم: ۲۸۳۷۷)

(۱)......عن انس بن مالک رضی الله عنه : ان يهودية أتت النبى صلى الله عليه وسلم بشاة مسمومة فاكل منها ، فجىء بها فقيل الا نقتلها ؟ فقال : لا ، فما زلت اعرفها فى لهوات رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

(بخاری، باب قبول الهدية من المشركين ، كتاب الهبة و فضلها ، رقم الحديث:۲۶۱۷)

ترجمہ:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک یہودی عورت نبی کریم ﷺ کے پاس ایک زہر آلود بکری لے کر آئی ، آپ نے اس سے کچھ (گوشت) کھایا ، پھر اس عورت کو آپ کے پاس لایا گیا، پس آپ ﷺ سے کہا گیا: ہم اس کو قتل نہ کردیں، (آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، (مسلم:۲۱۹۰) پھر میں ہمیشہ اس زہر کو نبی کریم ﷺ کے حلق کے کوّے میں پہچانتا رہا۔

غیر مسلم کی ضیافت کرنا جائز ہے

مسئلہ:...... قرابت یا حاجت کی بنیاد پر کسی غیر مسلم کی ضیافت کرنا جائز ہے۔

"لا بأس بان يضيف كافرا لقرابة ، أو لحاجة ، كذا فى التمرتاشى"۔

(فتاوی عالمگیری ص۳۴۷ ج۵، الباب الرابع عشر فى اهل الذمة ،الخ ، كتاب الكراهية)

غیر مسلم کے ساتھ ہمیشہ کھانا پینا درست نہیں

مسئلہ:......غیر مسلم کے ساتھ ہمیشہ کھانا پینا درست نہیں۔

’’الأكل مع المجوسی و مع غيره من اهل الشرک.....انه ان ابتلى به المسلم مرة أو مرتين فلا بأس به ، و اما الدوام عليه فيكره ،الخ‘‘۔

(فتاوی عالمگیری ص ۳۴۷ ج ۵، الباب الرابع عشر فی اهل الذمة والاحکام التی تعود اليهم ، كتاب الكراهية)

غیر مسلم کی دعوت میں گوشت کے حلال ہونے کا یقین ہوتو؟

مسئلہ:......غیر مسلم کے یہاں گوشت کے درست اور حلال ہونے کا یقین ہوتو، ان کی دعوت میں گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

’’(ويقبل قول كافر) و لو مجوسيا (قال : اشتريت اللحم من كتابی فيحل أو قال) اشتريته (من مجوسی فيحرم) ولا يرده بقول الواحد ، واصله ان خبر الكافر مقبول بالاجماع فی المعاملات لا فی الديانات‘‘۔

(الدر المختار ص ۴۹۷ ج ۹، كتاب الحظر والاباحة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

قرابت کی وجہ سے غیر مسلم کو دعوت دینے میں کوئی حرج نہیں

مسئلہ:......کسی ضرورت یا قرابت کی وجہ سے غیر مسلم کو دعوت دینے میں کوئی حرج نہیں۔

’’ولا بأس بأن يضيف كافرا لقرابة او لحاجة‘‘۔

(فتاوی عالمگیری ص ۳۴۷ (۴۰۱) ج ۵، الباب الرابع عشر فی اهل الذمة ، كتاب الكراهية)

غیر مسلموں کے برتن کو دھو کر استعمال کرنا صحیح ہے

مسئلہ:......غیر مسلموں کے برتن کو دھو کر استعمال کرنا صحیح ہے۔

(۱)......عن ابی ثعلبة رضی الله عنه قال : سُئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن قُدور المجوس ؟ قال : انقوها غَسلا ، واطبخوا فیها، الخ۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الاکل فی آنیة الکفار ، ابواب الاطعمة ، رقم الحدیث:۱۷۹۶)

ترجمہ:......حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ سے مجوس (آتش پرستوں) کی (مٹی کی) ہانڈیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو خوب دھولو، اور ان میں کھانا پکاؤ۔

(۲)......عن ابی ثعلبة الخشنی رضی الله عنه انه قال : یا رسول الله ! انّا بارض اهل الکتاب ، فنطبُخ فی قدورهم ، و نشرب فی آنیتهم ؟ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان لم تجدوا غیرها فارحضوها بالماء ، الخ۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الاکل فی آنیة الکفار ، ابواب الاطعمة ، رقم الحدیث:۱۷۹۶)

ترجمہ:......حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کے علاقہ میں رہتے ہیں، پس ہم ان کی ہانڈیوں میں پکاتے ہیں، اور ان کے برتنوں میں پیتے ہیں (تو کیا یہ جائز ہے؟) پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر ان کے علاوہ برتن نہ پاؤ تو ان کو پانی سے دھوڈالو (پھر استعمال کرو)۔

(۳)......عن الحسن و محمد قالا : کان المشرکون یجیئون بالسمن فی ظروفهم فیشتریه اصحاب رسول الله صلی الله علیه و سلم والمسلمون فیأکلونه و نحن نأکله۔

ترجمہ:......حضرت حسن اور حضرت محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: مشرکین اپنے برتنوں میں گھی لایا کرتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اور مسلمان اس کو خرید تے تھے، پھر وہ بھی اس کو کھاتے تھے اور ہم بھی اس کو کھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۶ ج۱۷، ما قالو ا فی طعام المجوس و فواکھھم ، کتاب السیر ، رقم الحدیث:۳۳۳۴۸)

(۴)......ان حذیفه استسقی ، فاتاه دهقان بباطية فيها خمر ، فغسلها و شرب فيها ،

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۱ ج۱۲، فی الاکل فی آنیة الکفار ، کتاب الاطعمة ، رقم الحدیث: ۲۴۸۷۳)

ترجمہ:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی طلب کیا، تو ایک دہقان شراب پینے میں استعمال ہونے والا برتن لایا جس میں شراب تھی، آپ نے اس کو دھولیا اور اس میں پانی پی لیا۔

(۵)......عن ابن سيرين قال : كانوا يكرهون آنية الكفار ، فان لم يجدوا منها بُدّاً غسلوها و طبخوا فيها ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۱ ج۱۲، فی الاکل فی آنیة الکفار ، کتاب الاطعمة ، رقم الحدیث: ۲۴۸۷۴)

ترجمہ:......حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم) کفار کے برتنوں (کے استعمال) کو ناپسند کرتے تھے، لیکن اگر لوگوں کو اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو پھر ان برتنوں کو دھولیں اور ان میں پکالیں۔

(۶)......عن الحسن قال : اذا احتجتم الى قدور المجوس و آنيتهم ، فاغسلوها و

اطبخوا فیھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۷۳ ج ۱۲، فی الاکل فی آنیة الکفار ، کتاب الاطعمة ، رقم الحدیث:
۲۴۸۷۵)

ترجمہ:......حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب تمہیں مجوسیوں کے برتن اور ہانڈیوں کی ضرورت پیش آئے ،تو تم ان کو دھولو اور ان میں پکالو۔

(۷)......عن عمر بن الولید الشعبی قال : سالت سعید بن جبیر عن قدور المجوس ؟ فقال : اغسلھا و اطبخ فیھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۷۳ ج ۱۲، فی الاکل فی آنیة الکفار ، کتاب الاطعمة ، رقم الحدیث:
۲۴۸۷۶)

ترجمہ:......حضرت عمر بن الولید شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے پوچھا کہ: مجوسیوں کی ہانڈیوں کے بارے میں؟ تو انہوں نے فرمایا: تم ان کو دھولو اور ان میں پکالو۔

غیر مسلم کے حلت وحرمت کی تحقیق کی حد کیا ہے؟

مسئلہ:......غیر مسلموں کے مذہب کے اعتبار سے حلت وحرمت کو سمجھنے کے لئے ہم صرف اتنی بات کے مکلّف ہیں کہ جن چیزوں کے بارے میں ان کے یہاں حلال ہونے کی شہرت ہے، وہ ان کے لئے جائز اور حلال ہیں، اور جن چیزوں کے بارے میں ان کے یہاں حرام ہونے کی شہرت ہے وہی چیزیں ان کے لئے ناجائز اور حرام ہیں، مثلاً زنا ہر قوم و مذہب میں ناجائز ہے، لیکن خنزیر، شراب اور سود وغیرہ ان کے یہاں ناجائز نہیں، اور نہ ان کی تجارت ان کے یہاں ناجائز ہے، ان اصولوں کے ذریعہ جہاں تک ان کے مذہب کو پرکھا اور ناپا و تولا جا سکتا ہے وہ اتنا ہی ہے، اس سے زیادہ مسلمانوں کو ان کے مذہب کے متعلق کھود کرید کا مکلّف نہیں بنایا گیا ہے، جو حسب ذیل عبارت سے سمجھ میں آتا ہے۔

(۱)......عن الحسن و محمد قالا : كان المشركون يجيئون بالسمن فى ظروفهم فيشتريه اصحاب رسول الله صلى الله عليه و سلم والمسلمون فيأكلونه و نحن نأكله۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۱۶ ج ۱۷، ما قالوا فى طعام المجوس و فواكههم ، كتاب الهبة ، رقم الحديث: ۳۳۳۴۴)

ترجمہ:......حضرت حسن اور حضرت محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: مشرکین اپنے برتنوں میں گھی لایا کرتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور مسلمان اس کو خریدتے تھے، پھر وہ بھی اس کو کھاتے تھے اور ہم بھی اس کو کھاتے تھے۔

(۲)......عن ابى وائل و ابراهيم قالا : لما قدم المسلمون اصابوا من اطعمة المجوس من جُبنهم و خبزهم ، فاكلوا ولم يسألوا عن شىء من ذلك۔

ترجمہ:......حضرت ابو وائل اور حضرت ابراہیم رحمہما اللہ دونوں حضرات نے فرمایا: جب مسلمان آئے اور انہوں نے مجوسیوں کا کھانا پایا، ان کا پنیر اور ان کی روٹیاں وغیرہ، تو انہوں نے یہ چیزیں کھالیں، اوران کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۶ ج ۱۷، باب قبول الهدية من المشركين ، كتاب الهبة ، رقم الحديث :۳۳۳۴۴)

تشریح:......مسلمانوں کوان کے بارے میں حلت کا یقین تھا، اس لئے مزید کسی تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھی۔

’’ففيه انا لا نجيز لهم بيع الخمر والخنزير علا نية ظاهرا فى بلاد المسلمين، وانما لهم ذلك سرا ، هذا حكم اهل الذمة ، واما اهل الصلح الذين صالحناهم على قدر معلوم من المال ، ولم نجعلهم ذمة لنا فنتركهم و ما يدينون ، الخ‘‘۔

(اعلاء السنن ص۱۱۲ ج ۱۴، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام ، ابواب البيوع الفاسدة)

غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں میں جانا جائز نہیں

مسئلہ:......غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں میں جانا اور شریک ہونا اور دیوتا وغیرہ کو دیکھنا۔ جس سے مسلمانوں کا عقیدہ خراب ہوسکتا ہو۔ غیروں کی مشابہت کی وجہ سے جائز نہیں ہے،

(۱)......عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : من تشبّه بقوم فهو منهم۔

(ابوداوٗد، باب فی لُبس الشّهرة ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۴۰۳۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جوکسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔

(۲)......عن عمر و بن شعیب عن ابیه عن جده رضی الله عنه : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : لیس منا من تشبّه بغیرنا۔

(ترمذی، باب ما جاء فی کراهیة اشارة الید فی السلام ، ابواب الاستئذان والآداب ، رقم الحدیث:۲۶۹۵)

ترجمہ:......حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے غیر کی مشابہت اختیار کرے۔

(۳)......من کثر سواد قوم فهو منهم۔(رواه الدیلمی عن ابن مسعود رضی الله عنه)

(کنز العمال ، الصحبة ، رقم الحدیث:۲۴۷۳۵)

ترجمہ:......(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) جس شخص نے کسی قوم کی کثرت میں اضافہ کیا وہ انہی میں سے ہے۔

(۴)......عن جابر رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : من

احب قوما علی اعمالهم حشر یوم القیامة فی زمرتهم ، فحوسب بحسابهم ، وان لم یعمل اعمالهم ۔(رواه الخطیب عن جابر رضی الله عنه)

ترجمہ:......(حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) جس شخص نے کسی قوم سے ان کے اعمال کی وجہ سے محبت کی ،تو قیامت کے دن انہی کی جماعت میں اس کا حشر ہوگا،اوراس کا حساب انہی لوگوں کے حساب کے مطابق لیا جائے گا،اگر چہ وہ ان جیسے اعمال نہ کرتا ہو۔(کنز العمال ، الصحبة ، رقم الحديث:۲۴۷۳۰)

’’لو شبه نفسه باليهود والنصاری أی صورة او سيرة علی طريق المزاح والهزل أی ولو علی هذا المنوال، الخ‘‘۔(شرح فقہ اکبر ص۲۲۶(۲۲۸)، کتاب الکراهية)

’’من تشبه نفسه بالكفار مثلا فی اللباس وغيره ، أو بالفساق أو الفجار أو باهل التصوف والصلحاء الابرار (فهو منهم) أی فی الاثم والخير عند الله تعالی ، الخ‘‘۔(مرقاۃ شرح مشکوۃ ص۲۵۵ ج۸، کتاب اللباس، الفصل الثانی)

غیر مسلموں کے میلہ میں بغرض تجارت شریک ہونا

مسئلہ:...... غیر مسلموں کا میلہ اگر ان کے مذہب سے متعلق نہیں ہے تو اس میں بغرض تجارت شریک ہونا جائز ہے۔

(امداد الفتاوی (جدید مطول حاشیہ)ص۴۲۳ ج۹،سوال نمبر:۲۶۵۰)

غیر مسلم ٹیچر کی سالگرہ میں شرکت ،اوراس کے لئے طول عمر کی دعا

مسئلہ:......غیر مسلم کی سالگرہ کے موقعہ پر یہ دعا کرنا چاہئے کہ:اللہ تعالی اس کی عمراورصحت کو دراز کر کے اس کو ہدایت نصیب فرمائے۔باقی سالگرہ منانا اسلام کا طریقہ نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم زکریا ص۲۱۶ ج۸)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہما نے غیر مسلم کے لئے طول عمر اور مال واولاد میں کثرت کی دعا کی ہے۔(دیکھئے! حدیث نمبر:۱۹/۲۰)

''کفایت المفتی''میں ہے:

کسی غیر مسلم کے لئے درازیٔ عمر کی دعا مانگنا اس نیت سے کہ شاید خدا تعالی اس کو ہدایت فرمادے اور وہ آئندہ عمر میں نور اسلام سے منور ومستنیر ہوجائے، جائز ہے۔

(کفایت المفتی ص ۱۲۷ج ۱۳۔سوال نمبر:۵۴۹۸۔مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ،کراچی)

اذا قال للذمی : اطال الله بقاء ک ، ان کان نیته: ان الله يطيل بقائه ليسلم .....فلا بأس به ، الخ ۔

(فتاوی عالمگیری ص ۳۴۸ ج ۵ ، الباب الرابع عشر فی اهل الذمة ، كتاب الكراهية۔المحیط البرھانی ص ۱۰۷ ج ۶ ، الفصل السادس فی معاملة اهل الذمة ، کتاب الاستحسان و الكراهية۔البحر الرائق ص ۳۷۴ ج ۸، فصل فی البیع ، كتاب الكراهية)

غیر مسلم کو ان کے تہوار میں مبارک بادی دینا

سوال:......کسی غیر مسلم کو happy merry christmas کے ذریعہ مبارک باد پیش کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کے معنی مراد کا خلاصہ یہ ہے:''حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش مبارک''۔

الجواب:......فی زماننا یہ الفاظ عید مبارک کی طرح استعمال ہوتے ہیں، اور آپس میں کرسمس کے موقعہ پر بطور مبارکبادی کے کہے جاتے ہیں۔باقی اس کے دوسرے معنی متروک ہوچکے ہیں۔اکثر لوگ جانتے بھی نہیں جیسے جنوری فروری اپنی اصل کے اعتبار سے اصنام وبتوں کے نام ہیں، لیکن مہینوں کے نام کے طور پر مستعمل ہیں، اور یہ کفریہ معنی بالکل متروک ہیں،

بنا بریں دوستی رکھنے کے لئے تو درست ہے، البتہ دن کی تعظیم میں ایسے الفاظ کہنا درست نہیں۔ ہاں بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ: ابھی تک ان الفاظ سے صلیب کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے، اس وجہ سے حتی الامکان ایسے الفاظ نہیں کہنے چاہئے۔

''قال فی الاشباہ والنظائر : واعلم ان اعتبار العادة والعرف ترجع الیه فی الفقه فی مسائل کثیرة حتی جعلوا ذلک اصلا ، فقالوا: فی الاصول فی باب ما تترک به الحقیقة تترک الحقیقة بدلالة الاستعمال والعادة.... والمراد من الاستعمال نقل اللفظ من موضوعه الاصلی الی معناه المجازی شرعا و غلبة الاستعمال فیه ، ومن العادة نقله الی معناه المجازی عرفا''۔(الاشباہ والنظائر ص ۲۶۸ ج ۱، ط: ادارۃ القرآن)

بغداد کی وجہ تسمیہ میں لکھا ہے کہ: ''بغ'' بت کا نام تھا، جس کی وہ پوجا کرتے تھے، اور ''داذ'' فارسی میں عطیہ کو کہتے ہیں، یعنی بت کا عطیہ، لیکن یہ معنی متروک ہو چکے ہیں، اس لئے اس کا استعمال جائز ہے ''تاریخ بغداذ'' میں ہے:

''بغداد وکان لهم صنم یعبدونه بالمشرق یقال له "البغ" فقال : بغ ، داد (اعطانی الصنم) ، والفقهاء یکرهون هذا الاسم من أجل هذا ، وسماها ابو جعفر مدینة السلام ، لان دجلة یقال لها وادی السلام ''۔

(تاریخ بغداد ص ۵۸ ج ۱۔ومثله فی معجم البلدان ص ۴۶۵ ج ۱۔تهذیب الاسماء واللغات للامام النووی ص ۱۰۱۵ ج ۱۔فتاوی دار العلوم زکریا ص ۲۵۱ ج ۸)

مسئلہ:......غیر مسلم کو ان کے تہوار میں مبارک باد دینا جائز ہے۔اسلامک فقہ اکیڈمی کے اجلاس میں اس موضوع پر تفصیلی مقالات پڑھے گئے، جس کا خلاصہ اور ماحصل کتابی شکل میں منظر عام پر آچکا ہے۔اس کے کچھ ملخصات حسب ذیل ملاحظہ کیجئے:

بعض مقالہ نگار حضرات ایسے بھی ہیں جو یہ رائے رکھتے ہیں کہ: غیر مسلموں کو ان کے تہواروں کی مبارک باد دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ فرقہ وارانہ یکجہتی کے جذبہ سے اور خیر سگالی کی نیت سے اور تالیف قلب کے لئے ایسا کرنا بہتر ہے۔

بعض حضرات نے ایک دوسری بات کہی ہے، اور وہ یہ کہ: مبارک باد دعا نہیں ہے، دعا کے لئے لفظ ’’آشیرواد‘‘ آتا ہے، ’’مبارک باد‘‘ کی جگہ ’’بدھائی‘‘ کا لفظ استعمال کرنا زیادہ موزوں ہے، اگر ضرر یا تعلقات کی ناہمواری کا اندیشہ ہو تو ’’بدھائی‘‘ وغیرہ کا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

بعض مقالہ نگار حضرات کچھ شرائط و قیود کے ساتھ ان کو مبارک باد دینے کو درست قرار دیتے ہیں، مثلاً:

(۱)......سماجی اخلاقیات کا تقاضہ ہے کہ اگر وہ ہمارے تہواروں پر ہمیں مبارک باد دیتے ہیں تو ہم بھی ان کو ان کے تہواروں پر مبارک باد دیں، لیکن یہ کہ آدمی خود ان پر کوئی یقین نہ رکھتا ہو، مزید یہ کہ آیت: ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾ کے عموم میں یہ چیز آسکتی ہے۔

(۲)......اگر احکام اسلام سے متصادم نہ ہوں، اور ایسا کرنے سے تشبہ لازم نہ آتا ہو تو جائز ہے۔

(۳):......ضرورت اور مجبوری کے تحت اس کو ﴿لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْن﴾ کے انداز میں مبارک باد دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴)...... غیر مسلم حضرات کو ان کے تہواروں کی مبارک باد دینا اگر اس نیت سے ہو کہ مذہب کی بنیاد پر منافرت کا ماحول ختم ہوگا، اور غیر مسلم سماج میں مسلمانوں کے تئیں محبت و

ہمدردی کے جذبات پیدا ہوں گے تو جائز ہے۔

(۵)......اسی طرح دفع ضرر کے واسطے، یا اس کافر کی مصلحت دینی یعنی توقع ہدایت کے واسطے اگر کوئی مبارک باد پیش کرتا ہے تو جائز ہے۔

(غیر مسلم ممالک میں آباد مسلمانوں کے کچھ اہم مسائل، ص ۱۲۵/۱۲۸، ط: ایفا پبلیکیشنز۔ فتاوی دارالعلوم زکریا ص ۲۲۷ ج ۸)

کرسمس کے موقع پر گریٹنگ کارڈ دینے کا حکم

مسئلہ:......وہ کفار جو اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ برسر پیکار نہ ہوں، ان کے ساتھ مدارات جائز ہے،..... چنانچہ گریٹنگ کارڈ جو مصور نہ ہو اور نہ مذہبی کوئی علامت وغیرہ اس پر ہو تو اس کا بھیجنا مدارات کے تحت جائز ہے۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا ص ۲۲۵ ج ۸)

وأما المداراة فهي بذل الدنيا ومنه حسن المعاشرة والرفق لاصلاح الدين أو الدنيا أوهما وهي مباحة و ربما استحبت۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۸۴، فصل فی اوصاف الوضوء، کتاب الطهارة)

عید کے دن غیر مسلم کو ہدیہ دینا

مسئلہ:......غیر مسلم کو عید کے دن تعلق کی وجہ سے ہدیہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

(مجموعہ فتاوی مولانا عبدالحئی (اردو کامل مبوّب) ص ۵۶۱، سوال نمبر: ۸۸۷۔ مسائل متفرقہ)

قومی ترانہ

مسئلہ:......کسی ملک کا قومی ترانہ پڑھنا اور بچوں کو سکھانا بھی جائز ہے، ہاں جس ترانہ میں تعلیمات اسلام کے خلاف باتیں ہوں اور شرکیہ مضامین ہوں، تو ایسا ترانہ پڑھنا یا بچوں کو سکھانا جائز نہیں۔ ''بخاری شریف'' میں ایک حدیث ہے: کہ ایک شادی کے موقع پر نبی کریم ﷺ تشریف لائے، اس وقت چند چھوٹی بچیاں کچھ اشعار پڑھ رہی تھیں، ان میں یہ مضمون تھا کہ: ''ہم میں ایسے نبی موجود ہیں جن کو آئندہ کل کا علم ہے'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شعر نہ پڑھو، اور جو اشعار تم پہلے پڑھ رہی تھیں وہی پڑھتی رہو۔

''اذ قالت احداھُنّ :'' وفینا نبی یعلم ما فی غدٍ '' فقال دَعی ھذہ و قولی بالذی کنتِ تقولین۔

(بخاری، باب ضرب الدف فی النکاح و الولیمۃ ، کتاب الرضاع ، رقم الحدیث:۵۱۴۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن اشعار میں تعلیمات اسلام کے خلاف باتیں ہوں، ان کا پڑھنا ممنوع ہے۔اسی طرح جن ترانوں میں ایسے مضامین ہوں جو اسلامی تعلیم وعقائد کے خلاف ہوں ان کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔

غیر مسلم کی عبادت گاہ میں امداد کرنا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے

مسئلہ:......غیر مسلم کی عبادت گاہ اور مندر و گرجا گھر کی امداد کرنا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، اس سے مسلمان سخت گنہگار ہوگا۔ نیز غیر مسلم حکومت میں بھی یہی حکم ہے۔

''عن الامام القرافی : انه أفتی بأنه لا يعاد ما انهدم من الكنائس ، وأن من ساعد علی ذلک ، فهو راض بالكفر والرضا بالكفر كفر''۔

(شامی ص۳۳۰ ج۶ ، فصل فی الجزية ، مطلب : فيما أفتی به بعض المتهوّرين فی زماننا ، باب العشر والخراج والجزية ،كتاب الجهاد ، ط: مكتبة الباز ، مكة المكرمة)

مجبوراً مذہبی معاملہ میں امداد کئے بغیر چارہ نہ ہوتو؟

مسئلہ:......مجبوری کی حالت میں کسی مندر یا غیر مسلم کے مذہبی معاملہ میں امداد کئے بغیر چارہ نہ ہوتو صرف دفع مضرت کی نیت سے امداد کرنے کی گنجائش ہے۔

''أما اذا أعطی ليتوصل به الی حق ، أو ليدفع به عن نفسه ظلما فلا بأس به''۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ص۲۴۸ ج۷ ، باب رزق الولاة و هداياهم ،كتاب الامارة والقضاء)

مسلمانوں کے خلاف سازش کرنے والے غیر مسلموں کو امداد کرنا

مسئلہ:...... جو غیر مسلم، مسلمانوں کے خلاف سازش کرتے ہیں، اور بت وغیرہ میں مال صرف کرتے ہیں، ایسے غیر مسلموں کو امداد کرنا جائز نہیں۔

قال الله تعالی :﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

ترجمہ:......اور نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو۔ (پارہ:۶ ،سورۂ مائدہ، آیت نمبر:۲)

غیر مسلم کے گھر میں جانے کے لئے اجازت لینا

بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا جائز نہیں، قرآن پاک نے اس کو خود بیان فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ﴾۔(پارہ:۱۸،سورۂ نور،آیت نمبر:۲۷)

ترجمہ:......اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو، اوران میں بسنے والوں کو سلام نہ کرلو۔

جمہور فقہاء کے نزدیک یہ حکم وجوب کے لئے ہے۔(معارف القرآن ص۳۴۴ ج ۶)

جس طرح یہ حکم مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہونے لئے ہے، ایسے ہی غیر مسلموں کے گھروں میں داخل ہونے کے لئے بھی ہے۔

(۱)......عن ابی المنذر قال : سألت الحسن عن الرجل یحتاج الی الدخول علی اھل الذمة من مطر أو برد ، ایستأذن علیھم ؟ قال : نعم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷۳ ج ۱۳، فی الاذن علی أھل الذّمّة ، کتاب الادب ، رقم الحدیث: ۲٦۵۰۹)

ترجمہ:......حضرت ابوالمنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا: جو بارش یا سردی کی وجہ سے کسی ذمی کے پاس جانے کا محتاج ہو تو کیا اس سے اجازت طلب کرے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

(۲)......عن ابن العون قال : قلت لمحمد : کیف أَستأذن علی اھل الکتاب ؟ قال: ان شئت قلت : السلام علی من اتبع الھدی، ألج ؟۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷۳ ج ۱۳، فی الاذن علی أھل الذّمّة ، رقم الحدیث:۲٦۵۱۰)

ترجمہ:......حضرت ابن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ میں اہل کتاب سے کیسے اجازت طلب کروں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یوں کہو: ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلام ہو، کیا میں داخل ہو جاؤں؟۔

(۳)......عن عبد الرحمن بن يزيد انه كان يستأذن على اهل الذمة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷۳ ج۱۳، فی الاذن علی أهل الذّمّة ، كتاب الادب ، رقم الحديث: ۲۶۵۱۲)

ترجمہ:......حضرت عبد الرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ ذمیوں پر داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرتے تھے۔

(۴)......عن سعيد بن جبير قال : لا تدخل على اهل الكتاب الا باذن۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷۳ ج۱۳، فی الاذن علی أهل الذّمّة ، كتاب الادب ، رقم الحديث: ۲۶۵۱۳)

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: تم اہل کتاب (کے گھروں) میں بھی بغیر اجازت کے داخل مت ہو۔

(۵)......عن الاسود : انه كان يقول : اندر آيم ؟۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷۳ ج۱۳، فی الاذن علی أهل الذّمّة ، كتاب الادب ، رقم الحديث: ۲۶۵۱۴)

ترجمہ:......حضرت اسود رحمہ اللہ (غیر مسلم کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرنے کے لئے) فرماتے تھے: کیا میں اندر آ جاؤں؟۔

غیر مسلم کو مزدوری پر رکھنے کا مسئلہ

(۱)......عن عائشة رضی الله عنها : واستأجر النبی صلی الله علیه و سلم وابوبکر رجلا من بنی الدّیل ، ثم من بنی عبد بن عدی هادیا خرِّیتًا و الخِرِّیتُ : الماهر بالهدایة ، قد غمس یمین حِلف فی آل العاص بن وائل ، وهو علی دین کفار قریش ، فأمناه فدفعا الیه راحلتَیُهِما وواعداه غار ثور بعد ثلاث لیال ، فأتاهما براحلتَیُهما صبیحة لیال ثلاث فارتحلا وانطلق معهما عامر بن فهیرة والدّلیل الدِّیلی، فأخذ بهم اسفل مکة وهو طریق الساحل۔

(بخاری، فی باب استئجار المشرکین عند الضرورة ، أو اذا لم یوجد اهل الاسلام ، کتاب الاجارة ، رقم الحدیث:۲۲۶۳)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنودیل کے ایک مرد کو اجرت پر رکھا، جو بنوعبد بن عدی کے خاندان سے تھا، اس کا تقرر بہ طور ماہر رہبر کے کیا تھا''خِرّیت'' کا معنی ہے: وہ شخص جو رہبری کا ماہر ہو، اس نے اپنا ہاتھ پانی میں ڈبوکر عاص بن وائل کے خاندان سے معاہدہ کیا تھا، اور وہ کفار قریش کے دین پر تھا لیکن نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس پر اعتماد تھا، سو انہوں نے اپنی اونٹنیاں اس کو دے دیں، اور اس سے تین راتوں کے بعد غار ثور پر ملاقات کا وعدہ کیا، سو وہ شخص ان کے پاس تیسری رات کی صبح کو آ گیا، پس ان دونوں نے سفر کیا اور ان کے ساتھ عامر بن فہیرہ اور وہ دیلی راہبر روانہ ہوئے، وہ شخص آپ کو ساحل کے راستہ سے لے کر چلا تھا۔

تشریح:......عرب میں سڑکوں کا کوئی باضابطہ نظام نہیں تھا، اور پورا خطۂ عرب ریت سے

ڈھکا ہوا تھا، اسی لئے راستہ کی شناخت دشوار ہوتی تھی، اور جن لوگوں کو شناخت نہیں ہوتی تھی وہ سفر میں کسی راہ بتانے والے کو ساتھ لے جاتے تھے، ان کو ''دلیل'' کہا جاتا تھا، جس کے معنی راہبر کے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ایک مشرک کو اپنے لئے بطور ''دلیل'' اجرت پر دے کر ساتھ رکھا۔ (راہ عمل ص ۱۲۰ ج ۲)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اس حدیث میں بنوالدیل کے ایک مرد کا ذکر ہے، امام ابن اسحاق اور امام ابن ہشام نے کہا ہے کہ: اس مرد کا نام عبداللہ بن ارقم تھا۔

اس حدیث میں ذکر ہے کہ: اس شخص نے اپنے ہاتھ پانی میں ڈبو دیئے تھے۔عرب میں رواج تھا کہ جب کوئی شخص پختہ قسم کھانے کا ارادہ کرتا تو اپنے ہاتھ پانی میں ڈبو کر قسم کھاتا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان راستہ دکھانے کے لئے کافر کو اجرت پر رکھ سکتا ہے۔اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب مشرک پر اعتماد ہو تو اس کو اپنا راز بتایا جاسکتا ہے، جیسے نبی کریم ﷺ نے اس مشرک پر اعتماد فرما کر اس کو ہجرت کے متعلق بتا دیا تھا۔ (عمدۃ القاری ص ۱۷ ج ۱۲، ملخصا۔نعمۃ الباری ص ۸۳۰ ج ۴)

(۲)......عن ابی الدهقانة قال : قیل لعمر بن الخطاب : ان هاهنا غلاما من اهل الحیرة ، لم یُر قطّ احفظ منه ، ولا اکتب منه ، فان رأیت ان یتّخذه کاتبا بین یدیک، اذا کانت لک الحاجة شهدک ، قال : فقال عمر : قد اتخذت اذا بطانة من دون المؤمنین۔

ترجمہ:......حضرت ابوالدہقانہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: بے شک یہاں اہل حیرہ کا ایک لڑکا ہے، اس سے زیادہ مضبوط حافظہ والا اور اس سے اچھا کوئی بھی کاتب نہیں دیکھا گیا، اگر آپ کی رائے ہو تو آپ اس کو اپنے امور کے لئے کاتب رکھ لیں؟ جب بھی آپ کو ضرورت ہوگی وہ آپ کے پاس حاضر ہوجائے گا، : حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تحقیق اس صورت میں تو میں مؤمنین کے علاوہ کسی اور کو ہم نشین بنانے والا ہوں گا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۳ ج۱۳، فی اتخاذ کاتب نصرانی ، کتاب الادب ، رقم الحدیث: ۲۶۳۹۲)

(۳)......عن القاسم قال : کان لعبد الله کاتب نصرانی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۳ ج۱۳، فی اتخاذ کاتب نصرانی ، کتاب الادب ، رقم الحدیث: ۲۶۳۹۳)

ترجمہ:......حضرت قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کاتب نصرانی تھا۔

(۴)......عن عیاض الاشعری : ان ابا موسی کان له کاتب نصرانی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۴ ج۱۳، فی اتخاذ کاتب نصرانی ، کتاب الادب ، رقم الحدیث: ۲۶۳۹۴)

ترجمہ:......حضرت عیاض اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کا کاتب نصرانی تھا۔

(۵)......عن الحسن انه کان یقول فی الخادم المجوسیة تکون للرجل المسلم

لتطبخ له وتعمل له ، فلم یر بذلک باسا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۳۵ ج ۱۲، فی المجوسیة تخدم الرجل ، کتاب الاطعمة ، رقم الحدیث: ۲۵۱۱۰)

ترجمہ:...... حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجوسی عورت مسلمان مرد کے لئے کھانا پکا سکتی ہے، اوراس کے کام کاج کرسکتی ہے۔

(۶)......عن طارق بن شهاب ، قال دخلت علی سلمان و عنده عِلجة تُعاطیه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۳۶ ج ۱۲، فی المجوسیة تخدم الرجل ، کتاب الاطعمة ، رقم الحدیث :۲۵۱۱۱)

ترجمہ:...... حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، توان کے پاس ایک مجوسیہ خادمہ تھی جوان کا علاج کرتی تھی۔

تشریح:......ان روایات سے معلوم ہوا کہ مسلمان غیر مسلموں کواپنے یہاں ملازمت پر رکھ سکتا ہے۔

اسی لئے فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ مسلمان غیر مسلم کواپنے یہاں ملازم رکھ سکتے ہیں:

''یجوز ان یکون الاجیر ذمیا والمستأجر مسلما بلا خوف''۔

(الموسوعة الفقهیة :ص ۱۰۵، مادہ: اجارة)

چنانچہ مسلم عہد حکومت میں غیر مسلم بڑے اونچے اور کلیدی عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حمص کا فینانشیل کمشنر اور حاکم ''ابن اثال'' نامی ایک عیسائی تھا۔

عبدالملک بن مروان کا کاتب ''ابن سرجون'' تھا، یہ بھی عیسائی تھا۔ کاتب کی اہمیت کا

اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اسی سے فرامین سلطنت کی مراسلت متعلق تھی ،اور بقول علامہ شبلی رحمہ اللہ: وہ وزیر اعظم کے برابر یا اس سے دوسرے درجہ پر خیال کیا جا تا تھا۔

عباسی دور میں ''ابواسحاق صابی'' اس منصب پر فائز تھا۔سلطنت ویلم کے تاجدار عضد الدولہ جیسے عظیم فرمانروا کا وزیر اعظم بھی ایک عیسائی تھا۔جس کا نام ''نصر بن ہارون'' تھا۔

یہ تمام فرمانروا نہ صرف طاقت وحکمرانی میں ممتاز تھے، بلکہ مذہب سے بھی ان کا خاص تعلق تھا لیکن ان کی مذہبیت غیر مسلم بھائیوں سے سلطنت کے اہل اور کلیدی شعبوں میں خدمت لینے میں حارج نہیں ہوئی۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے! ''مقالات شبلی'' ص ١٧/٢١٩ ج ٢۔حقائق اور غلط فہمیاں،راہ عمل ص ١٢٠)

مسلمان کا غیر مسلم کے یہاں کام کرنا

(۱)......خبّاب رضی اللہ عنہ قال : کنت رجلا قَیْنًا ، فعَمِلْت للعاص بن وائل ، فاجتمع لی عندہ ، فاتیتہ اتقاضاہ ، فقال : لا ، واللّٰہ لا اقضیک حتّی تکفُر بمحمد ، فقلت : أما واللّٰہ حتی تموت ثم تُبعث ، فلا، قال : وانّی لمیت ثم مبعوث ، قلت : نعم ، قال : فانّہ سیکون لی ثم مال و ولد ، فأقضیک فانزل اللہ تعالی : ﴿اَفَرَءَ یْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا﴾۔

(بخاری، باب ھل یؤاجر الرجل نفسہ من مشرک فی ارض الحرب ، کتاب الاجارۃ ، رقم الحدیث:۲۲۷۵)

ترجمہ:......حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں لوہار تھا، میں نے عاص بن وائل کا کوئی کام کیا، پھر میں اس سے ملا تو میں نے اس کے پاس جا کر (اپنی اجرت کا) تقاضا کیا، اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں تم کو اجرت نہیں دوں گا حتی کہ تم (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کفر کرو، میں نے کہا: سنو! اللہ کی قسم! میں ان کا کفر نہیں کروں گا حتی کہ تم مرجاؤ اور پھر تمہیں اٹھایا جائے ،اس نے کہا: بے شک میں مروں گا، پھر مجھے اٹھایا جائے گا؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: پھر عنقریب میرا وہاں مال ہوگا اور اولاد ہوگی ،تو پھر میں تمہارا قرض ادا کروں گا، تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: ''بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے ہماری آیتوں کو ماننے سے انکار کیا ہے، اور یہ کہا ہے کہ: مجھے مال اور اولاد (آخرت میں بھی) ضرور ملیں گے''۔(پارہ:۱۶،سورۂ مریم،آیت نمبر:۷۷)

تشریح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا غیر مسلم کے پاس مزدوری کرنا جائز ہے۔

(۲)......عن ابی سعید رضی الله عنه قال : انطلق نفر من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فی سفرة سافروها، حتی نزلوا علی حی من احیاء العرب ، فاستضافوهم فأبوا ان یُضیّفوهم ، فلُدِغ سید ذلک الحی فسعوا له بکل شیء لا ینفعه شیء ، فقال بعضهم : لو اتیتم هؤلاء الرهط الذین نزلوا لعله ان یکون عند بعضهم شیء ، فأتوهم فقالوا: یا ایها الرهط ! ان سیدنا لُدِغ و سعینا له بکل شیء لا ینفعه ، فهل عند احد منکم من شیء ؟ فقال بعضهم : نعم ، والله انی لاَرْقِی ، ولکن واللّٰه لقد استَضَفْناکم فلم تُضیّفونا ، فما انا بِرَاقٍ لکم حتی تجعلوا لنا جُعلا ، فصالحوهم علی قطیع من الغنم ، فانطلق یَتفِل علیه ویقرأ ﴿الحمد لله رب العلمین﴾فکأنّما نُشِط من عِقالٍ ، فانطلق یمشی وما به قَلَبَةٌ ، قال : فأوفوهم جُعْلهم الذی صالحوهم علیه ، فقال بعضهم: اقسموا ، فقال الذی رَقَیٰ : لا تفعلوا حتی نأتی النبی صلی الله عله و سلم فنذکر له الذی کان ، فننظر ما یأمرنا ، فقدموا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکروا له ، فقال : وما یدریک انّها رُقیة ؟ ثم قال : قد اصبتم اقسموا ، واضربوا لی معکم سهما ، فضحک رسول الله صلی الله علیه وسلم ۔

(بخاری، باب ما یعطی فی الرقیة علی احیاء العرب بفاتحة الکتاب ، کتاب الاجارة ، رقم الحدیث:۲۲۷٦)

ترجمہ:......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ کسی سفر پر گئے، حتی کہ وہ عرب کے قبائل میں سے کسی قبیلہ کے پاس پہنچے، انہوں نے ان لوگوں سے ضیافت طلب کی تو انہوں نے ان کو کھانا کھلانے سے انکار کر دیا، اس قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا تھا، ان لوگوں نے اس کی صحت کے لئے سب کام کر لئے لیکن کسی

چیز نے اس کو شفا نہیں دی، پھر کسی نے کہا: تم مسافروں کی اس جماعت کے پاس جاؤ، شاید ان کے پاس کوئی شفاء بخش چیز ہو، تو وہ ان صحابہ کے پاس آئے اور کہا: اے جماعت! ہمارے سردار کو بچھو نے ڈس لیا ہے اور ہم نے اس کی صحت کے لئے سارے کام کر لئے اور اس کو کسی سے شفاء نہیں ہوئی، تو کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی نفع آور چیز ہے؟ ان میں سے بعض نے کہا: ہاں ہے، بے شک میں دم کرتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! ہم نے تم سے مہمانی طلب کی تو تم نے ہماری مہمانی نہیں کی، پس میں اس وقت تک تمہارے لئے دم نہیں کروں گا جب تک تم ہمیں اس کی اجرت نہیں دو گے، پھر انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ (٣٠) بکریاں دینے پر صلح کر لی، وہ صحابی وہاں گئے اور سردار پر ''الحمد لله رب العلمين'' پڑھ کر دم کیا اور اس پر معمولی سی تھوک کی چھینٹیں ڈالیں، تو یوں لگا جیسے کسی کی رسی کھول دی گئی ہو، پھر وہ اٹھ کر چلنے لگا اور اس کو بالکل تکلیف نہیں تھی، پھر ان لوگوں نے صحابہ کو طے شدہ بکریاں دیں، پھر کسی نے کہا: ان بکریوں کو آپس میں تقسیم کر لو، پھر جنہوں نے دم کیا تھا، انہوں نے کہا: ایسا نہ کرو حتی کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس جائیں اور آپ سے یہ قصہ بیان کریں، پھر دیکھیں کہ آپ ﷺ ہمیں کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں؟ پھر وہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ الفاتحہ دم ہے؟ پھر فرمایا: تم نے ٹھیک کیا، ان بکریوں کو تقسیم کر لو اور اپنے حصوں کے ساتھ میرا حصہ بھی نکالو، پھر رسول اللہ ﷺ ہنسے۔

تشریح:......اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلم کا کام کر کے اس سے اجرت لینا جائز ہے۔

(٣)......ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا

کہ:ایک دن رسول اللہ ﷺ کے گھر فاقہ تھا،حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو وہ کسی مزدوری کی تلاش میں گھر سے نکل پڑے تا کہ اس سے اتنا مل جائے کہ رسول اللہ ﷺ کی ضرورت پوری ہوجائے ،اس تلاش میں ایک یہودی کے باغ میں پہنچے اوراس کے باغ کی سینچائی کا کام اپنے ذمہ لیا،مزدوری یہ تھی کہ ایک ڈول پانی کھینچنے کی اجرت ایک کھجور،حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سترہ (١٧) ڈول کھینچے، یہودی نے انہیں اختیار دیا کہ جس نوع کی کھجور چاہیں لے لیں،حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سترہ (١٧) عجوہ (کھجوریں) لیں اوررسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کردیں ،فرمایا: جناب (ابوالحسن !) یہ کہاں سے لائے ؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا نبی اللہ ! مجھے پتہ لگا کہ آج فاقہ درپیش ہے،اس لئے کسی مزدوری کی تلاش میں نکل گیا تھا کہ کچھ کھانے کا سامان کرسکوں ،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کو اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی محبت نے اس پرآمادہ کیا تھا؟ عرض کیا: ہاں یارسول اللہ ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اوراس کے رسول سے محبت کرنے والا ایسا کوئی نہیں جس پرافلاس اس تیزی سے نہ آیا ہو جیسے سیلاب کا پانی اپنے رخ پر تیزی سے بہتا ہے،اور جو اللہ اوراس کے رسول ﷺ سے محبت کرے اس کو چاہئے کہ مصائب کے روک کے لئے ایک چھتری بنالے،یعنی حفاظت کا سامان کرے۔(**فلیعد للبلاء تجفافا**)۔(المرتضی ص٦٩ ،رسول اللہ ﷺ کی راحت رسانی کے لئے مشقت)

(٤)......عن كعب بن عجرة قال : لقيت النبى صلى الله عليه و سلم يوما فرأيته متغيرا؟ قلت بابى انت و مالى أراك متغيرا ؟ قال : ما دخل جوفى ما يدخل جوف ذات كبد منذ ثلاث ، فذهبت فاذا يهودى يسقى ابلا له ، فسقيت له على كل دلو بتمرة ، فجمعت تمرا فأتيت به النبى صلى الله عليه و سلم ، فقال : من اين لك يا

کعب ؟ فاخبرته ، الخ۔

(کنز العمال ، باب فی فضل الفقر والفقراء وما یتعلق بهما ، فصل فی فضلهما ، رقم الحدیث: ۱۷۱۰۲)

ترجمہ:......حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں ایک دن نبی کریم ﷺ کو ملا، تو آپ ﷺ کی حالت متغیر دیکھی ، میں نے پوچھا: آپ پر میرے باپ اور میرا مال قربان! میں آپ کی حالت متغیر دیکھتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پیٹ میں تین دنوں سے کوئی ایسی چیز نہیں گئی جو زندہ جگر والے کو ضروری ہے (یعنی میں نے تین دن سے کوئی چیز نہیں کھائی ہے) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں وہاں سے گیا ، ایک یہودی اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا ، میں نے (اس کے ساتھ مزدوری کی قیمت طے کر لی اور) اس کے لئے پانی پلایا، اور ہر ڈول پر ایک کھجور حاصل کرتا رہا، جب کچھ کھجوریں جمع ہو گئیں تو میں ان کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے پوچھا: اے کعب! یہ کہاں سے لائے؟ میں نے ساری بات عرض کر دی۔

(۵)......حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے بادشاہ مصر کی ملازمت قبول فرمائی، حالانکہ وہ کافر تھا، جس سے معلوم ہوا کہ کافر یا فاسق حکمران کی حکومت کا عہدہ قبول کرنا خاص حالات میں جائز ہے۔ جمہور علماء وفقہاء کا یہی مسلک ہے۔

(معارف القرآن ص۷۹ ج۵)

علامہ ماوردی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: زیادہ صحیح یہ ہے کہ کافر کی طرف سے منصب قبول کرنے کو مطلقا جائز کہا جائے نہ مطلقا ناجائز کہا جائے ، بلکہ اس کی تین قسمیں بیان کی جائیں:

(۱)......جن فرائض کی انجام دہی میں کسی شخص کے اجتہاد کا دخل نہیں ہے اور شریعت نے ان فرائض کی تعیین کی تصریح کردی ہے، مثلاً زکوۃ اور صدقات کی وصول یابی کہ اموال ظاہرہ میں ہر چیز کا نصاب مقرر ہے کہ جب مال تجارت دوسو درہم (چھ سو بارہ اعشاریہ تین چھ گرام چاندی) کی مقدار یا اس سے زائد ہوتو اس میں سے اڑھائی فی صد زکوۃ وصول کی جائے گی، یا چالیس سے ایک سو انیس جنگل کی گھاس چرنے والی بکریوں پر ایک بکری وصول کی جائے گی، اور زرعی پیداوار سے اگر بارانی زمین ہوتو عشر وصول کیا جائے گا، یعنی پیداوار کا دسواں حصہ، ورنہ نصف عشر وصول کیا جائے گا، یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ۔سو ان فرائض کی انجام دہی کسی عامل کے اجتہاد پر موقوف نہیں ہے، اس لئے کسی ظالم اور فاسق فاجر حکمران سے اس قسم کا عہدہ قبول کرنا جائز ہے۔

(۲)......جن فرائض کی انجام دہی میں اجتہاد کرنا پڑتا ہے، جیسے اموال فے کے مصرف، ان میں ظالم کی طرف سے عہدہ قبول کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ اس میں ناحق تصرف کرنے کے لئے کہے گا، اور اموال فے غیر مستحق کو دینے کے لئے کہے گا۔

(۳)......جو شخص اہل ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ ظالم کی طرف سے عہدہ قبول کرلے، مثلاً ظالم کی طرف سے کسی کو قاضی بنایا جائے اور وہ یہ سمجھے کہ وہ مقدمات کا فیصلہ کرنے میں آزاد ہوگا تو اس کے لئے یہ عہدہ قبول کرنا جائز ہے۔

(النکت والعیون ص:۵۱،۵۰ ج ۳۔الجامع لاحکام القرآن ص ۱۸۸،۱۸۷ ج ۹۔تبیان القرآن ص ۷۹۸ ج ۵)

غیر مسلم کو دعا دینا

(۱)......عن ابراهیم : قال : جاء رجل یهودی الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال: ادع الله لی، فقال : اکثر الله مالک وولدک ، واصحّ جسمک ، وأطال الله عمرک۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۲ ج۱۵، فی الدعاء لمشرک ، کتاب الدعاء ، رقم الحدیث:۳۰۴۵۱)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ایک یہودی شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اورعرض کیا: اللہ تعالی سے میرے لئے دعا فرمادیجئے ،تو آپ ﷺ نے (دعا دیتے ہوئے)فرمایا: اللہ تعالی تیرے مال میں اوراولاد کثرت فرمائیں ، اور تیرے جسم کو تندرست کریں ،اور تیری عمر کولمبی کریں۔

(۲)......عن قتادة : انّ یهودیا حلب للنبی صلی الله علیه وسلم ناقة ، فقال : اللّهم جَمِّلْه ، فاسود شعره۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۱۹ ج۱۳، فی الیهودی والنصرانی یدعی له ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۶۳۴۰)

ترجمہ:......حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کے لئے اونٹنی کا دودھ دھویا،تو آپ ﷺ نے (اس کو دعا دیتے ہوئے) فرمایا: اے اللہ! اس کوخوب صورت بنادے، چنانچہ اس کے بال کالے ہوگئے۔

(۳)......ان ابا هريرة رضی الله عنه ، مرّ علی یهودی فسلّم علیه ، فقیل له : انه یهودی ، فقال : یا یهودی ! رُدَّ عَلَیَّ سلامی ، وادعو لک ، قال : قد رددته ، قال: اللهم اکثر ماله و ولده۔

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک یہودی کے پاس سے گذرے، تو اسے سلام کیا، آپ کو بتایا گیا کہ: وہ تو یہودی ہے، آپ نے فرمایا: اے یہودی! مجھے میرا اسلام واپس کردے، میں تیرے لئے دعا کروں گا، اس نے کہا: میں نے اسے واپس کردیا، پھر آپ نے (اس یہودی کو) یہ دعا دی: اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں کثرت فرما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۲ ج۱۳، فی السلام علی اھل الذّمّة ، ومن قال : للصحبة حق ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۶۳۸۸)

(۴)......عن عقبة بن عامر الجھنی رضی اللہ عنہ ، انّہ مر برجل ھیأتہ ھیأة مسلم ، فسلّم ، فرد علیہ: وعلیک ورحمة اللہ وبرکاتہ ، فقال لہ الغلام : انہ نصرانی ، فقام عقبة رضی اللہ عنہ ، فتبعہ حتی ادرکہ فقال : انّ رحمة اللہ وبرکاتہ علی المؤمنین، لکن اطال اللہ حیاتک ، واکثر مالک و ولدک۔

(الادب المفرد، باب کیف یدعو الذّمّی ، رقم الحدیث:۱۱۱۲)

ترجمہ:......حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گذرے جس کی شکل وصورت مسلمانوں جیسی تھی، اس نے سلام کیا تو آپ نے اس کو جواب میں کہا: ''وعلیک ورحمة اللہ وبرکاتہ''، تو غلام نے ان سے کہا کہ: وہ تو نصرانی ہے، (آپ نے اس کو سلام کا جواب کیوں دیا؟ یہ سن کر) حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور اس کے پیچھے گئے، یہاں تک کہ اس کو پالیا، اور اس سے کہا کہ: اللہ تعالی کی رحمت اور اس کی برکتیں تو ایمان والوں کے لئے ہیں، لیکن اللہ تعالی تیری زندگی لمبی کرے، اور تیرے مال اور اولاد میں کثرت کرے۔

(۵)......عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال : لو قال لی فرعون : بارک اللہ فیک

قلت : وفیک ، وفرعون قد مات۔

(الادب المفرد، باب کیف یدعو الذمّی ، رقم الحدیث:۱۱۱۳۔معجم کبیر طبرانی ص۳۱۹ج۱۰، و من مناقب عبد اللہ بن عباس واخبارہ ، رقم الحدیث:۱۰۶۰۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر فرعون بھی مجھ سے یہ کہے: ’’اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے‘‘ تو میں (جواب میں) کہوں گا: اور تجھے بھی اللہ برکت دے۔

(۶)......عن سعید بن جبیر قال : لو قال لی فرعون : بارک اللہ فیک ، لقلت : وفیک۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۰ج۱۳، فی الیھودی والنصرانی یدعی لہ ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۶۳۴۳)

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر فرعون بھی مجھ سے یہ کہے: ’’اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے‘‘ تو میں (جواب میں) کہوں گا: اور تجھے بھی اللہ برکت دے۔

(۷)......عن ابراھیم قال : لا بأس ان تقول للیھودی : و قال لی فرعون : ھداک اللہ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۰ج۱۳، فی الیھودی والنصرانی یدعی لہ ، رقم الحدیث:۲۶۳۴۱)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ: یہودی کو ’’ھداک اللہ‘‘ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

غیر مسلم کو: جزاک اللہ خیرا کہنے کا حکم

سوال:......کافر کو جزاک اللہ خیرا کہنا یا اس کی کسی اچھی چیز کو دیکھ کر ماشاء اللہ کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:......جزاک اللہ خیرا وغیرہ الفاظ کہنے کا مدار دراصل نیت پر ہے، اگر یہ نیت کرے کہ اللہ تعالی اس کو ہدایت نصیب فرمائے، اور خیر سے مراد ہدایت لے تو اس کی گنجائش ہے، نیز ماشاء اللہ تعجب کے لئے استعمال ہوتا ہے تو کافر کی کوئی اچھی چیز دیکھ کر ماشاء اللہ کہے تو کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا ص ۳۰۸ ج ۸)

نوٹ:......راقم عرض کرتا ہے کہ: ''جزاک اللہ'' کے بجائے ''ھداک اللہ'' کہے تو زیادہ بہتر ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ نے غیر مسلم کو چھینک کے حمد کے جواب میں ''یھدیکم اللہ'' کے الفاظ ارشاد فرمائے۔

(ترمذی، باب ما جاء کیف یشمت العاطس، ابواب الادب، رقم الحدیث:۲۷۳۹)

اورحضرت ابراہیم رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ: یہودی کو ''ھداک اللہ'' کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲۰ ج ۱۳، فی الیھودی والنصرانی یدعی لہ، رقم الحدیث:۲۶۳۴۰)

غیر مسلم کے چھینک کا جواب کس طرح دیا جائے؟

(۱)......عن ابی موسی قال : کان الیھود یتعاطَسُون عند النبی صلی اللہ علیہ و سلم یرجون ان یقول لھم : یرحمکم اللہ ، فیقول : یھدیکم اللہ ویصلح بالکم۔

(ترمذی، باب ما جاء کیف یشمت العاطس، ابواب الادب، رقم الحدیث:۲۷۳۹)

ترجمہ:......حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: یہود نبی کریم ﷺ کے پاس آکر چھینکا کرتے تھے، اس امید پر کہ آپ ان کے لئے ''یرحمکم اللہ'' فرمائیں گے، (مگر) آپ فرماتے تھے: اللہ تعالی تم کو ہدایت دے اور تمہارے حال کو درست کرے۔ (یعنی تمہیں ایمان کی توفیق دے)۔

غیر مسلم کی عیادت

(۱)......عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ غُلَامٌ یَھُوْدِیٌّ یَخْدُمُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم یَعُوْدُہٗ ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأسِہٖ فَقَالَ لَہٗ : اَسْلِمْ ، فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہٖ وَھُوَ عِنْدَہٗ ، فَقَالَ : اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم ، فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَھُوَ یَقُوْلُ : اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ۔

(بخاری، باب اذا اسلم الصبی فمات ھل یصلی علیہ ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۳۵۶۔

باب عیادۃ المشرک ،کتاب المرضی ، رقم الحدیث:۵۶۵۷)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:ایک یہودی لڑکا تھا جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا ،جب وہ بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے ،چنانچہ آپ نے اس کی عیادت کی اور اس کے سر کے قریب تشریف فرما ہوئے ،اور اس سے فرمایا:تم مسلمان ہوجاؤ،لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا،اس کے باپ نے کہا کہ:’’ابوالقاسم‘‘ (یعنی آنحضرت ﷺ) کا حکم مانو، چنانچہ وہ بچہ مشرف بہ اسلام ہوگیا،آنحضرت ﷺ یہ فرماتے ہوئے باہر نکلے کہ: حمد وثنا اس خدا کی جس نے اس لڑکے کو (اسلام کے ذریعہ) آگ سے نجات دی۔

(۲)......سعید بن المسیّب عن أبیہ قال : لمّا حضرت ابا طالب الوفاۃ جاءہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد عندہ اباجھل و عبد اللہ بن ابی امیۃ بن المغیرۃ ، فقال : ای عمِّ ! قل : لا الہ الا اللہ ، کلمۃ اُحَاجُّ لک بھا عند اللہ ، الخ۔

(بخاری، باب : انّک لا تھدی من احببت ولکم اللہ یھدی من یشاء ج وھو اعلم بالمھتدین ، کتاب التفسیر ، رقم الحدیث:۴۷۷۲)

ترجمہ:......حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، پس آپ ﷺ نے اس کے پاس ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کو دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے چچا! آپ یہ کلمہ ''لا اله الا الله'' پڑھ لیجئے، میں اس کلمہ کی وجہ سے آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کروں گا

(۳)......عن ابن عباس : ان أبا طالب مرض، فعاده النبی صلی الله علیه وسلم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۱۴ ج۷، فی عیادة الیهود والنصاری، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: ۱۲۰۵۰)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: جب ابو طالب بیمار ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کی عیادت کی۔

(۴)......عن اسامة بن زید قال : خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم یعود عبد الله بن ابی فی مرضه الذی مات فیه، الخ۔

(ابوداؤد، باب فی العیادة، اول کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۳۰۹۴)

ترجمہ:......حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن اُبی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، یہ اس بیماری کا واقعہ ہے جس میں وہ مرا۔

(۵)......ان ابا الدرداء عاد جارا له یهودیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۱۴ ج۷، فی عیادة الیهود والنصاری، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۱۲۰۴۹)

ترجمہ:......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اپنے پڑوسی یہودی کی عیادت کی۔

یہود و مجوس کی عیادت

علماء نے لکھا ہے کہ یہود کی عیادت کے لئے جانے میں کوئی حرج نہیں، البتہ مجوسیوں

کی عیادت کے متعلق علماء کے اقوال مختلف ہیں۔صاحب درمختار رقمطراز ہیں:

''وفی عیادۃ المجوس قولان''

علامہ شامی رحمہ اللہ کا رجحان جواز کا ہے:

''قلت ظاهر المتن کالملتقی و غیرہ اختیار الاول''

آگے علامہ شامی رحمہ اللہ نے نوادر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: یہودی یا مجوسی، پڑوسی لڑکا یا قریبی رشتہ دار فوت ہو جائے تو مناسب ہے کہ: ''اخلف اللہ علیک خیرا منہ واصلحک'' کے الفاظ سے تعزیت کرے۔

(شامی ص ۵۵۶ ج ۹، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ط: دار الباز، مکۃ المکرمۃ)

غیر مسلم کی عیادت میں دعوت کی نیت کرنا

غیر مسلم کی عیادت میں دعوت کی نیت بھی ہونی چاہئے کہ حسب موقع حکمت کے ساتھ اس کو دین حق کی طرف متوجہ کروں گا، جیسے مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ کا عمل بتلا رہا ہے

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے ''اعلاء السنن'' میں لکھا ہے کہ: حدیث عیادت اور تبلیغ دونوں مضمون پر مشتمل ہے، اسی لئے علماء کی ایک جماعت کا رجحان یہ ہے کہ عیادت مقصود ہے اور تبلیغ تابع ہے، مگر دوسری جماعت کا تو مسلک ہی یہ ہے کہ تبلیغ مقصود ہے اور عیادت تابع ہے۔

(اعلاء السنن ص ۴۵۴، ج ۱۷، باب عیادۃ الیہودی والنصرانی، کتاب الحظر والاباحۃ)

وفی الطحاوی : ولا بأس بان یعود اذا مرض''۔

(تاتارخانیہ ص ۷۷ ج ۳، نوع آخر من هذا الفصل فی الکافر یموت ولہ ولی مسلم :۳۷۵۳)

غیر مسلم کی میت میں شرکت اور تعزیت

مسئلہ:……غیر مسلم دوست کے گھر موت کے موقع پر تعزیت کی جا سکتی ہے۔جلانے کے لئے جانا جائز نہیں۔

(۱)……عن علی قال :قلتُ للنبیّ صلی اللہ علیہ وسلم : انّ عمّک الشیخَ الضّالَّ قد مات ، قال : اذھب فَوَارِ أباک ، ثم لا تُحدِثَنَّ شیئا حتی تأتِیَنی ، فذھبتُ فوارَیتُہ وجئتُہ ، فأمرنی فاغتسلتُ ، ودعا لی۔

(ابوداؤد، باب الرجل یموت لہ قرابۃ مشرک ، اول کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۲۱۴)

ترجمہ:……حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:(جب میرے باپ ابو طالب کا انتقال ہوا تو) میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے بوڑھے اور گمراہ چچا کا انتقال ہو گیا ہے،آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ، اور اپنے باپ کو دفن کر آؤ، اور اس کے علاوہ کوئی اور کام نہ کرنا یہاں تک کہ تو میرے پاس واپس آؤ، لہذا میں گیا اور ان کو دفن کر کے آ گیا، پس آپ ﷺ نے مجھے غسل کرنے کا حکم فرمایا، میں نے غسل کیا، اور آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی۔

تشریح:……''مصنف ابن ابی شیبہ'' کی روایت کے آخر میں ہے کہ:''ما یسرنی ان لی بھن ما علی الارض من شیء''۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے میرے لئے کچھ دعائیں کیں جو میرے نزدیک زمین کی ساری چیزوں کے مل جانے سے زیادہ قابل مسرت ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۱ ج ۷، فی المسلم یغسِّل المشرک ، یغتسل ام لا ؟ کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۲۶۷)

یہود ونصاری کی میت کے ساتھ قبرستان جانا

مسئلہ:...... یہود ونصاری کی میت کے ساتھ قبرستان جانا بہ ضرورت جائز ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیو بند ص۳۸۲ ج۱۶، سوال نمبر:۵۴۷۔کفار اور مرتدین سے میل جول رکھنے کا بیان)

غیر مسلم کی تعزیت

مسئلہ:...... غیر مسلم کے وارثوں کی تعزیت کرنا جائز ہے۔

"امداد المفتین" میں ہے:

کافر کی عیادت جائز ہے اور جب مر جائے تو اس کے وارثوں کی تعزیت بھی جائز ہے۔

(امداد المفتین اول ودوم، ص۳۶۶، امدادیہ، دیو بند۔فتاوی دارالعلوم زکریا ص۱۷۷ ج۲)

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وفی النوادر : جار یهودی او مجوسی مات ابن له او قریب ینبغی ان یعزیه"۔

(شامی ص۵۵۷ ج۹، باب الاستبراء وغیره ، فصل فی البیع ، کتاب الحظر والاباحة ، ط : مکتبة الباز ، مکة المکرمة)

غیر مسلم کی تعزیت کا مضمون کیا ہو؟

غیر مسلم کی تعزیت اس مضمون سے کی جائے کہ: اللہ تعالی تمہیں اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔" ویقول : اخلف الله علیک خیرا منه ، واصلحک وکان معناه اصلحک الله بالاسلام یعنی رزقک الاسلام و رزقک ولدا مسلما"۔

(شامی ص۵۵۷ ج۹، باب الاستبراء وغیره ، فصل فی البیع ، کتاب الحظر والاباحة ، ط : مکتبة الباز ، مکة المکرمة)

خاتمہ:......غیر مسلم کوسلام کرنے کے متعلق احادیث اورآثار

ہرقل کے نام آپ نے ’’سلام علی من اتبع الھدی ‘‘تحریرفرمایا

’’بخاری شریف‘‘ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ: آپ نے ہرقل کے نام جومکتوب تحریرفرمایااس میں آپ ﷺ نے’’ السلام علیکم ‘‘کے بجائے سلام کے یہ الفاظ تحریرفرمائے:’’سلام علی من اتبع الھدی‘‘۔

(۱)...... بسم الله الرحمن الرحیم

من محمد عبد الله و رسوله الی هرقل عظیم الروم ، سلام علی من اتبع الهدی، امّا بعد ،الخ۔(بخاری، کتاب بدء الوحی الوحی، رقم الحدیث:۷)

ترجمہ:......محمد اللہ تعالیٰ کے بندے اوراس کے رسول کی طرف سے ہرقل عظیم الروم کی طرف، جوہدایت کی پیروی کرے اس پرسلام ہو۔

(۳)......**عن ابراهیم قال : اذا کتبت الی الیهودی والنصرانی فابدأه بالسلام ، وقال مجاهد : اکتب : السلام علی من اتبع الهدی۔**

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۷ج۱۳، فی أهل الذّمّة یبدؤون بالسلام ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۶۲۶۳)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی یہودی یانصرانی کو (کسی ضرورت کی وجہ سے) خط لکھے تو چاہئے کہ سلام میں پہل کرے ۔اورحضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا:اس طرح سلام لکھے:’’ السلام علی من اتبع الھدی‘‘۔

صاحب شرعۃ الاسلام فرماتے ہیں کہ: اگرکافرکوسلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ’’السلام علی من اتبع الھدی‘‘ کہے۔(شامی ص۲۹۲ج۵، کتاب الحظر والاباحۃ)

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اگر کسی یہودی یا نصرانی کو خط لکھنا ہو تو حضور اکرم ﷺ کی اتباع میں ''السلام علی من اتبع الھدی'' لکھنا چاہئے۔(حوالہٗ بالا)

(کشف الباری ص۵۲۶ ج۱)

(۲)......عن ابن عباس رضی اللہ عنھما : انه کتب الی رجل من اھل الکتاب : '' السلام علیک '' ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۷ ج۱۳، فی أهل الذّمّة يبدؤون بالسلام ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۶۲۶۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اہل کتاب کے ایک شخص کو (خط لکھا) تو لکھا : '' السلام علیک ''۔

ذمی اگر سلام لکھے تو اس کا جواب کیا دیا جائے؟

(۳)......کتب ابو موسی رضی اللہ عنه الی دھقان یُسلِّم علیه فی کتابه ، فقیل له : اَتُسلِّم علیه وھو کافر ؟ قال : انه کتب اليَّ فسلَّم عليَّ فرددتُ علیه۔

(ادب المفرد، باب اذا کتب الذمی فسلم ، یُردّ علیه ، رقم الحدیث:۱۱۰۱)

ترجمہ:......حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک غیر مسلم چودھری کو اس کے خط میں سلام لکھا، ان سے کہا گیا: آپ اس کو سلام کرتے ہیں، حالانکہ وہ کافر ہے، انہوں نے فرمایا: کیونکہ اس نے مجھے اپنے خط میں سلام لکھا تھا، اس لئے میں نے اس کا جواب دیا ہے۔

(۴)......کتب ابو بردة الی رجل من اھل الذمة یسلّم علیه ، فقیل له : لِمَ قلت له ؟ فقال : انه بدأنی بالسلام ۔

ترجمہ:......حضرت ابو بردہ رحمہ اللہ نے ایک ذمی کو خط میں سلام لکھا، تو آپ سے کہا گیا کہ:

آپ نے اسے سلام کیوں لکھا؟ آپ نے فرمایا: بیشک اس نے سلام میں ابتدا کی تھی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۹۸ ج ۱۳، فی أھل الذّمّة یبدؤون بالسلام ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۶۲۶۸)

ذمی لوگوں کوسلام کرنے میں پہل کی جائے یا نہ کی جائے؟

(۵)......عن ابی ھریرۃ رضی الله عنه ، انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : لا تَبدَؤُا الیھود ولا النّصاری بالسلام ، الخ۔

(مسلم، باب النھی عن ابتداء اھل الکتاب بالسلام ، و کیف یرد علیھم ، کتاب السلام ، رقم الحدیث:۲۱۶۷)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہود یا نصاری کوسلام کرنے میں ابتدا نہ کرو۔

(۶)......عن ابی بصرۃ الغفاری رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لھم : انّی ارکب الی یھود ، فمن انطلق معی منکم فلا تبد ء وھم بالسلام ، فان سلَّمُوا فقولوا : وعلیکم ، فلما جئناھم سلموا علینا فقلنا ، و علیکم۔

(معجم کبیر طبرانی ص ۲۷۷ ج ۲، جمیل بن بصرۃ ابو بصرۃ الغفاری ، رقم الحدیث:۲۱۶۲)

ترجمہ:......حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: میں کل صبح یہودیوں کے پاس جاؤں گا، تم ان کوسلام کرنے میں پہل نہ کرنا، جب وہ تم کوسلام کریں تو اس کے جواب میں تم ''علیکم'' کہہ دینا۔

(۷)......ان عبد الله و ابا الدرداء و فضالة بن عبید کانوا یبدؤون أھل الشرک بالسلام ۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوالدرداء اور حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم (یہ سب حضرات) مشرکین کو سلام کرنے میں پہل کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۸ج۱۳، فی أهل الذّمّة يبدؤون بالسلام ، كتاب الادب ، رقم الحديث:٢٦٢٦٦)

(۸)......عن ابی امامة : انه كان لا يمرّ بمسلم ولا يهودی ولا نصرانی الا بدأه بالسلام ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۸ج۱۳، فی أهل الذّمّة يبدؤون بالسلام ، رقم الحديث:٢٦٢٦٥)

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کسی بھی مسلمان یا یہودی یا نصرانی کے پاس سے نہیں گذرتے تھے، مگر یہ کہ آپ ان کو سلام کرنے میں پہل کرتے تھے۔

(۹)......سأل محمد بن كعب عمر بن عبد العزيز عن ابتداء اهل الذمة بالسلام ؟ فقال : ترد عليهم ولا تبدئهم ، فقلت : فكيف تقول انت ؟ فقال : ما أرى بأسا ان تبدأهم ، قلت : لِمَ ؟ قال : لقول الله :﴿ فَاصۡفَحۡ عَنۡهُمۡ وَ قُلۡ سَلٰمٌ ط فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۸ج۱۳، فی أهل الذّمّة يبدؤون بالسلام ، رقم الحديث:٢٦٢٦۴)

ترجمہ:......حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے ذمیوں کو سلام کرنے میں پہل کرنے کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: ان کو سلام کا جواب دیا جائے گا اور ان کو سلام میں پہل نہ کرو، میں نے پوچھا آپ یہ کیسے فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں اس میں حرج نہیں سمجھتا کہ تم بھی ان پر سلام میں پہل کرو، میں نے پوچھا: کیوں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے: ”لہٰذا (اے پیغمبر!) تم

ان کی پروا نہ کرو، اور کہہ دو: سلام! کیونکہ عنقریب انہیں خود سب پتہ چل جائے گا۔

اگر غیر مسلم ”السّام علیکم“ کہے تو جواب میں ”وعلیکم“ کہنا چاہیے

(۱۰)......ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : اذا سلّم علیکم الیھود ، فانما یقول احدھم :السّام علیک ، فقل : وعلیک۔

(بخاری، باب کیف یرد علی اھل الذمۃ السلام ، کتاب الاستئذان ، رقم الحدیث:۶۲۵۷)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کو یہود سلام کریں تو ان میں سے کوئی ایک شخص تم سے کہتا ہے ”السّــام عـلیـکـم“ (یعنی تم پر موت آئے) تو تم جواب میں کہو: ”وعلیکم“۔

(۱۱)......انّ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا للنبی : ان اھل الکتاب یسلمون علینا ، فکیف نرد علیھم ؟ قال : قولوا : وعلیکم۔

(مسلم، باب النھی عن ابتداء اھل الکتاب بالسلام و کیف یرد علیھم ، کتاب السلام ، رقم الحدیث:۲۱۶۳)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ: اہل کتاب ہمیں سلام کرتے ہیں تو ہم انہیں جواب کس طرح دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وعلیکم“ کہو۔

کسی مجلس میں مسلم اور مشرک دونوں ہوں تو سلام کرنا

(۱۲)......عن عروۃ بن الزبیر : انّ اسامۃ بن زید رضی اللہ عنھما اخبرہ : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکب علی حمار علیہ قطیفۃ فدکیۃ ، واسامۃ ورائہ ، یعود سعد بن عبادۃ فی بنی الحارث بن الخزرج قبل وقعۃ بدر ، فسارا حتی مرّا بمجلس

فیہ عبد اللہ بن اُبی ابن سلول و ذلک قبل ان یُسلِم عبد الله بن ابی ، فاذا فی المجلس اخلاط من المسلمین والمشرکین عبدة الاوثان والیهود ، وفی المسلمین عبد اللہ بن رواحة ، فلمّا غشیت المجلس عجاجة الدابة خمّر ابن ابی انفه بردائه وقال : لا تغبِّروا علینا ، فسلَّم رسول الله صلی الله علیه وسلم علیهم، ثم وقف ، الخ۔(بخاری، باب کنیة المشرک ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۶۲۰۷)

ترجمہ:......حضرت عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ: رسول اللہ ﷺ ایک درازگوش پر سوار تھے، اور اس پر ایک فدک کی چادر تھی، اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پیچھے تھے، آپ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے بنوالحارث بن الخزرج میں جارہے تھے، یہ غزوۂ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے، پس وہ دونوں چلتے رہے حتی کہ وہ دونوں اس مجلس کے پاس سے گذرے جس میں عبداللہ بن اُبی ابن سلول بیٹھا ہوا تھا، اور یہ عبداللہ بن ابی کے (منافقانہ) اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ ہے، پس اس وقت اس مجلس میں مسلمانوں کی بھی جماعتیں تھیں اور مشرکین بت پرست اور یہود بھی تھے، اور مسلمانوں میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے، پس جب مجلس کو سواری کے گرد وغبار نے ڈھانپ لیا تو ابن ابی نے اپنی ناک کو اپنی چادر سے ڈھانپ لیا اور کہا: ہم پر گرد وغبار نہ اڑاؤ، پس رسول اللہ ﷺ نے ان کو سلام کیا، پھر آپ ٹھہر گئے۔

ذمی کو اشارہ سے سلام کرنا

(۱۳)......عن علقمة قال : انّما سلّم عبد الله رضی الله عنه علی الدِّهاقین اشارةً۔

ترجمہ:......حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے غیر

مسلموں کو اشارہ سے سلام کیا۔

(الادب المفرد، باب من سلّم علی الذّمی اشارة ، رقم الحدیث:۱۱۰۴۔مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۲ ج۱۳، فی السلام علی اهل الذّمّة ' ومن قال : للصحبة حق ، رقم الحدیث:۲۶۳۸۶)

سلام کا جواب دو، اگر چہ سلام کرنے والا یہودی ہو یا نصرانی ہو یا مجوسی

(۱۴)......عن علقمة قال : أقبلت مع عبد الله من السَّیْلَحین ، فصحبه دَهاقین من اهل الحِیرة ، فلما دخلوا الکوفة أخذوا فی طریق غیر طریقهم ، فالتفت الیهم فرآهم قد عدَلوا ، فأتبعهم السلام ، فقلت : اتسلِّم علی هؤلاء الکفار ؟ فقال : نعم ، انهم صحِبونی ، وللصحبة حق۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۲ ج۱۳، فی السلام علی اهل الذّمّة ، ومن قال : للصحبة حق ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۶۳۸۵)

ترجمہ:......حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ سَیْلَحین مقام سے آرہا تھا کہ مقام حراء کے کچھ (غیر مسلم) تاجر بھی آپ کے ساتھ ہولئے، جب یہ لوگ کوفہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ پکڑلیا، تو آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے دیکھا کہ وہ راستہ سے ہٹ گئے ہیں تو آپ نے ان کو سلام کیا، میں نے پوچھا کہ: آپ نے ان کافروں کو سلام کیا؟ آپ نے فرمایا: بیشک انہوں نے میرا ساتھ اختیار کیا، اور ساتھی کا بھی کچھ حق ہوتا ہے۔

(۱۵)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : رُدُّوا السلام علی من کان یهودیّا ' أو نصرانیّا ' أو مجوسیا ، ذلک بانّ الله یقول : ﴿وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾۔(الادب المفرد، باب کیف الرد علی اهل الذّمة ، رقم الحدیث:۱۱۰۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سلام کا جواب دو، اگر چہ سلام کرنے والا یہودی ہو یا نصرانی ہو یا مجوسی ہو، اس لئے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کرو، یا ویسے الفاظ کہہ دو۔(نساء:۸٦)

(١٦)......عن شعيب بن الحبحاب قال : كنت مع على بن عبد الله البارقى ، فمرّ علينا يهودى ، أو نصرانى عليه كارة من طعام ، فسلّم عليه ، فقال : شعيب : فلقت : انه يهودى أو نصرانى ، فقرأ على آخر سورة الزخرف :﴿وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ، فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَ قُلْ سَلٰمٌ ط فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾(٨٨/٨٩)۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۲ ج۱۳، فى السلام على اهل الذّمّة ، ومن قال : للصحبة حق ، كتاب الادب ، رقم الحديث:٢٦٣٨٧)

ترجمہ:......حضرت شعیب بن حجاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت علی بن عبد اللہ بارقی رحمہ اللہ کے ساتھ تھا کہ ہمارے پاس سے ایک یہودی یا نصرانی گذرا، جس کے پاس کھانے کا بوجھ تھا، حضرت علی بن عبد اللہ بارقی رحمہ اللہ نے اس کو سلام کیا، حضرت شعیب بن حجاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے ان سے عرض کیا: یہ تو یہودی یا نصرانی ہے؟ تو حضرت علی بن عبد اللہ بارقی رحمہ اللہ نے سورۂ زخرف کے آخری حصہ کی تلاوت فرمائی: ''اور اللہ تعالی کو پیغمبر کی اس بات کا بھی علم ہے کہ: یا رب! یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔لہذا (اے پیغمبر!) تم ان کی پروا نہ کرو، اور کہہ دو: سلام! کیونکہ عنقریب انہیں خود سب پتہ چل جائے گا۔

فرعون بھی کہے:''اللہ تعالی تجھے برکت دے''تو میں بھی وہی کہوں گا

(١٧)......عن ابن عباس رضى الله عنهما قال : لو قال لى فرعون : بارک الله

فیک ، قلت : وفیک، وفرعون قد مات۔

(الادب المفرد، باب کیف یدعو الذّمی ، رقم الحدیث:۱۱۱۳۔معجم کبیر طبرانی ص۳۱۹ ج۱۰، و من مناقب عبد اللہ بن عباس واخبارہ ، رقم الحدیث:۱۰۶۰۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگرفرعون بھی مجھ سے یہ کہے: ’’اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے‘‘ تو میں (جواب میں) کہوں گا: اور تجھے بھی اللہ برکت دے۔

تشریح:...... پہلے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث گذر چکی ہے کہ: سلام کا جواب دو، اگرچہ سلام کرنے والا یہودی ہو، الخ۔اورآپ نے آیت: ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ﴾ سے استدلال فرمایا۔

اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ: جس کا کفر پر مرنا یقینی ہے جیسا کہ فرعون کفر پر مرا ہے، وہ بھی مجھے دعا دے تو اس کو بھی دعا دوں گا، چونکہ آیت کا تقاضہ یہی ہے، تو جب کوئی کافر زندہ ہے، اور مستقبل میں اس کا ایمان لانا ممکن ہے، اس کو برکت کی دعا کیوں نہ دی جائے۔

(۵)......عن سعید بن جبیر قال : لو قال لی فرعون : بارک اللہ فیک ، لقلت : وفیک۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۰ ج۱۳، فی الیھودی والنصرانی یدعا لہ ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۶۳۴۳)

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگرفرعون بھی مجھ سے یہ کہے: ’’اللہ تعالیٰ تجھے برکت دیں‘‘ تو میں (جواب میں) کہوں گا: اور تجھے بھی اللہ تعالیٰ برکت دیں۔

اگر غیر مسلم کو لاعلمی میں سلام کردیا تو؟

(۱۸)......مرّ ابن عمر رضی اللہ عنہما بنصرانیٍّ فسلّم علیہ ، فردّ علیہ ، فَاُخبِر انہ

نصرانی ، فلمّا علم رجع الیه ، فقال : رُدَّ علیَّ سلامی۔

(الادب المفرد، باب کیف یدعو الذّمّی ، رقم الحدیث:۱۱۱۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک نصرانی کے پاس سے گذرے،تو اسے سلام کیا،اس نے سلام کا جواب دیا، پھر آپ کو بتایا گیا کہ: وہ تو نصرانی ہے، جب انہیں یہ بات معلوم ہوئی تو اس نصرانی کے پاس واپس آئے اور اس سے کہا کہ: میرا اسلام مجھے واپس کردو۔

(۱۹)......ان ابا هریرة رضی الله عنه ، مرّ علی یهودی فسلّم علیه ، فقیل له : انه یهودی ، فقال : یا یهودی ! رُد علی سلامی ، وادعو لک ، قال : قد رددته ، قال: اللهم اکثر ماله و ولده ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۲ ج۱۳، فی السلام علی اهل الذّمّة ، ومن قال : للصحبة حق ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۶۳۸۸)

ترجمہ:..........حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک یہودی کے پاس سے گذرے،تو اسے سلام کیا،آپ کو بتایا گیا کہ: وہ تو یہودی ہے،آپ نے فرمایا: اے یہودی! مجھے میرا اسلام واپس کردے، میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں، اس نے کہا : میں نے اسے واپس کردیا، پھر آپ نے (اس یہودی کو) یہ دعا دی: اے اللہ!اس کے مال اور اولاد میں کثرت فرما۔

(۲۰)......عن عقبة بن عامر الجهنی رضی الله عنه ، انّه مر برجل هیأته هیأة مسلم ، فسلّم ، فرد علیه: وعلیک ورحمة الله وبرکاته ، فقال له الغلام : انه نصرانی ، فقام عقبة رضی الله عنه ، فتبعه حتی ادرکه فقال : انّ رحمة الله وبرکاته علی المؤمنین، لکن اطال الله حیاتک ، واکثر مالک و ولدک۔

ترجمہ:......حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گذرے جس کی شکل وصورت مسلمان جیسی تھی، اس نے سلام کیا تو آپ نے اس کو جواب میں کہا: ’’وعلیک ورحمة الله وبرکاته‘‘، تو غلام نے ان سے کہا کہ: وہ تو نصرانی ہے، (آپ نے اس کو سلام کا جواب کیوں دیا؟ یہ سن کر) حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور اس کے پیچھے گئے، یہاں تک کہ اس کو پالیا، اور اس سے کہا کہ: اللہ تعالی کی رحمت اور اس کی برکتیں تو ایمان والوں کے لئے ہیں، لیکن اللہ تعالی تیری زندگی لمبی کرے، اور تیرے مال اور اولاد میں کثرت کرے۔

(الادب المفرد، باب کیف یدعو الذّمّی ، رقم الحدیث:۱۱۱۲)

تشریح:......حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کہ: ’’اللہ تعالی کی رحمت اور اس کی برکتیں تو ایمان والوں کے لئے ہیں‘‘ اس کی دلیل قرآن پاک کا یہ ارشاد ہے: ﴿ اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴾۔(پ:۸،سورۂ اعراف،آیت نمبر:۵۶)

ترجمہ:...... یقیناً اللہ تعالی کی رحمت نیک لوگوں سے قریب ہے۔

﴿ وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰٓى اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ﴾۔

(پ:۹،سورۂ اعراف،آیت نمبر:۹۶)

ترجمہ:......اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقوی اختیار کرلیتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین دونوں طرف سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

اور حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کہ: ’’لیکن اللہ تعالی تیری زندگی لمبی کرے، اور تیرے مال اور اولاد میں کثرت کرے‘‘ اس کی دلیل قرآن پاک کا یہ ارشاد ہے: ﴿ فَلَمَّا نَسُوۡا مَا ذُكِّرُوۡا بِهٖ فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ اَبۡوَابَ كُلِّ شَىۡءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوۡا بِمَآ

اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ ﴾۔(پ:۷،سورۂ انعام،آیت نمبر:۴۴)

ترجمہ:……پھر انہیں جو نصیحت کی گئی تھی، جب وہ اسے بھلا بیٹھے تو ہم نے ان پر ہر نعمت کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جو نعمتیں انہیں دی گئی تھیں، جب وہ ان پر اترانے لگے تو ہم نے اچانک ان کو آ پکڑا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بالکل مایوس ہو کر رہ گئے۔

اس اثر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کے لئے طول عمر اور مال واولاد کی کثرت کی دعا کرنا جائز ہے، ہاں یہ ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کا دشمن نہ ہو۔(الدر المنضد ص ۲۱۷ ج ۴)

کیا کفار کو سلام کیا جاسکتا ہے؟

یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، امام شافعی رحمہ اللہ اور اکثر علماء فرماتے ہیں کہ: کفار کو ابتداء سلام کرنا جائز نہیں۔

(عمدۃ القاری ص ۹۹ ج ۱۔شرح نووی علی مسلم ص ۲۱۴ ج ۲، باب النهی عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام و كيفية الرد عليهم ، كتاب السلام)

امام طحاوی رحمہ اللہ نے حنفیہ کے ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور حضرات صاحبین رحمہما اللہ سے یہی نقل کیا ہے۔

(طحاوی ص ۳۳۲ ج ۲ (۱۷۰ ج ۴، ط: لبنان) باب السلام على اهل الكفر ، كتاب الكراهية)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ: کافر کو مطلقا سلام کرنا جائز ہے۔

صاحب درمختار نے لکھا ہے کہ: ضرورت اور حاجت کے وقت سلام کرنے کی گنجائش ہے۔(شامی ص ۲۹۲ ج ۵، كتاب الحظر والاباحة)

بعض سلف کی رائے یہ ہے کہ تالیف قلب کی غرض سے ابتداءً سلام کرنا مباح ہے۔

(عمدۃ القاری ص ۹۹ ج ۱۔کشف الباری ص ۵۲۶ ج ۱)

التَّنبُّہ فی حقیقۃ التَّشبُّہ

اس رسالہ میں حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ''سیرۃ المصطفی ﷺ'' میں شامل رسالہ'' التّنبُّہ علی فی التّشبُّہ '' سے انتخاب اورمزید باتوں کا اضافہ کر کے درجِ ذیل موضوع پر کچھ باتیں جمع کی گئی ہیں:

تشبہ بالکفار کے مسئلہ کی خاص اہمیت اوراس پر دو جامع کتابیں۔تشبہ کی حقیقت۔ اختلاف اقوام وامم۔تشبہ کی تعریف۔تشبہ کے حکم کا منشأ معاذ اللہ تعصب اور تنگ نظری نہیں۔تشبہ بالکفار کا حکم۔تشبہ کی ممانعت کی وجہ۔تشبہ کے مفاسد ونتائج۔کیا کوئی مشابہت سے کافر ہوجائے گا؟۔تشبہ کی مذمت پر آیات واحادیث۔مشابہت پر ایک قابل رشک واقعہ۔تشبہ اورمماثلت کے چار درجات۔تشبہ کے متعلق احکام، وغیرہ امور پر مشتمل ایک قابل مطالعہ اورمفید رسالہ۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلیشرز، کراچی

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحیم

نَحۡمَدُهٗ عَلٰی مَاسَلَکۡنَا فِیۡ سِلۡکِ الشَّرِیۡعَةِ الۡمُصۡطَفِیَّةِ ، وَصَبَغۡنَا فِیۡ صِبۡغَةِ الۡفِطۡرَةِ الۡاِسۡلَامِیَّةِ ، وَنَهَانَا عَنۡ تَشَبُّهِ الۡغَیۡرِ الۡمِلَّةِ الۡحَنِیۡفِیَّة ' وصلی الله علی سید الانبیاء الذی سَنَّ لَنَا طَرِیۡقَةً سَوِیَّة، امابعد۔

حضرۃ العلام مولانا عبدالحیؒ صاحب کفلیتوی رحمہ اللہ کا بہترین رسالہ ''اداة التنبّه فی بیـان التشبّه '' کی ترتیب اوراس پر مقدمہ وحواشی کا کام کررہا تھا تو تشبہ کے عنوان پر مقدمہ اندازہ سے زیادہ طویل ہوگیا، اس لئے مناسب سمجھا کہ اسے ادھورا چھوڑ کراس رسالہ میں شامل اشاعت کردوں، پھراس پر کچھ مزید اضافہ کرکے اس کو علیحدہ رسالہ کی شکل میں مکمل کروں گا، اسی ارادہ کی یہ تکمیل ہے۔

اس رسالہ میں دو کتابوں کی تلخیص کی گئی ہے، البتہ ترتیب اورعنوانات میرے قائم کردہ ہیں۔ایک حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ''سیرۃ المصطفی ﷺ'' میں شامل رسالہ'' التـنبـُّهُ عـلی فی التّشبُّه '' کی تلخیص ہے۔اوردوسرے وزارت اوقاف واسلامی امور' کویت کی طرف سے شائع کردہ ''موسوعہ فقہیہ'' کا قابل قدر مجموعہ کی بارہویں جلد میں تشبہ کے بیان کی تلخیص ہے۔دونوں تلخیصوں میں الفاظ کی قدرے ترمیم کی گئی ہے، البتہ مضمون میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔رسالہ میں آیات واحادیث کا انتخاب اوراضافہ راقم کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالی اس حقیر سعی کو اپنی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت عطافرمائے اورراقم ومطالعہ کرنے والے جملہ احباب اورمسلمانوں کواس پرعمل کی توفیق سے مالامال فرمائے،آمین۔

تشبہ بالکفار کے مسئلہ کی خاص اہمیت اور اس پر دو جامع کتابیں

شریعت اسلامیہ میں چونکہ تشبہ بالکفار کا مسئلہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے' جو بے شمار آیات اور احادیث سے ثابت ہے، اس لئے تفسیر' حدیث' فقہ اور علم العقائد کی کوئی کتاب تشبہ کے بیان سے خالی نہیں۔ حضرات فقہاء و متکلمین نے مسئلہ تشبہ کو ''باب الارتداد'' میں بیان کیا ہے کہ مسلمان کن چیزوں کے ارتکاب سے مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ایک تشبہ بالکفار بھی ہے اور اس کے درجات اور مراتب ہیں، اور ہر ایک کا حکم جداگانہ ہے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی: ۷۲۸ھ) نے اسی مسئلہ تشبہ کی حقیقت واضح کرنے کے لئے ''اقتضاء الصراط المستقیم مخالفة اصحاب الجحیم'' کے نام سے ایک مبسوط کتاب تحریر فرمائی، جس میں مسئلہ تشبہ کے مختلف پہلوؤں پر کتاب وسنت اور عقل ونقل کی روشنی میں کلام فرمایا اور کتاب وسنت کے نصوص سے واضح کر دیا کہ دینی ودنیوی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں کہ جہاں شریعت غرا اور ملت بیضا نے کفر اور شرک کی نجاست اور ظلمت کی مشابہت سے حفاظت کا اپنے دوستوں کو کوئی حکم نہ دیا ہو' اور یہ ثابت کر دیا کہ صراط مستقیم کا اقتضاء یہی ہے کہ مغضوب علیہم اور ضالین کی مشابہت سے احتراز کیا جائے۔

مگر اس دور پرفتن میں مسئلہ تشبہ پر کوئی ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی کہ جس میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر منظّم اور مرتب اور مدلل و مسلسل کلام کیا گیا ہو اور ساتھ ہی ساتھ مشککین کے شبہات اور موسوسین کے وساوس اور اوہام کا ایسا ازالہ اور قلع قمع کر دیا گیا ہو جس کے بعد کسی کو لب کشائی کی گنجائش باقی نہ رہے۔ سو الحمد للہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے یہ فریضہ ادا کر دیا اور ''تشبہ فی الاسلام'' کے نام سے دو

حصوں میں ایک کتاب تحریر فرمائی ۔ یہ مسئلہ تشبہ کی تحقیق وتدقیق میں بے نظیر اور بے مثال کتاب ہے اور بلا شبہ وہ اپنا شبیہ اور مثیل نہیں رکھتی ۔حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ اس کتاب کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

بعد الحمد والصلوۃ، اس احقر نے رسالۂ ہذا کو حرفاً حرفاً دیکھا، ایک ایک حرف کے ساتھ قلب میں سرور اور آنکھوں میں نور بڑھتا جاتا تھا، تشبہ کا مسئلہ ایسا مکمل ومفصل ومدلل لکھا ہوا میں نے نہیں دیکھا، جن لطائف تک ذہن کے جانے کا احتمال تک نہ تھا وہ منصۂ ظہور پر آگئے، بعید سے بعید شبہات تک کا قلع قمع کردیا گیا۔ اللہ تعالی رسالہ کو نافع اور مقبول فرما کر کلم طیب کے عموم میں داخل فرمائے جن کی شان میں ''﴿اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّب﴾[۱] وارد ہے اور صاحب رسالہ کو اس جماعت میں داخل فرمائے جن کی شان میں ﴿وَهُدُوۡٓا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ وَ هُدُوۡٓا اِلٰی صِرَاطِ الۡحَمِیۡدِ﴾[۲] وارد ہے۔

تفصیل کا طالب حضرت رحمہ اللہ کی اس کتاب کی طرف مراجعت فرمائے۔

اس رسالہ میں بہت اختصار کے ساتھ چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔

تشبہ کی حقیقت

حق جل شانہ نے زمین سے لے کر آسمان تک خواہ حیوانات ہوں یا نباتات یا جمادات سب کو ایک ہی مادہ سے پیدا کیا اور سب کو ایک ہی خوان وجود سے حصہ ملا، مگر باوجود اس کے ہر چیز کی صورت اور شکل علیحدہ بنائی تاکہ ان میں امتیاز قائم رہے اور ایک دوسرے سے

---

[۱]......ترجمہ:...... پاکیزہ کلمہ اسی کی طرف چڑھتا ہے۔(سورۂ فاطر، آیت نمبر:۱۰)

[۲]......ترجمہ:......اور (وجہ یہ ہے کہ) ان لوگوں کی رسائی پاکیزہ بات (یعنی کلمہ توحید) تک ہوگئی تھی، اور وہ اس خدا کے راستے تک پہنچ گئے تھے جو ہر تعریف کا مستحق ہے۔(سورۂ فاطر، آیت نمبر:۱۰)

پہچانا جائے، کیونکہ امتیاز کا ذریعہ صرف یہی ظاہری شکل وصورت اور ظاہری رنگ وروپ ہے، انسان اور حیوان میں' شیر اور گدھے میں' گھاس اور زعفران میں' باورچی خانہ اور پاخانہ میں' جیل خانہ اور شفا خانہ میں جو امتیاز ہے' وہ صرف اسی ظاہری شکل وہیئت کی بنا پر ہے، اگر کسی نوع کا کوئی فرد اپنی خصوصیات اور امتیازات کو چھوڑ کر دوسری نوع کی امتیازات وخصوصیات اختیار کرے تو اس کو پہلی نوع کا فرد نہ کہیں گے، بلکہ وہ دوسری نوع کا فرد کہلائے گا۔

اگر کوئی مرد مردانہ خصوصیات اور امتیازات کو چھوڑ کر زنانہ خصوصیات کو اختیار کرے، عورتوں کا لباس پہننے لگے اور انہی کی طرح بولنے لگے حتی کہ اس مرد کی تمام حرکات وسکنات عورتوں ہی جیسی ہوجائیں تو وہ شخص مرد نہ کہلائے گا، بلکہ ہیجڑا کہلائے گا، حالانکہ اس کی حقیقت رجولیت میں کوئی فرق نہیں آیا، صرف لباس اور ہیئت کی تبدیلی ہوئی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اگر اس مادی عالم میں ہر نوع کی خصوصیات اور امتیازات کی حفاظت نہ کی جائے اور التباس اور اختلاط کا دروازہ کھول دیا جائے تو پھر اس نوع کا وجود باقی نہ رہے گا۔

اختلاف اقوام وامم

اسی طرح اقوام اور امم کے اختلاف کو سمجھو کہ مادی کائنات کی طرح دنیا کی قومیں اپنے معنوی خصائص اور باطنی امتیازات کے ذریعے ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا ہیں۔ مسلم قوم' ہندو قوم' عیسائی قوم' یہودی قوم' باوجود ایک باپ کی اولاد ہونے کے مختلف قومیں بن گئیں، مذہب اور ملت کے اختلاف کے علاوہ' اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ ہر قوم کا تمدن اور اس کی تہذیب اور اس کا معاشرہ اور اس کا طرز لباس اور طریق خورد نوش دوسری سے جدا

ہے اور باوجود ایک خدا کے ماننے کی ہر ایک کی عبادت کی صورت اور شکل علیحدہ ہوگی۔اور خور دنوش بھی علیحدہ۔

عبادات کو انہیں خاص خاص شکلوں اور صورتوں کی وجہ سے ایک مسلم اور موحد، مشرک اور بت پرست سے علیحدہ ہے، اور ایک عیسائی ایک پارسی سے جدا ہے۔

غرض یہ کہ قوموں میں امتیاز کا ذریعہ سوائے ان قومی خصوصیات کے اور کیا ہے، جب تک ان مخصوص شکلوں اور ہیئتوں کی حفاظت نہ کی جائے تو قوموں کا امتیاز باقی نہیں رہ سکتا۔پس جب کسی قوم کی مذہبی اور معاشرتی خصوصیات باقی ہیں اس وقت تک وہ قوم بھی باقی ہے۔اور جب کسی قوم نے اپنی خصوصیات اور اشکال کو چھوڑ کر دوسری قوم کی خصوصیات کو اختیار کرلیا اور یہ قوم دوسری قوم کے ساتھ مختلط اور مشتبہ ہوگئی تو یہ قوم اب فنا ہوگئی اور اب صفحۂ ہستی پر اس کا کوئی ذاتی وجود باقی نہیں رہا۔

تشبہ کی تعریف

(۱):......اپنی حقیقت اور اپنی صورت کو چھوڑ کر دوسری قوم کی حقیقت اور اس کی صورت اور اس کے وجود میں مدغم ہوجانے کا نام تشبہ ہے۔

(۲):......اپنی ہستی کو دوسرے کی ہستی میں فنا کردینے کا نام تشبہ ہے۔

(۳):......اپنی ہیئت اور وضع کو تبدیل کرکے دوسری قوم کی وضع اور ہیئت اختیار کرلینے کا نام تشبہ ہے۔

(۴):......اپنی شان امتیازی کو چھوڑ کر دوسری قوم کی شان امتیازی کو اختیار کرلینے کا نام تشبہ ہے۔

(۵):......اپنی اور اپنوں کی صورت اور سیرت کو چھوڑ کر غیروں اور پرائیوں کی صورت اور

سیرت کو اپنا لینے کا نام تشبہ ہے۔

اس لئے شریعت حکم دیتی ہے کہ مسلمان قوم دوسری قوموں سے ان کا تشبہ ظاہری طور پر بھی ممتاز اور جدا ہونا چاہئے، لباس میں بھی ممتاز ہونا چاہئے اور وضع قطع میں بھی، اس لئے کہ ظاہری علامت کے علاوہ خاص جسم کے اندر بھی کسی علامت کا ہونا ضروری ہے، سو وہ ختنہ اور ڈاڑھی ہے اور وہ ظاہری علامت لباس ہے، بغیر ان دو علامتوں کے شناخت نہیں ہو سکتی، نہ تو صرف داڑھی کافی ہے، اس لئے کہ لڑکوں کی داڑھی نہیں ہوتی، ان کی شناخت کس طرح ہوگی؟ نیز بعض قومیں داڑھی رکھتی ہیں ان سے شناخت سوائے لباس کے کسی چیز سے نہیں ہوسکتی، معلوم ہوا کہ اسلامی امتیاز کے لئے لباس اور داڑھی دونوں کی ضرورت ہے

تشبہ کے حکم کا منشأ معاذ اللہ تعصب اور تنگ نظری نہیں

تشبہ کے حکم کا منشأ معاذ اللہ تعصب اور تنگ نظری نہیں، بلکہ غیرت اور حمیت ہے، جس سے مقصد ملت اسلامیہ اور امت مسلمہ کو غیروں کے التباس اور اشتباہ کی تباہی سے بچانا ہے، اس لئے جو قوم اپنی خصوصیات اور امتیازات کی محافظ نہ ہو وہ کوئی آزاد اور مستقل قوم کہلانے کی مستحق نہیں۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب مدظلہ اس حدیث کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں:

''تشبہ اور مماثلت سے بچنے کا جو اصولی حکم شریعت اسلامی میں دیا گیا ہے، وہ تعصب اور تنگ نظری پر مبنی نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد تہذیبی ہمہ رنگی برقرار رکھنا ہے، اسی لئے وہ دوسری قوموں سے بھی اس بات کا مطالبہ نہیں کرتا کہ وہ مسلمانوں کی وضع قطع اختیار کریں۔

اصل یہ ہے کہ شناخت کی حفاظت ایک فطری عمل ہے۔غور کیجئے کہ اللہ تعالی نے انسان کی صورت اور آواز کو ایک دوسرے سے ممتاز رکھا ہے، انسان کے اندر شناخت کی حفاظت کا

جزبہ اتنا اتاہ ہے کہ ہر ملک اور ہر قوم اپنی شناخت الگ رکھنا چاہتی ہے، اپنے تمدن کی حفاظت کرتی ہے، اپنے جھنڈے الگ رکھتی ہے، ہر اسکول اپنا مستقل یونیفارم رکھتا ہے، گورنمنٹ کے مختلف محکموں کے الگ الگ یونیفارم ہوتے ہیں، اس لئے اپنی شناخت کی حفاظت کوئی مذموم عمل نہیں ہے، اور نہ اس میں دوسروں کی مخالفت اور نہ ان کے بارے میں تنگ نظری ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ مسلمان اپنی پہچان کو باقی رکھیں اور جہاں اسلامی نظام نافذ ہو، وہاں غیر مسلم بھائیوں کو بھی اس بات کی پوری آزادی فراہم کی جائے کہ وہ اپنی مذہبی وتہذیبی شناخت کے ساتھ زندگی گذاریں۔

(راہ عمل، حقائق اور غلط فہمیاں ص ۱۲۸ ج ۱، طبع زمزم کراچی)

تشبہ بالکفار کا حکم

تشبہ بالکفار اعتقادات اور عبادات میں کفر ہے، اور مذہبی رسومات میں حرام ہے، جیسا کہ نصاری کی طرح سینہ پر صلیب لٹکانا، اور ہنود کی طرح زنار باندھنا یا پیشانی پر قشقشہ لگانا، ایسا تشبہ بلا شبہ حرام ہے جس میں اندیشہ کفر کا ہے، اس لئے کہ علی الاعلان شعائر کفر کا اختیار کرنا اس کے رضاء قلبی کی علامت ہے۔

اور تشبہ کی یہ قسم ثانی اگر چہ قسم اول سے درجہ میں ذرا کم ہے، مگر پیشاب اور پاخانہ میں فرق ہونے سے کیا کوئی پیشاب کا پینا گوارہ کرلے گا، ہر گز نہیں، اور عبادات اور مذہبی رسومات اور عیدین میں کفار کی مشابہت کی ممانعت اشارات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ وکثیرہ سے ثابت ہے، جیسا کہ حافظ ابن تیمیہ نے ''اقتضاء الصراط المستقیم'' میں بالتفصیل ان تمام آیات اور روایات کو بیان کیا ہے۔

اور معاشرہ اور عادات اور قومی شعائر میں تشبہ مکروہ تحریمی ہے، مثلاً کسی قوم کا وہ مخصوص

لباس استعمال کرنا جو خاص ان ہی کی طرف منسوب ہواوراس کا استعمال کرنے والا اسی قوم کا ایک فرد سمجھا جانے لگے جیسے نصرانی ٹوپی (یعنی : ہیٹ) اور ہندوانہ دھوتی، اور جوگیانہ جوتی یہ سب ناجائز اور ممنوع ہے اور تشبہ میں داخل ہے، بالخصوص جبکہ بطور تفاخر یا غیروں کی وضع بنانے کی نیت سے پہنی جائے تو اور بھی زیادہ گناہ ہے، جوگیوں اور پنڈتوں کی وضع قطع اختیار کرنے کا جو حکم ہے وہی انگریزی وضع قطع اختیار کرنے کا حکم ہے۔

علی ہٰذا کافروں کی زبان اوران کے لب ولہجہ اور طرز کلام کو اس لئے اختیار کرنا کہ ہم بھی ان کے مشابہ ہوجائیں اوران کے زمرہ میں شامل ہوجائیں تو بلاشبہ یہ ممنوع ہوگا، ہاں اگر زبان سیکھنے سے مشابہت مقصود نہ ہو بلکہ محض زبان سیکھنا مقصود ہو کہ کافروں کی غرض سے آگاہ ہوجائیں یا تجارتی اور دنیاوی امور میں خط وکتابت کرسکیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

جیسے کوئی ہندی اور سنسکرت اس لئے سیکھے کہ ہندوؤں کی مشابہت ہوجائے اور ہندو مجھے اپنا وطنی بھائی سمجھیں تو بلاشبہ اس نیت سے ہندی زبان سیکھنا ممنوع ہوگا، اور اگر فقط یہ غرض ہو کہ ہندوؤں کی غرض سے آگاہی ہوجائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

اور ایجادات اور انتظامات اور اسلحہ اور سامان میں غیر قوموں کے طریقے لے لینا جائز ہے، جیسے توپ، بندوق، ہوائی جہاز، موٹر اور مشین گن وغیرہ۔ یہ درحقیقت تشبہ نہیں، شریعت اسلامیہ نے ایجادات کے طریقے نہیں بتلائے، ایجادات اور صنعت اور حرفت کو لوگوں کی عقل اور تجربہ اور ضرورت پر چھوڑ دیا، البتہ اس کے احکام بتلادیئے کہ کون سی صنعت و حرفت جائز اور کس حد تک جائز اور کس طریق سے اس کا استعمال جائز ہے۔

اسلام میں مقاصد کی تعلیم ہے غیر مقاصد کی تعلیم نہیں۔ طبیب جوتہ بنانے کی ترکیب نہیں بتاتا اور نہ سکھاتا، ہاں یہ بتلاتا ہے کہ جوتہ اس طرح مت سلوانا کہ اس کی میخیں ابھری

ہوئی ہوں جس سے پیر زخمی ہو جائے ، اسی طرح اسلام ایجادات نہیں سکھاتا ، ہاں یہ بتلاتا ہے کہ ایجاد ایسی نہ ہو کہ جس سے تمہارے دین میں خلل آجائے یا جان کو خطرہ ہو۔

یہ ان ایجادات کا حکم ہے جن کا بدل مسلمانوں کے پاس نہیں اور جو ایجاد ایسی ہو کہ جس کا بدل مسلمانوں کے یہاں موجود ہو تو اس میں تشبہ مکروہ ہے، جیسے حدیث میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فارسی کمان کے استعمال سے منع فرمایا ،اس لئے کہ اس کا بدل مسلمانوں کے پاس عربی کمان موجود تھی اور دونوں کی منفعت برابر تھی ،صرف ساخت کا فرق تھا، اسلام میں تعصب نہیں غیرت ہے، پس جو چیز مسلمانوں کے پاس بھی ہے اور کفار کے پاس بھی صرف وضع قطع کا فرق ہے تو ایسی صورت میں اسلام نے تشبہ سے منع کیا ہے کہ اس میں علاوہ گناہ کے ایک بے غیرتی تو یہ ہے کہ بلا وجہ اور بلا ضرورت اپنے کو دوسری قوموں کے محتاج اور تابع بنایا ہے، مگر آج کل مسلمانوں میں غیرت نہیں رہی کہ یہ اپنے گھر سے بے خبر ہو کر بلکہ یوں کہئے کہ اپنے گھر کو آگ لگا کر دوسروں کی عادات اور معاشرت کا اتباع کرنے لگے۔

ہاں جن نئی ایجادات اور جدید اسلحہ کا بدل مسلمانوں کے پاس موجود نہیں مسلمانوں کے لئے ان نئی ایجادات اور جدید اسلحہ کا استعمال اپنی ضرورت اور راحت اور دفع حاجت کے لئے جائز ہے، مگر شرط یہ ہے کہ اس کے استعمال سے نیت اور ارادہ غیروں کی مشابہت کا نہ ہو، محض اپنے فائدہ کے لئے جدید ایجادات کا استعمال شرعاً جائز ہے۔

تشبہ کی ممانعت کی وجہ

دین اسلام ایک کامل اور مکمل مذہب اور تمام ملتوں اور شریعتوں کا ناسخ بن کر آیا ہے، وہ اپنے متبعین کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ناقص اور منسوخ ملتوں کے متبعین کی مشابہت

اختیار کی جائے، غیروں کی مشابہت اختیار کرنا غیرت کے بھی خلاف ہے۔

اسلام ایک کامل مذہب ہے جس طرح وہ اعتقادات اور عبادات میں مستقل ہے کسی کا تابع اور مقلد نہیں، اسی طرح اسلام اپنے معاشرہ اور عادات میں بھی مستقل ہے، کسی دوسرے کا تابع اور مقلد نہیں۔

کسی حکومت میں یہ جائز نہیں کہ اس سلطنت کی فوج دشموں کی فوج کی وردی استعمال کر سکے، یا اپنے فوجی دستہ کے ساتھ دشمن حکومت کا جھنڈا استعمال کر سکے، جو سپاہی ایسا کرے وہ قابل گردن زدنی سمجھا جائے گا۔اسی طرح مسلمانوں کو یہ اجازت نہ ہوگی کہ دوسروں کی ہیئت اختیار کرے جس سے دیکھنے والوں کو اشتباہ ہوتا ہو۔

یا فرض کرو کہ کوئی جماعت' حکومت سے برسر بغاوت ہو اور وہ جماعت اپنا کوئی امتیازی لباس یا نشان بنائے تو حکومت اپنے وفاداروں کو ہرگز ہرگز اس باغی جماعت کے تشبہ کی اجازت نہیں دے گی۔

حیرت کا مقام ہے کہ ایک برطانوی جرنیل کو تو یہ حق حاصل ہو کہ وہ جرمنی یا روسی وردی کے استعمال کو جرم قرار دے، کیونکہ وہ برطانیہ کا دشمن ہے مگر اللہ کے رسول کو یہ حق نہ ہو کہ وہ دشمنان خدا کی وضع قطع کو جرم قرار دے، کیوں نہیں؟ من تشبه بقوم فهو منهم۔

تشبہ کے مفاسد ونتائج

(۱):......کفر واسلام میں ظاہرا کوئی امتیاز نہ رہے گا۔

(۲):......غیرت کے خلاف ہے، آخر قومی نشان اور پہچان بھی تو کوئی چیز ہے۔

(۳):......غیروں کا معاشرہ اور تمدن اختیار کرنا در پردہ ان کی سیادت اور برتری کو تسلیم کرنا ہے۔

(۴):......رفتہ رفتہ غیروں سے مشابہت کا دل میں میلان وداعیہ پیدا ہوگا جو ممنوع ہے۔

(۵):......بہت ممکن ہے اسلامی لباس اور اسلامی تمدن کے استہزاو تمسخر کی نوبت آجائے۔

(۶):......اسلامی احکام کے اجراء میں دشواری پیش آئے گی۔

(۷):......جب اسلامی وضع کو چھوڑے گا تو قوم میں اس کی عزت نہیں رہے گی، اور جب قوم میں عزت باقی نہ رہے تو غیروں کو کیا پڑی کہ وہ اس کی عزت کریں۔

(۸):......دوسروں کی مشابہت اپنی قوم سے بے تعلقی کی دلیل ہے۔

(۹):......افسوس دعوی اسلام کا اور طریقے غیروں کے۔

کیا مشابہت سے کافر ہوجائے گا؟

سوال:......ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص سر سے پیر تک غیر کی مشابہت اختیار کرے تو اس کے اعتقاد توحید و رسالت میں کوئی فرق آئے گا یا وہ اس سے کافر ہوجائے گا؟

جواب:......اگر کوئی تھوڑی دیر کے لئے اپنا مردانہ لباس اتار کر عورت کا لباس پہن لے تو کیا وہ مرد عورت ہوجائے گا؟ اسی طرح کوئی مرد کسی مخنث کا لباس پہن لے تو کیا حقیقۃً وہ مخنث ہوجائے گا؟

تشبہ کی مذمت پر آیات واحادیث

(۱):......﴿وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَھُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَھُمْ ط قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰهِ ھُوَ الْھُدٰی ط وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَاءَ ھُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَ کَ مِنَ الْعِلْمِ لا مَالَکَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ﴾۔(سورۂ بقرہ آیت نمبر:۱۲۰)

ترجمہ:......اور یہود ونصاری تم سے اس وقت تک ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے مذہب کی پیروی نہیں کروگے۔ کہہ دو کہ حقیقی ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے۔ اور

تمہارے پاس (وحی کے ذریعے) جو علم آ گیا ہے، اگر تم نے اس کے بعد بھی ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرلی تو تمہیں اللہ سے بچانے کے لئے نہ کوئی حمایتی ملے گا نہ کوئی مددگار۔

تشریح:......اگر چہ حضور رسالت مآب ﷺ سے یہ بات نا قابل تصور تھی کہ آپ کفار کی خواہشات کے پیچھے چلیں، لیکن اس آیت نے فرض محال کے طور پر یہ بات کہہ کر اصول یہ بتلا دیا کہ اللہ کے نزدیک شخصیات کی اہمیت ان کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کی اطاعت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ ساری مخلوقات میں سب سے افضل اسی بنا پر ہیں کہ اللہ کے سب سے زیادہ فرماں بردار ہیں۔

(۲):......﴿يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾۔

(سورۂ اٰل عمرٰن آیت نمبر:۱۵۶)

ترجمہ:......اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے کفر اختیار کرلیا ہے۔

(۳):......﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ﴾۔(سورۂ حج آیت نمبر:۶۷)

ترجمہ:......ہم نے ہر امت کے لوگوں کے لئے عبادت کا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے، جس کے مطابق وہ عبادت کرتے ہیں۔

(۴):......﴿يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى﴾۔

ترجمہ:......اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ بن جانا جنہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ستایا تھا۔(سورۂ احزاب آیت نمبر:۶۹)

(۵):......﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ لا وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ط وَكَثِيْرٌ

مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴾۔(سورۂ حدید آیت نمبر:۱۶)

ترجمہ:...... جولوگ ایمان لے آئے ہیں، کیا ان کے لئے اب بھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے اور جو حق اترا ہے، اس کے لئے پسیج جائیں؟ اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جن کو پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ان پر ایک لمبی مدت گذر گئی، پس ان کے دل سخت ہو گئے، اور (آج) ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں؟۔

(۱):......لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء ' والمتشبهات من النساء بالرجال۔

(بخاری، باب المتشبهين بالنساء ' والمتشبهات بالرجال ، كتاب اللباس ، رقم الحديث : ۵۸۸۵)

ترجمہ:...... رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(۲):...... عن ابن عمر رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : خالفوا المشركين ' وَفِّرُوا اللِّحٰى ' واَحفوا الشَوَارب۔

(بخاری، باب تقليم الاظفار، كتاب اللباس ، رقم الحديث:۵۸۹۲۔مسلم، باب خصال الفطرة ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۶۰۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اہل شرک کے خلاف کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں ہلکی کراؤ۔(مظاہر حق ص۲۱۱ ج۴)

(۳):......عن ابن عباس قال : كان النبى صلى الله عليه وسلم يحب موافقة اهل الكتاب فيما لم يؤمر فيه ، وكان اهل الكتاب يسدِلون اشعارهم ، وكان المشركون

یفرُقون رؤسَهم ، فسدل النبی صلی الله علیه وسلم ناصیته ، ثم فَرَق بعدُ۔

(بخاری، باب الفرق ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۵۹۱۷)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کو جس معاملہ میں اللہ تعالی کی طرف سے کوئی حکم نہیں ملتا تھا اس میں آپ ﷺ اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے، چنانچہ اہل کتاب اپنے (سر کے) بالوں کو یوں ہی چھوڑے رکھتے تھے (مانگ نہیں نکالتے تھے بلکہ اپنے بالوں کو یونہی پڑے رہنے دیتے تھے) جب کہ مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالتے تھے، اس لئے نبی کریم ﷺ (اہل کتاب کے طریقے کے مطابق) اپنی پیشانی کے بال یوں ہی چھوڑے رکھتے تھے، لیکن بعد میں مانگ نکالنے لگے تھے۔(مظاہر حق ص۲۱۳ ج۴)

(۴):......سعید بن السیب یقول:ان الله طیّب یحبّ الطیّب ' نظیف یحبّ النّظافة ' کریم یحبّ الکرَمَ ' جواد یحبّ الجُودَ ' فَنَظِّفُوا–اراه قال –اَفْنِیَتَکُمْ ولا تشبَّهُوا بالیهود قال: فذکرت ذلک لمهاجر بن مِسمار ، فقال: حدَّثَنِیه عامر بن سعد [بن ابی وقاص] عن ابیه عن النّبی صلی الله علیه وسلم مثله ، الّا انّه قال : نظِّفُوا اَفنِیَتکم۔

(ترمذی، باب ما جاء فی النّظافة ، ابواب الادب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۲۷۹۹)

ترجمہ:......حضرت سعید بن مسیّب (تابعی) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا گیا کہ: اللہ تعالی پاک ہے' پاکی پسند کرتا ہے، اللہ تعالی نہایت ستھرا ہے' ستھرائی کو پسند کرتا ہے، اللہ تعالی کرم کرنے والا ہے' کرم کو پسند کرتا ہے، اللہ تعالی نہایت سخی اور عطا

کرنے والا ہے' سخاوت وعطا کو پسند کرتا ہے، لہٰذا تم صاف ستھرا رکھو (حضرت ابن میسب رحمہ اللہ سے روایت کرنے والے) راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ ابن مسیّب رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا تھا کہ: اپنے صحنوں کو (یعنی انہوں نے ''فنظِفُوا '' کے بعد'' اَفنِیَتکم '' کا لفظ بھی کہا تھا گویا اس جگہ پورا جملہ یہ ہے کہ: تم اپنے صحنوں کو صاف ستھرا رکھو اور یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو (جو اپنے گھروں کے صحن و آنگن کو کوڑے وکرکٹ سے ناپاک وگندہ رکھتے ہیں) راوی کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابن مسیّب رحمہ اللہ کا یہ قول حضرت مہاجر بن مسمار (تابعی) رحمہ اللہ کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ: مجھ سے حضرت عامر ابن سعد (تابعی) رحمہ اللہ نے اور انہوں نے اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (صحابی) سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے، لیکن مہاجر نے (جو حدیث نقل کی ہے اس میں انہوں نے) یہ نقل کیا کہ: ''تم اپنے گھروں کے صحن کو ستھرا رکھو'' یعنی ان کی روایت میں '' اَفنِیَتکم '' کا لفظ صریحا مذکور ہے، جب کہ ابن مسیّب رحمہ اللہ کی روایت میں یہ لفظ گمان کے درجہ میں نقل کیا گیا ہے۔

(مظاہر حق ص۲۴۳ ج۴)

(۵):...... قال رسول اللہ : غَیِّرُوا الشَّیْبَ ولا تشبَّھُوا بالیھود۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الخضاب ، ابواب اللباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، رقم الحدیث:۱۷۵۲)

ترجمہ:...... رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بڑھاپے (یعنی بالوں کی سفیدی) کو (خضاب کے ذریعہ) بدل ڈالو اور یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو (جو خضاب نہیں کرتے)۔

(مظاہر حق ص۲۲۹ ج۴)

(۶):...... قال رسول اللہ : ان الیھود والنّصاری لا تصبُغُ فخالِفُوھُم۔

ترجمہ:……آپ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ یہود ونصاری (بالوں) کوخضاب نہیں لگاتے تو تم ان کی مخالفت کیا کرو (یعنی خضاب لگایا کرو)۔

(نسائی، الاذن بالخضاب ، کتاب الزینة من السنن ، رقم الحدیث:۵۰۷۵)

(۷):……من تشبه بقوم فهو منهم۔

(ابوداؤد، باب فی لُبس الشّهرة ،کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۴۰۳۰)

ترجمہ:……جوشخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا'اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا۔

(مظاہر حق ص ۱۷۷ ج ۴، کتاب اللباس)

(۸):……من كثر سواد قوم فهو منهم۔(کنز العمال، رقم الحدیث:۲۴۷۳۵)

ترجمہ:……جوشخص کسی قوم کی کثرت بڑھائے گا'اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا۔

(۹):……قال رسول الله : انَّ فصلَ ما بين صِيامِنا وصيامِ اهل الكتاب اُكْلَةُ السَّحُورِ۔

(نسائی، فصل ما بين صيامنا و صيام اهل الكتاب ، كتاب الصيام ، رقم الحدیث:۲۱۶۸۔ابوداؤد، باب فی توكيد السحور ، كتاب الصيام ، رقم الحدیث:۲۳۴۳)

ترجمہ:……آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں صرف سحری کھانے کا فرق ہے۔

یعنی اہل کتاب روزہ رکھتے ہیں تو سحری نہیں کرتے اور ہم سحری کرتے ہیں۔

(۱۰):……عن عمر رضی الله عنه انه كتب الى المسلمين المقيمين ببلاد فارس : "اياكم و زىّ اهل الشرك"۔(سیرۃ المصطفی ﷺ ص ۲۱۴ ج ۳)

ترجمہ:……حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان مسلمانوں کے نام جو بلاد فارس میں مقیم تھے' یہ

فرمان جاری کیا کہ: اے مسلمانو! اپنے آپ کو اہل شرک اور اہل کفر کے لباس اور ہیئت سے دور رکھنا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس طرح فرمان جاری فرمایا:

(۱۱):......اما بعد! فاتزروا واتردوا واشعلوا وعليكم بلباس ابيكم اسماعيل، واياكم التنعم و زی العجم و تمعدوا واخشوشنوا واخلولقوا۔

(فتح الباری ص ۲۴۰ ج ۱۰، باب لبس الحرير، الخ)

ترجمہ:......اما بعد! اے مسلمانوں! ازار اور چادر کا استعمال رکھو اور جوتے پہنو اور اپنے جد امجد اسماعیل علیہ السلام کے لباس (لنگی اور چادر) کو لازم پکڑو اور اپنے آپ کو عیش پرستی اور عجمیوں کے لباس اور ان کی وضع قطع اور ہیئت سے دور رکھو۔

(۱۲):......بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: عجمیوں کی زبان مت سیکھو، اور مشرکین کے تہواروں کے دن ان کی عبادت گاہوں میں نہ جاؤ، اس لئے کہ ان پر غضب نازل ہوتا ہے۔ (بیہقی۔ موسوعہ فقہیہ ص ۳۶ ج ۱۲)

(۱۳):......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو شخص عجمیوں کے ملک سے گذرے اور ان کا نوروز اور مہرجان منائے، اور ان سے مشابہت اختیار کرے، یہاں تک کہ اسی حال میں مرجائے تو قیامت کے دن اس کو انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (احکام اہل الذمہ ص ۷۲۳ ج ۲۔ موسوعہ فقہیہ ص ۳۶ ج ۱۲)

(۱۴):......ابن حجر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے ایک جماعت دیکھی جن پر سبز چادریں تھیں تو فرمایا: یہ تو گویا خیبر کے یہود ہیں۔

(زاد المعاد ص ۱۴۲ ج ۱۔ احکام اہل الذمہ ص ۷۵۴ ج ۲۔ موسوعہ فقہیہ ص ۳۵ ج ۱۲)

(۱۵):……نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح کی نماز پڑھو، پھر طلوع شمس تک نماز سے رک جاؤ، یہاں تک کہ سورج بلند ہوجائے، اس لئے کہ طلوع کے وقت وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے، اوراس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں، پھر نماز پڑھو، اس لئے کہ نماز میں ملائکہ موجود ہوتے ہیں یہاں تک کہ سایہ نیزہ کے بقدر ٹھہر جائے، پھر نماز سے رک جاؤ، اس لئے کہ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے، پھر جب سایہ آگے بڑھے تو نماز پڑھو، اس لئے کہ نماز میں ملائکہ موجود ہوتے ہیں، یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھ لو، پھر غروب شمس تک نماز سے رک جاؤ، اس لئے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے، اوراس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں۔

(مسلم، باب اسلام عمر و بن عبسة ، باب الاوقات التی نهی عن الصلوة فيها ، کتاب صلوة المسافرين ، رقم الحديث:۸۳۲)

(۱۶):……نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يصلى الرجل مختصرا۔

ترجمہ:……نبی کریم ﷺ نے اس سے ممانعت فرمائی ہے کہ آدمی کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے۔(بخاری، باب الخصر فی الصلوة ، ابواب العمل فی الصلوة ، رقم الحديث:۱۲۲۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات ناپسند تھی کہ نمازی اپنا ہاتھ اپنی کمر پر رکھے، فرماتی تھیں کہ: یہ عمل یہود کرتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے: نماز میں۔اور دوسری روایت میں ہے: ''لا تشبهوا باليهود''۔ یہود کے ساتھ مشابہت نہ اختیار کرو۔

(موسوعہ فقہیہ ص۳۸ ج۱۲)

(۱۷):……نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لا تُواصِلُوا' قالوا : انک تُواصِلُ ؟ قال :

لستُ كَاَحَدٍ منكم ' انی اُطْعَمُ وَاُسْقیٰ ''صوم وصال نہ رکھو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ خود تو رکھتے ہیں؟ فرمایا: میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں، مجھے کھلایا' پلایا جاتا ہے، یا فرمایا: ''انی اَبِیتُ اُطعم و اُسقی ''میں اس حال میں رات گذارتا ہوں کہ مجھے کھلایا' پلایا جاتا ہے۔(بخاری، باب الوِصال ، کتاب الصوم ، رقم الحدیث:۱۹۶۱)

بشیر ابن خصاصیہ کی بیوی لیلی فرماتی ہیں کہ: میں نے دو دنوں کے صوم وصال کا ارادہ کیا تو مجھے حضرت بشیر نے منع کیا اور فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، اور فرمایا ''یفعل ذلک النصاری ' ولکن صوموا کما امرکم الله ' اتموا الصیام الی اللیل فاذا کان اللیل فَاَفْطِرُوا '' یہ فعل نصاری کرتے ہیں، البتہ تم اس طرح روزہ رکھو جس طرح تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے کہ روزہ کو رات تک پورا کرو، پھر جب رات آجائے تو افطار کرلیا کرو۔(مسند احمد ص۲۲۴/۲۲۵ ج ۴، رقم الحدیث:۲۲۳۰۱۔فتح الباری ۲۰۲ ج ۴، طبع السّلفیہ)

(۱۸):......رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ ایسا دن ہے جس کی تعظیم یہود ونصاری کرتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' فاذا کان العام المقبل ان شاء الله صمنا الیوم التاسع''، تب تو آئندہ سال آنے پر ہم انشاءاللہ نویں دن بھی روزہ رکھیں گے۔
(مسلم، باب ایّ یوم یصام فی عاشوراء ، کتاب الصیام ، رقم الحدیث:۱۱۳۴)

(۱۹):......حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا گذر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جو سوار تھے اور باوقار شکل وشباہت والے تھے، آپ نے ان کو مسلمان سمجھا اور سلام کیا، تو آپ کے مصاحبین میں سے ایک شخص نے کہا: اللہ آپ کو درست رکھے، آپ جانتے ہیں یہ کون لوگ ہیں؟ دریافت کیا: یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ بنو تغلب کے عیسائی ہیں، پھر جب آپ

اپنی قیام گاہ آئے تو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ کوئی عیسائی ایسا نہ بچے جو پیشانی کے بال نہ باندھے، اور پالان کی سواری نہ کرے۔(موسوعہ فقہیہ ص۱۴۱ ج۱۲)

(۲۰):......فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان اور جن شرائط پر نصارائے شام کو امن دیا گیا، اس میں تھا کہ:''ولا نتشبه بهم فی شئی من ملابسهم فی قلنسوة ولا عمامة ولا نعلین ولا فرق شعر ''،ہم کسی امر میں مسلمانوں کے ساتھ تشبہ اور مشابہت اختیار نہ کریں گے، نہ لباس میں نہ ٹوپی میں نہ عمامہ میں نہ جوتے میں نہ کسی کے سر کی مانگ میں۔

(اقتضاء الصراط المستقیم ص۵۸۔سیرۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ص۴۱۶ ج۳)

(۲۱):......علامہ ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳) نے اپنی کتاب ''الزواجر عن اقتراب الکبائر''میں محدث مالک بن دینار کی روایت سے ایک نبی کی وحی نقل کی ہے:

''اوحی الله الی نبی من الانبیاء' ان قُل لقومک: لا یدخل مداخل اعدائی' ولا یلبس ملابس اعدائی' ولا یرکب مراکب اعدائی' ولا یطعم مطاعم اعدائی' فیکون اعدائی کما هم اعدائی''۔

یعنی خدا نے انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی (علیہ السلام) کی طرف وحی بھیجی کہ اے نبی! اپنی قوم سے کہہ دو کہ: وہ میرے دشمنوں کے داخل ہونے جگہ سے داخل نہ ہوں، اور میرے دشمنوں کے لباس جیسا لباس نہ پہنیں، اور میرے دشمنوں کی سواریوں پر سوار نہ ہوں، اور میرے دشمنوں کے کھانے جیسا کھانا نہ کھائیں، (یعنی تمہارے اور ان کے درمیان امتیاز ضروری ہے) ورنہ تمہاری قوم بھی اسی طرح میرے دشمنوں کے زمرے میں داخل ہو جائے گی جیسے وہ میرے دشمن ہیں۔

(الزواجر عن اقتراب الکبائر ص۱۱ ج۱۔فتاوی رحیمیہ ص۳۳۱ ج۱۰)

(۲۲)......ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لیس منا من تشبّہ بغیرِنا ، لا تشبّہوا بالیہودِ ولا بالنّصاری ، فانَّ تسلیمَ الیہودِ الاشارۃُ بالاصابعِ ، وتسلیمَ النصاری الاشارۃُ بِالاَکُفِّ۔

(ترمذی، باب ما جاء فی کراھیۃ اشارۃ الید فی السلام ، ابواب الا ستیذان والآداب ، رقم الحدیث:۲۶۹۶)

ترجمہ:......ہم میں سے نہیں جو ہمارے علاوہ کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے، نہ یہود کے ساتھ مشابہت اختیار کرو، نہ نصاری کے ساتھ، پس یہود کے سلام کا طریقہ انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے، اورعیسائیوں کے سلام کا طریقہ ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا ہے۔

تشریح: ......پس ان کا طریقہ اختیار مت کرو، بلکہ اسلامی طریقہ پر سلام کرو، اور وہ زبان سے سلام کرنا اور جواب دینا ہے، پس بے ضرورت اس کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ نہ ملایا جائے۔(تحفۃ الالمعی ص۴۷۶ج۶)

تشبہ اور مماثلت کے چار درجات

حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب مدظلہ اس حدیث کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں:

اس تشبہ اور مماثلت کے چار درجات ہو سکتے ہیں:

دوسری قوموں کے مذہبی شعائر میں مماثلت اختیار کی جائے

(الف)......دوسری قوموں کے مذہبی شعائر میں مماثلت اختیار کی جائے ، جیسے مسلمان صلیب یا زنار پہننے لگیں، یا سکھوں کے جو مخصوص شعائر ہیں ان کو استعمال کریں۔فقہاء نے اسے باعث کفر قرار دیا ہے، مجوسی ایک خاص قسم کی ٹوپی پہنا کرتے تھے،فقہاء نے اس پر کفر

کا حکم لگایا ہے ''ولو وضع علی رأسه قَلنسُوةَ المجوسِ کفر''۔

(الملتقط فی الفتاوی الحنفیہ ص۲۴۵)

اسی طرح فقہاء کے یہاں زنار کے بارے میں بھی صراحت ملتی ہے، ہندوستان میں قشقہ لگانے کا حکم بھی یہی ہے، کیونکہ وہ ہندو بھائیوں کے مذہبی شعائر میں سے ہے۔

غیر مسلم مذہبی تہواروں میں شرکت

(ب)......غیر مسلم مذہبی تہواروں میں شرکت: یہ اگر یوں ہی ہو یا اس کا مقصد اپنے گمان کے مطابق رواداری ہو، تو حرام ہے۔ اور اگر ان کے مذہبی معتقدات اور افعال پر خوشنودی ورضامندی کا اظہار اور تائید وتحسین مقصود ہو تو کفر ہے'' انما الرضا بالکفر مستحسنا کفر''۔(الملتقط فی الفتاوی الحنفیہ ص۲۴۵)

کیونکہ آدمی جس مذہب پر عقیدہ نہ رکھتا ہو اور اپنے عقیدہ کے مطابق اس کو نا درست خیال کرتا ہو اس میں شرکت اور اس پر رضامندی وخوشنودی کا اظہار کھلی ہوئی دوعملی اور نفاق کی بات ہے، اس لئے اسلام نہ مسلمانوں کے لئے اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ ایسا منافقانہ رویہ اختیار کریں، اور نہ غیر مسلموں سے خواہش کرتا ہے کہ وہ اسلامی شعائر کو اختیار کریں اور مسلمانوں کے مذہبی تہواروں میں شریک ہوں۔

تہذیبی تشبہ

(ج)......تیسرا درجہ تہذیبی تشبہ کا ہے، یعنی ایسی وضع قطع اور لباس جو کسی خاص قوم کی شناخت بن گئی ہو اور اس کا مذہب سے تعلق نہ ہو کو اختیار کرنا، جیسے ہندوستان میں دھوتی، کہ اس کا مذہب سے تعلق نہیں، لیکن یہ ہندو بھائیوں کی پہچان سی بن گئی ہے، اگر کسی کو دھوتی میں ملبوس دیکھا جائے تو ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ وہ ہندو ہے، ایسی مشابہت اور مماثلت

اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے۔علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔
(دیکھئے!: اقتضاء الصراط المستقیم ص۹۴ ج۱)

لیکن تشبہ کی اس جہت میں تبدیلی آتی رہتی ہے، کیونکہ اگر کوئی وضع ایک عہد میں کسی قوم کی پہچان بن گئی ہو اور بعد کو اس کا استعمال عام ہو جائے اور وہ کسی خاص مذہبی گروہ کی شناخت باقی نہ رہ جائے تو پھر تشبہ کی کیفیت ختم ہو جائے گی، اور اس کا استعمال جواز کی حد میں آ جائے گا۔حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے کوٹ‘ پینٹ کے بارے میں (امداد الفتاوی ص ۲۶۸ ج۴، سوال نمبر ۳۴۵) اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ نے ساڑی کے متعلق یہی لکھا ہے۔(کفایت المفتی ص۱۶۱ ج۹)

انتظام وانصرام سے متعلق امور میں تشبہ

(د)......جو ملبوسات‘ وضع قطع اور تقریبات کسی خاص مذہبی گروہ کی پہچان نہیں ہیں، یا انتظام وانصرام سے متعلق امور جیسے دفتری نظم ونسق‘ تجارتی طور وطریق وغیرہ، ان میں غیر مسلم بھائیوں کے طریقۂ کار سے استفادہ کرنے میں کچھ حرج نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حساب وکتاب کے نظام میں روم وایران کے طریقوں سے استفادہ کیا تھا۔(الفاروق مکمل: ۱۲۰/۲) آپ ﷺ نے غزوۂ احزاب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر اہل فارس کے طریقہ پر خندق کھدوائی تھی۔(البدایہ والنہایہ ص۹۵ ج۴)

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ ایسے امور میں غیر مسلم بھائیوں کے تجربات سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔(راہ عمل، حقائق اور غلط فہمیاں ص۱۲۷ ج۱، طبع زمزم کراچی)

مشابہت پر ایک قابل رشک واقعہ

شارح مشکوۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ’’مرقاۃ‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کوغرق کیا تو اس مسخرے کوڈوبنے سے بچالیا جوفرعون اور اس کی قوم کوحضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح لباس پہن کرآپ کی بات اور مقالات بیان کرکے ہنساتا تھا، جب یہ ڈوبنے سے بچ گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے تضرع سے التجا کی کہ اے اللہ! یہ تو مجھے اورلوگوں سے زیادہ تکلیف پہنچاتا تھا اس کوآپ نے بچالیا،تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”ما اغرقناه لانه كان لابسا مثل لباسک ، والحبيب لا يعذب من كان على صورة الحبيب“

میں نے اس کواس لئے بچالیا کہ اس کالباس تیرے لباس کی طرح تھااور حبیب اس کو عذاب نہیں دیتا جوحبیب کی مشابہت اورصورت اختیار کرے۔

ملاعلی قاری رحمہ اللہ اس واقعہ کونقل کرکےتحریرفرماتے ہیں:غورکرنے کا مقام ہے جو آدمی اہل حق کی مشابہت باطل قصد سے کرے اس کی بھی نجات ظاہری ہوجائے جوبعض مرتبہ نجات باطنی کا بھی ذریعہ بن جاتی ہے،پس جوشخص حضرات انبیاءاوراولیاءکی مشابہت تعظیم وتشریف کے قصد سے کرے گا اس کا کیا پوچھنا؟

(مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح ،ص۲۵۵ ج۸،طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

خاتمہ: تشبہ کے احکام، تلخیص از: ''فقہیہ موسوعہ''

''موسوعہ فقہیہ'' جلد۱۲ر میں تشبہ پر اچھی بحث نظر سے گذری، تو مناسب لگا کہ اس کی تلخیص رسالہ کے آخر میں خاتمہ کے عنوان سے شامل کردوں۔

تشبہ کی تعریف

لغت کے اعتبار سے ''تشبُّہ 'تشبَّہ '' کا مصدر ہے، کہا جاتا ہے: '' تشبه فلان بفلان '' (فلاں شخص نے فلاں سے تشبہ اختیار کیا) جب وہ بہ تکلف اس کے مثل ہونا چاہے۔

اور دو چیزوں کے درمیان تشبہ یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان کسی وصف میں اشتراک پایا جائے، اور اسی سے ہے ''اشبــه الـولـد ابـاه '' (بیٹا اپنے باپ کے مشابہ ہوا) جب بیٹا باپ کی صفات میں سے کسی صفت میں اس کا شریک ہو۔

تشبہ کے متعلق احکام......لباس میں کافروں سے تشبہ اختیار کرنا

جو لباس کفار کا شعار ہے جس کے ذریعہ وہ مسلمانوں سے ممتاز ہوتے ہیں اس کو استعمال کرکے تشبہ اختیار کرنے والے کو احکام دنیا کے اعتبار سے کافر قرار دیا جائے گا، چنانچہ جو شخص اپنے سر پر مجوسیوں کی ٹوپی رکھے اس کی تکفیر کی جائے گی، الا یہ کہ اس نے اکراہ کی ضرورت سے یا گرمی یا ٹھنڈک دور کرنے کے لئے اس کا استعمال کیا ہو۔

اسی طرح عیسائیوں کے زنار پہننے والے کو بھی کافر قرار دیا جائے گا، الا یہ کہ یہ عمل جنگ میں دھوکہ دینے یا مسلمانوں کے لئے دشمنوں کے احوال معلوم کرنے وغیرہ کی غرض سے کرے۔ چنانچہ قیدیوں کو چھٹکارا دلانے کے مقصد سے دار الحرب میں داخل ہونے کے لئے زنار باندھا ہے تو اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

کفار کے مخصوص لباس میں تشبہ اختیار کرنے پر کفر کے حکم کی شرائط

فقہاء کفار کے مخصوص لباس میں تشبہ اختیار کرنے والے کے کفر کو چند قیود سے مقید کرتے ہیں:

(۱)...... یہ عمل بلا د اسلام میں کرے۔ دارالحرب میں احتمال ہے کہ اسے دوسرا لباس نہ مل سکا ہو، یا اسے اس پر مجبور کیا گیا ہو۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلمان دارالحرب یا دارالکفر میں ہوتو وہ ظاہری ہیئت میں کفار کی مخالفت پر مامور نہ ہوگا، کیونکہ اس میں اس کو ضرر ہے، بلکہ کبھی کبھی آدمی کے لئے ظاہری ہیئت میں ان کا شریک ہونا مستحب یا واجب ہوگا جبکہ اس میں کوئی دینی مصلحت ہو، جیسے ان کو دین کی دعوت دینا، اور مسلمانوں کو باخبر کرنے کے لئے ان کے پوشیدہ امور پر مطلع ہونا، یا مسلمانوں سے ان کے ضرر کو دفع کرنا، اسی طرح دوسرے اچھے مقاصد۔

(۲)......مشابہت اختیار کرنا بلاضرورت ہو، (ضروت کی مثالیں اوپر گذر چکی ہے)۔

(۳)......کافروں کے ساتھ مخصوص چیز میں مشابہت اختیا کی جائے، جیسے عیسائی کا ہیٹ اور یہودی کا کیپ (ٹوپی)۔

(۴)......مشابہت اختیار کرنا ایسے وقت میں ہو جب متعین لباس کفار کا شعار ہو۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ: انہوں نے ایک جماعت دیکھی جن پر سبز چادریں تھیں، تو فرمایا: یہ تو گویا خیبر کے یہود ہیں۔ اس واقعہ سے استدلال اس وقت ہوگا جب یہ ان کا شعار ہو، اور یہ بعد میں ختم ہو چکا، اس لئے مباح ہے۔

(۵)......مشابہت اختیار کرنا کفر کی طرف میلان کی وجہ سے ہو۔ چنانچہ کوئی تمسخر کے طور پر مشابہت اختیار کرے تو فاسق ہوگا' کافر نہیں (یہ مالکیہ کا مسلک ہے)۔

(۶)......غیر مذموم چیز میں مشابہت اختیار کرنے، نیز جن چیزوں میں تشبہ مقصود نہ ہوانہیں اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ہشام کہتے ہیں: میں نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو میخوں کے ذریعہ جوڑے ہوئے جوتے پہنے دیکھا تو پوچھا: کیا آپ کی رائے میں اس لوہے میں کوئی حرج ہے؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: سفیان اور ثور بن یزید (رحمہما اللہ) تو اسے مکروہ سمجھتے ہیں، اس لئے کہ اس میں راہبوں کی مشابہت پائی جاتی ہے؟ فرمایا: نبی کریم ﷺ بالوں والے جوتے پہنتے تھے اور یہ بھی راہبوں کا پہناوا ہے۔

کفار کے تہواروں میں مشابہت اختیار کرنا

کفار کے تہواروں میں مشابہت اختیار کرنا ناجائز ہے، (پھر آیت اور حدیث دلیل میں پیش کی ہے)

اور اس لئے بھی کہ تہوار' قبلہ' نماز اور روزوں ہی کی طرح منجملہ شریعت' منہج اور ان کے مناسک کے ہے جن کے بارے میں ارشاد باری ہے:

﴿لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ﴾۔(سورۂ حج آیت نمبر:۶۷)

ترجمہ:......ہم نے ہر امت کے واسطے ایک طریقہ (ذبح وعبادت کا) مقرر کر رکھا ہے کہ وہ اس پر چلنے والے ہیں۔

لہذا تہوار میں ان کے ساتھ شریک ہونے اور تمام مناہج میں ان کے ساتھ شریک ہونے میں کوئی فرق نہیں، اس لئے پورے تہوار میں موافقت اختیار کرنا کفر میں موافقت کرنا ہے، اور اس کی کچھ فروع میں موافقت کرنا کفر کے بعض شعبوں میں موافقت کرنا ہے، بلکہ تہوار شریعتوں کے مخصوص ترین امتیازات اور ان کے نمایاں ترین شعائر میں سے ہوتے

ہیں، لہذا ان میں موافقت کرنا شرائع کفر کی مخصوص ترین شعاروں میں موافقت کرنا ہے۔

قاضی خاں فرماتے ہیں: کوئی شخص نوروز کے دن کوئی ایسی چیز خریدے جسے وہ اس دن کے علاوہ کسی اور دن میں نہیں خریدتا تھا' تو اگر اس کا مقصد کافروں کی طرح اس دن کی تعظیم کرنا ہے تو کفر ہوگا، اور اگر یہ عمل اسراف وتنعم کے لئے کیا ہے تو کفر نہ ہوگا۔

اور اگر نوروز کے موقع پر کسی کو کچھ ہدیہ دے اور اس دن کی عظمت کا ارادہ نہ ہو تو کفر نہیں۔اور چاہئے کہ اس دن کوئی ایسا عمل نہ کرے جو اس دن سے پہلے یا بعد میں نہ کرتا ہو، اور کافروں سے مشابہت اختیار کرنے سے احتراز کرے۔

مالکیہ میں سے ابن القاسم رحمہ اللہ نے مسلمانوں کے لئے یہ مکروہ قرار دیا ہے کہ وہ عیسائی کے تہوار کے موقع پر بدلہ میں اسے ہدیہ پیش کریں، اور انہوں نے اس کو اس کے تہوار کی تعظیم اور اس کے کفر میں اس کی معاونت گردانا ہے۔

اور جس طرح تہواروں میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا ناجائز ہے اسی طرح ان میں ان کی مشابہت اختیار کرنے والے مسلمان کی مدد نہیں کی جائے گی، بلکہ اسے اس سے روکا جائے گا۔

چنانچہ جو شخص ان کے تہواروں میں خلاف عادت دعوت کرے اس کی دعوت قبول نہیں کی جائے گی، اور مسلمانوں میں سے جو شخص ان تہواروں میں کوئی ایسا ہدیہ پیش کرے جو اس تہوار کے علاوہ بقیہ اوقات میں عادت کے برخلاف ہو تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا، جیسے کرمس ڈے کے موقع پر شمع وغیرہ ہدیہ کرنا۔

ہاں کفار اپنے تہواروں کے موقع پر بازاروں میں جو چیزیں بیچتے ہیں تو ان میں جانے میں کوئی حرج نہیں۔

عبادات میں کفار سے مشابہت اختیار کرنا

عبادات میں کفار سے مشابہت اختیار کرنا فی الجملہ مکروہ ہے۔اس کی مثالیں یہ ہیں:

(۱)......آپ ﷺ نے کراہت کے اوقات میں نماز کی ممانعت فرمائی۔(دیکھئے!ص:۱۰۸)

(۲)......نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت۔(دیکھئے!ص:۱۰۹)

(۳)......صوم وصال۔(دیکھئے!ص:۱۰۹)

(۴)......صرف یوم عاشورہ کا روزہ رکھنا۔(دیکھئے!ص:۱۱۰)

فساق سے مشابہت اختیار کرنا

قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر اہل فسق اور بے حیا لوگوں کا کوئی مخصوص لباس ہوتو دوسروں کو اس کے پہننے سے روک دیا جائے گا، اس لئے کہ اس کو نہ پہچاننے والا اسے بھی انہیں لوگوں میں سمجھے گا، اور اس کے ساتھ بدگمانی کرے گا، تو بدگمانی کرنے والا بھی گنہگار ہوگا اور بدگمانی پر معاونت کی وجہ سے وہ شخص بھی جس سے بدگمانی کی جارہی ہے۔

مردوں کا عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا نیز اس کے برعکس ہونا

جمہور فقہاء عورتوں کی مردوں سے اور مردوں کی عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اور مشابہت لباس، حرکات وسکنات نیز اعضاء اور آواز میں تصنع اختیار کرنے سے ہوتی ہے۔

اس کی مثال مردوں کا عورتوں سے مخصوص لباس اور زیب وزینت میں مشابہت اختیار کرنا ہے، مثلا: اوڑھنی، ہار، گلوبند، کنگن، پازیب اور بالی جیسی چیزیں پہننا جن کا پہننا مردوں کے لئے درست نہیں ہے۔ اسی طرح عورتوں کے مخصوص افعال میں ان کی مشابہت اختیار

کرنا، جیسے بدن میں لچک پیدا کرنا اور بات چیت اور چال میں زنانہ پن اختیار کرنا۔

اسی طرح عورتوں کا لباس' چال ڈھال' آواز بلند کرنے یا اسی طرح کی چیزوں میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنا۔

اور لباس کی ہیئت ہر شہر کے عرف کے اختلاف سے کبھی کبھی بدل جاتی ہے، چنانچہ کبھی عورتوں کی ہیئت مردوں کی ہیئت سے الگ نہیں ہوتی ہے، البتہ پردہ اور حجاب سے وہ ممتاز ہوجاتی ہیں۔

اسنوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: تشبہ کے حرام ہونے کے لئے دونوں صنفوں کے لباس اور ہیئت کے بارے میں اعتبار ہر علاقہ کے عرف کا ہوگا۔

بات چیت اور چال میں مشابہت اختیار کرنے کی مذمت اس شخص تک محدود ہے جو دانستہ ایسا کررہا ہو، اور جس کی اصل خلقت میں ایسا ہوا سے بہ تکلف اس کے ترک کرنے اور بتدریج اس پر دوام اختیار کرنے کا حکم دیا جائے گا، اور اگر وہ ایسا نہ کرے اور اسی پر مصر رہے تو مذمت اس کو لاحق ہوجائے گی، خاص طور سے اس وقت جب اس کی طرف سے اس فعل پر رضامندی ظاہر کرنے والی کسی چیز کا اظہار ہو۔

اسی کے ساتھ دوسرے منکرات ہی کی طرح مشابہت پر طاقت سے اور اگر عاجز ہو تو انجام پر اطمینان کے ساتھ زبان سے، اور اس سے عاجز ہو تو دل سے نکیر کرنا واجب ہے۔

اسی طرح شوہر پر واجب ہے کہ اپنی بیوی کو لباس اور چال ڈھال وغیرہ میں مردوں سے مشابہت میں ڈالنے والی چیزوں سے روکے۔ (موسوعہ فقہیہ' از: ص ۳۴ تا ۱۴ ج ۱۲)

توہین انبیاء اور اس کی سزا

اس رسالہ میں: حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرنے والوں اور ان کی توہین کرنے والوں کے چند واقعات اور گستاخی کرنے والوں کے لئے شرعا کیا حکم ہے؟ اس مختصر رسالہ میں اس کی تشریح وتفصیل بیان کی گئی ہے۔موضوع کے متعلق بہت مفید اور قابل مطالعہ رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلیشرز، کراچی

مقدمہ

حضرات انبیاءکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مناقب وفضائل

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين ، والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين

اما بعد !

حضرات انبیاءکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان

حضرات انبیاءکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حق تعالیٰ کے پاک اور برگزیدہ بندے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔نبوت کوئی اکتسابی چیز نہیں جو مجاہدہ اور ریاضت سے حاصل ہو، یا کسی خاص قابلیت اور استعداد حاصل ہو جانے سے نبی ہو جاتا ہو، نبوت حق تعالیٰ شانہ کی خلافت اور نیابت ہے، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان سفارت ہے۔ یہ محض موہبت خداوندی اور عطیہ الٰہی ہے، وہ جس کو چاہتے ہیں خلعت نبوت سے سرفراز فرماتے ہیں: ﴿يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاءُ﴾۔

ترجمہ:......خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت، فضل کے ساتھ جس کو چاہیں۔

(پارہ:۳۔سورۂ آل عمران،آیت نمبر:۷۴)

﴿اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلَا ئِكَةِ رُسُلاً وَّمِنَ النَّاسِ﴾۔

ترجمہ:......اللہ تعالیٰ (کو اختیار ہے رسالت کے لئے جس کو چاہتا ہے) منتخب کر لیتا ہے فرشتوں میں سے (جن فرشتوں کو چاہے) احکام پہنچانے والے اور (اس طرح) آدمیوں میں سے۔(پارہ:۱۷۔سورۂ حج،آیت نمبر ۷۵)

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے معصوم تھے۔حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی عصمت اور نزاہت کا اعتقاد جزء ایمان ہے۔اگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام معصوم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ مطلقًا اور بے چون و چرا ان کی اطاعت اور متابعت کا حکم نہ دیتے، اور نہ ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتے، اور نہ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنا قرار دیتے۔

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾۔(پارہ:۵۔سورۂ نساء، آیت نمبر:۸۰)

ترجمہ:......جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ﴾۔

ترجمہ:......تحقیق جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔

(پارہ:۲۶۔سورۂ آل فتح، آیت نمبر:۱۰)

معصوم وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا مصطفیٰ اور مرتضیٰ یعنی اخلاق اور عادات اور افعال اور ملکات اور تمام احوال میں من کل الوجوہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ ہو، اور اس کا باطن مادہ معصیت سے بالکلیہ پاک ہو، یعنی مادۂ شیطانی اور نفسانی سے اس کا قلب بالکلیہ پاک اور منزہ ہو۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے اگر کوئی لغزش بطریق سہو ونسیان صادر ہوتی ہے تو وہ باہر سے آتی ہے، اندر سے نہیں ہوتی، جیسے گرم پانی کی حرارت تو وہ خارجی اثر سے آتی ہے، پانی میں گرم مادہ کا نام ونشان نہیں۔ پانی کی طبیعت میں سوائے ٹھنڈک کے کچھ نہیں، یہی وجہ ہے کہ پانی کتنا ہی گرم ہو اگر آگ پر ڈال دیا جائے تو آگ فورا بجھ

جائے گی۔اسی طرح حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا باطن مادۂ معصیت سے بالکلیہ پاک ہوتا ہے، البتہ خارجی اثر سے کبھی اگر کوئی لغزش ان سے ہوجائے تو وہ محض صورت کے اعتبار سے معصیت ہوتی ہے، حقیقت کے اعتبار سے اطاعت ہوتی ہے، بلکہ

ع ایں خطا از صد صواب اولی ترست

کا مصداق ہوتی ہے۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اپنے منصب نبوت سے کبھی معزول نہیں ہوتے ،اس لئے کہ حق تعالی علیم وخبیر ہیں، کبھی ایسے شخص کو منصب نبوت پر فائز نہیں فرماتے کہ جو آئندہ چل کر لائق معزولی ہو۔

ہاں یہ ممکن ہے کہ نبی اپنے منصب نبوت پر فائز رہتے ہوئے ان سے اس کے منصب کی خدمت نہ لی جائے ، بلکہ کوئی دوسری خدمت لی جائے ، جیسے نزول کے بعد حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام منصب نبوت کے ساتھ موصوف ہوں گے ، مگر ان سے امت محمدیہ کی نصرت اور دجال سے حفاظت کی خدمت لی جائے گی ۔حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نزول کے بعد نبی ہوں گے مگر شریعت محمدیہ کے تابع ہوں گے اور کتاب وسنت کی متابعت کریں گے، انجیل کی متابعت نہیں کریں گے، اس لئے کہ انجیل منسوخ ہوچکی ہے۔

نبوت کی عظمت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا میں سب سے پہلا کفر نبی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کرنے کو قرار دیا، شیطان اللہ تعالی کی توحید اور ربوبیت کا منکر نہیں تھا، ﴿ رَبِّ بِمَا اَغْوَيْتَنِیْ ﴾ کہہ کر عرض ومعروض کرتا رہا، مگر نبی کے سامنے جھکنے سے انکار پر ملعون ومردود ہوا۔

(تلخیص ’’عقائد الاسلام‘‘ ص ۹۰ / ۱۰۰۔از: حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ)

حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے فضائل میں قرآن کی چند آیتیں

(۱):......﴿اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ﴾۔

ترجمہ:......اللہ تعالی نے آدم ،نوح، ابراہیم کے خاندان ، اور عمران کے خاندان کو چن کر تمام جہانوں پر فضیلت دی تھی۔(پارہ:۳،سورۂ ال عمران،سورۃ نمبر:۳،آیت نمبر:۳۳)

(۲):......﴿وَجِيۡهًا فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ، وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الۡمَهۡدِ وَكَهۡلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ﴾۔(پارہ:۳،سورۂ ال عمران،سورۃ نمبر:۳،آیت نمبر:۴۵)

ترجمہ:...... (حضرت عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام) جو دنیا اور آخرت دونوں میں صاحب وجاہت ہوگا، اور (اللہ تعالی کے) مقرب بندوں میں سے ہوگا۔ اور وہ گہوارے میں بھی لوگوں سے بات کرے گا اور بڑی عمر میں بھی، اور راست باز لوگوں میں سے ہوگا۔

(۳):......﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِيۡمَ خَلِيۡلًا﴾۔(پارہ:۵،سورۂ نساء،سورۃ نمبر:۴،آیت نمبر:۱۲۵)

ترجمہ:......اور (یہ معلوم ہی ہے کہ) اللہ تعالی نے ابراہیم کو اپنا خاص دوست بنالیا تھا۔

(۴):......﴿وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا﴾۔(پارہ:۶،سورۂ نساء،سورۃ نمبر:۴،آیت نمبر:۱۶۴)

ترجمہ:......اور موسٰی سے تو اللہ تعالی براہ راست ہم کلام ہوئے۔

(۵):......﴿اِنَّمَا الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلۡقٰهَاۤ اِلٰى مَرۡيَمَ وَرُوۡحٌ مِّنۡهُ﴾۔(پارہ:۶،سورۂ نساء،سورۃ نمبر:۴،آیت نمبر:۱۷۱)

ترجمہ:......مسیح عیسٰی ابن مریم تو محض اللہ تعالی کے رسول تھے، اور اللہ تعالی کا ایک کلمہ تھا جو اس نے مریم تک پہنچایا، اور ایک روح تھی جو اسی کی طرف سے (پیدا ہوئی) تھی۔

(۶):......﴿كُلًّا هَدَيۡنَا﴾ ، ﴿كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ﴾ ، ﴿وَكُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ﴾۔

(پارہ:۷،سورۂ انعام،سورۃ نمبر:۶،آیت نمبر:۸۴/۸۵/۸۶)

ترجمہ:...... ہرایک کو ہم نے ہدایت دی۔ یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔اوران سب کو ہم نے دنیا جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی۔

(۷):......﴿قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِکَلَامِیْ﴾۔

(پارہ:۹،سورۂ اعراف،سورۃ نمبر:۷،آیت نمبر:۱۴۴)

ترجمہ:......فرمایا: اے موسیٰ! میں نے اپنے پیغام دے کر اور تم سے ہم کلام ہو کر تمہیں تمام انسانوں پر فوقیت دی ہے۔

(۸):......﴿اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ﴾۔(پارہ:۱۱،سورۂ توبہ،سورۃ نمبر:۹،آیت نمبر:۱۱۴)

ترجمہ:......حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم بڑی آہیں بھرنے والے، بڑے بردبار تھے۔

(۹):......﴿لَعَمْرُکَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ﴾۔

(پارہ:۱۴،سورۂ حجر،سورۃ نمبر:۱۵،آیت نمبر:۷۲)

ترجمہ:......(اے پیغمبر!) تمہاری زندگی کی قسم! حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی بدمستی میں اندھے بنے ہوئے تھے۔

(۱۰):......﴿اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا﴾۔

(پارہ:۱۴،سورۂ نحل،سورۃ نمبر:۱۶،آیت نمبر:۱۲۰)

ترجمہ:...... بیشک ابراہیم ایسے پیشوا تھے جنہوں نے ہر طرف سے یکسو ہو کر اللہ کی فرماں برداری اختیار کرلی تھی۔

(۱۱):......﴿وَاٰتَیْنٰهُ الْحُکْمَ صَبِیًّا ، وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا ط وَ زَکٰوةً ط وَکَانَ تَقِیًّا، وَ بَرًّا م بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ یَکُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ، وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَ یَوْمَ یَمُوْتُ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا﴾۔

(پارہ:۱۶،سورۂ مریم،سورۃ نمبر:۱۹،آیت نمبر:۱۲/۱۵)

ترجمہ:……اور ہم نے بچپن ہی میں ان کو دانائی بھی عطا کردی تھی۔اور خاص اپنے پاس سے نرم دلی اور پاکیزگی بھی۔اور وہ بڑے پرہیزگار تھے۔اوراپنے والدین کے خدمت گذار!نہ وہ سرکش تھے،نہ نافرمان۔اور(اللہ تعالی کی طرف سے)سلام ہےان پراس دن بھی جس روز وہ پیدا ہوئے ،اس دن بھی جس روز انہیں موت آئے گی ،اوراس دن بھی جس روز انہیں زندہ کرکے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

(۱۲):……﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى ز اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّ كَانَ رَسُوْلًا نَبِيًّا﴾۔

(پارہ:۱۶،سورۂ مریم،سورۃ نمبر:۱۹،آیت نمبر:۵۱)

ترجمہ:……اوراس کتاب میں موسی کا بھی تذکرہ کرو۔بیشک وہ اللہ تعالی کے چنے ہوئے بندے تھے،اوررسول اور نبی تھے۔

(۱۳):……﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ز اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَبِيًّا﴾۔(پارہ:۱۶،سورۂ مریم،سورۃ نمبر:۱۹،آیت نمبر:۵۴)

ترجمہ:……اوراس کتاب میں اسمٰعیل کا بھی تذکرہ کرو۔بیشک وہ وعدے کے سچے تھے،اور رسول اور نبی تھے۔

(۱۴):……﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ز اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا ، وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾

(پارہ:۱۶،سورۂ مریم،سورۃ نمبر:۱۹،آیت نمبر:۵۷)

ترجمہ:……اوراس کتاب میں ادریس کا بھی تذکرہ کرو۔بیشک وہ سچائی کے خوگر نبی تھے۔اور ہم نے انہیں رفعت دےکرایک بلند مقام تک پہنچادیا تھا۔

(۱۵):……﴿ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى﴾۔

(پارہ:۱۶،سورۂ طہ،سورۃ نمبر:۲۰،آیت نمبر:۱۲۲)

ترجمہ:...... پھران کے رب نے انہیں چن لیا، چنانچہ ان کی توبہ قبول فرمائی، اور انہیں ہدایت عطا فرمائی۔

(۱۶):......﴿ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴾۔

(پارہ:۱۷،سورۂ انبیاء،سورۃ نمبر:۲۱،آیت نمبر:۱۰۷)

ترجمہ:......اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(۱۷):......﴿اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ اَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ﴾۔

(پارہ:۲۱،سورۂ احزاب،سورۃ نمبر:۳۳،آیت نمبر:۶)

ترجمہ:......ایمان والوں کے لئے یہ نبی ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ قریب تر ہیں،اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

(۱۸):......﴿یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ، وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیۡرًا﴾۔(پارہ:۲۲،سورۂ احزاب،سورۃ نمبر:۳۳،آیت نمبر:۴۵/۴۶)

ترجمہ:......اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں ایسا بنا کر بھیجا ہے کہ تم گواہی دینے والے،خوشخبری سنانے والے اور خبردار کرنے والے ہو۔اور اللہ تعالی کے حکم سے لوگوں کو اللہ تعالی کی طرف بلانے والے،اور روشنی پھیلانے والے چراغ ہو۔

(۱۹):......﴿اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ﴾۔

(پارہ:۲۲،سورۂ احزاب،سورۃ نمبر:۳۳،آیت نمبر:۵۶)

ترجمہ:...... بیشک اللہ تعالی اوراس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔

(۲۰):......﴿یٰسٓ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ﴾۔(پارہ:۲۲،سورۂ یٰس ،سورۃ نمبر:۳۶،آیت نمبر:۱/۲)

ترجمہ:......حکمت بھرے قرآن کی قسم۔

تفسیر:......علامہ الماوردی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں میرے سات (۷) اسماء رکھے ہیں: محمد، احمد، طہٰ، یٰسٓ، المزمل، المدثر، عبداللہ۔ نیز علامہ الماوردی رحمہ اللہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ: یٰسٓ کا معنی ہے: یا محمد، اوراس قول کو محمد بن الحنفیہ سے روایت کیا ہے۔

(النکت والعیون ص۵ ج۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے یٰسٓ سے یا سید کا ارادہ فرمایا ہے، اوراس میں نبی کریم ﷺ سے خطاب ہے۔ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: اس کا معنی ہے: یا انسان، اور اس سے سیدنا محمد ﷺ کا ارادہ فرمایا ہے۔ ''الزجاج'' نے کہا: اس کا معنی یا محمد ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن ص۷، جزء۱۵، مطبوعہ: دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ۔تبیان القرآن ص۱۴۷ ج۹)

(۲۱):......﴿ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴾۔(پارہ:۲۳، سورۃ الصٰفٰت، سورۃ نمبر:۳۷، آیت نمبر:۱۰۱)

ترجمہ:...... چنانچہ ہم نے انہیں ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری دی۔

(۲۲):......﴿ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴾۔(پارہ:۲۳، سورۃ الصٰفٰت، سورۃ نمبر:۳۷، آیت نمبر:۱۰۹)

ترجمہ:......سلام ہو ابراہیم پر۔

(۲۳):......﴿ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾۔

(پارہ:۲۳، سورۃ الصٰفٰت، سورۃ نمبر:۳۷، آیت نمبر:۱۱۱)

ترجمہ:...... یقیناً وہ ہمارے مؤمن بندوں میں سے تھے۔

(۲۴):......﴿ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴾۔(پارہ:۲۳، سورۂ ص، سورۃ نمبر:۳۸، آیت نمبر:۱۷)

ترجمہ:......وہ بیشک اللہ تعالیٰ سے بہت لَو لگائے ہوئے تھے۔

(۲۵):......﴿فَغَفَرْنَا لَهُ ذٰلِكَ﴾۔(پارہ:۲۳،سورۂص،سورۃ نمبر:۳۸،آیت نمبر:۲۵)

ترجمہ:......چنانچہ ہم نے اس معاملے میں انہیں معافی دے دی۔

(۲۶):......﴿فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ﴾۔(پارہ:۲۳،سورۂص،سورۃ نمبر:۳۸،آیت نمبر:۳۶)

ترجمہ:......چنانچہ ہم نے ہوا کو ان کے قابو میں کردیا۔

(۲۷):......﴿وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ﴾۔

(پارہ:۲۳،سورۂص،سورۃ نمبر:۳۸،آیت نمبر:۴۷)

ترجمہ:......اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے نزدیک وہ چنے ہوئے بہترین لوگوں میں سے تھے

(۲۸):......﴿مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ، وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ، وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾۔(پارہ:۲۹،سورۂقلم،سورۃ نمبر:۶۸،آیت نمبر:۲/۱/۳)

ترجمہ:......اپنے پروردگار کے فضل سے تم دیوانے نہیں ہو۔اور یقین جانو تمہارے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

(۲۹):......﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾۔

(پارہ:۳۰،سورۂضحیٰ،سورۃ نمبر:۹۳،آیت نمبر:۵)

ترجمہ:......اور یقین جانو کہ عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اتنا دیں گے کہ تم خوش ہوجاؤ گے،

(۳۰):......﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾۔(پارہ:۳۰،سورۂالم نشرح،سورۃ نمبر:۹۴،آیت نمبر:۴)

ترجمہ:......اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارے تذکرے کو اونچا مقام عطا کردیا ہے۔

(۳۱):......﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾۔(پارہ:۳۰،سورۃ نمبر:۱۰۸،آیت نمبر:۱)

ترجمہ:......(اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کردی ہے۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے فضائل میں چنداحادیث

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بے شمار فضائل بیان فرمائے گئے ہیں، حدیث شریف میں ہے:

(۱):......الانبیاء تَنام اعینهم و لا تنام قلوبهم۔

(بخاری، باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تَنام عینه ولا ینام قلبه ، کتاب المناقب ، رقم الحدیث:۳۵۷۰)

ترجمہ:......حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی آنکھیں سوتی ہیں اوران کے قلوب (دل)نہیں سوتے۔

(۲):......انه لم یُقْبض نبی قط حتی یری مقعده من الجنة ثم یُخیّر۔

(بخاری، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و وفاته ، کتاب المغازی ، رقم الحدیث:۴۴۳۷)

ترجمہ:......کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لے، پھراس کواختیار دیا جاتا ہے۔

(۳):......ان اللہ عز وجل حرّم علی الارض أجساد الانبیاء ۔

(ابوداوَد، باب تفریع ابواب الجمعة ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۰۴۷۔باب فی الاستغفار ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۵۳۱۔نسائی، اکثار الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۱۳۷۳۔ابن ماجہ، باب فی فضل الجمعة ، کتاب اقامة الصلوة والسنة فیها ، رقم الحدیث:۱۰۸۵)

ترجمہ:......اللہ تعالیٰ نے زمین پرحرام فرمادیا کہ:وہ کسی نبی کےجسم کوکھائے۔

(۴):......فنبِیُّ اللہ حی یُرزق۔

ترجمہ:......اللہ کے نبی (قبر میں) زندہ ہیں،انہیں روزی دی جاتی ہے۔

(ابن ماجہ، باب ذکروفاته و دفنه صلی الله علیهم وسلم ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۶۳۷)

(۵):......الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون۔

(مجمع الزوائدص۲۷۶ج۸، باب ذکر الانبیاء صلی الله علیهم و سلم ، کتاب فیه ذکر الانبیاء ، رقم الحدیث:۱۳۸۱۲)

ترجمہ:......حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام (اپنی) قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(۶):......الانبیاء کلهم یدخلون الجنة قبل اغنیائهم باربعین عاما۔

(مجمع الزوائدص۳۳۳ج۱۰، باب فضل الفقراء ، کتاب الزهد ، رقم الحدیث:۱۷۹۰۳)

ترجمہ:......حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اپنے مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

(۷):......النبی فی الجنة ، الخ۔

(مجمع الزوائدص۴۱۰ج۴، باب حق الزوج علی المرأة ، کتاب النکاح ، رقم الحدیث:۷۶۶۲)

ترجمہ:...... نبی جنتی ہیں۔

(۸):......النبیون والمرسلون سادة اهل الجنة ، الخ۔

(کنز العمال ، ذکر اهل الجنة و مراتبهم و فیه ذکر اولاد المشرکین ، رقم الحدیث:۳۹۳۲۰)

ترجمہ:......حضرات انبیاء کرام اوررسل عظام علیہم الصلوۃ والسلام جنتیوں کے سردار ہیں۔

(۹):......اذا اراد الله تعالی ان یبعث نبیا نظر الی خیر اهل الارض قبیلة فبعث خیرها رجلا ۔

ترجمہ:......جب اللہ تعالیٰ کسی نبی کومبعوث کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو زمین کے بہترین قبیلہ کا انتخاب فرماتے ہیں، پھر قبیلہ کے بہتر شخص کومنتخب فرماتے ہیں۔

(کنز العمال ، الباب الثانی : فی فضائل سائر الانبیاء صلوۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین ، الفصل الاول : فی بعض خصائص الانبیاء عموما ، رقم الحدیث:۳۲۲۲۹۔جامع الاحادیث، رقم الحدیث:۱۲۳۰)

(۱۰):......الانبیاء لا یترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلۃ ، ولکن یصلون بین یدی اللہ تعالی حتی ینفخ فی الصور۔(حوالہٴ بالا، رقم الحدیث:۳۲۲۳۰)

ترجمہ:......حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام قبروں میں چالیس دن سے زیادہ نہیں رکھے جاتے ، بلکہ قیامت قائم ہونے تک وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے نمازوں میں مشغول ہوتے ہیں۔

(۱۱):......ذکر الانبیاء من العبادۃ ، و ذکر الصالحین کفارۃ ، وذکر الموت صدقۃ ، وذکر القبر یقربکم من الجنۃ۔

(حوالہٴ بالا، رقم الحدیث:۳۲۲۴۷۔جامع الاحادیث، رقم الحدیث:۱۲۵۰۳(وفی نسخۃ :۳۰۴۸)

ترجمہ:......حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا تذکرہ عبادت ہے، صالحین کا تذکرہ کفارہ ہے،موت کا تذکرہ صدقہ ہے،قبر کی یاد تمہیں جنت سے قریب کردے گی۔

(۱۲):......ان الارض اُمرت ان تُکفِنَہ منا معاشر الانبیاء۔

(حوالہٴ بالا، رقم الحدیث:۳۲۲۵۲۔مناھل الشفاء فی تخریج احادیث الشفاء،ص۴۲، رقم الحدیث:٦٨)

ترجمہ:......زمین کوحکم دیا گیا کہ وہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے فضلات کو چھپالے۔

انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے استہزاء پر اللہ تعالی کا غضب

(۱):......﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾۔(پارہ:۷،سورۂ انعام،سورۃ نمبر:۶،آیت نمبر:۱۰)

ترجمہ:......اور (اے پیغمبر!) حقیقت یہ ہے کہ تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا ہے، لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے جن لوگوں نے مذاق اڑایا تھا، ان کو اسی چیز نے آگھیرا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

(۲):......﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ، اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾
(پارہ:۱۴،سورۂ حجر،سورۃ نمبر:۱۵،آیت نمبر:۹۴/۹۵)

ترجمہ:......لہذا جس بات کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے، اسے علی الاعلان لوگوں کو سنادو، اور جو لوگ (پھر بھی) شرک کریں، ان کی پروا مت کرو۔ یقین رکھو کہ ہم تمہاری طرف سے ان لوگوں سے نمٹنے کے لئے کافی ہیں جو (تمہارا) مذاق اڑاتے ہیں۔

تفسیر:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مذاق اڑانے والے یہ تھے: ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث، اسود بن عبد المطلب، حارث بن عیطل اور عاص بن وائل۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تو آپ ﷺ نے ان کی شکایت کی، آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ولید بن مغیرہ دکھایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے ہاتھ کی اندرونی رگ کی طرف اشارہ کیا، آپ ﷺ نے پوچھا: آپ نے کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں نے اس سے آپ کا بدلہ لے لیا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو حارث بن عیطل دکھایا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا، آپ ﷺ نے پوچھا: آپ نے کیا کیا؟ حضرت جبرئیل

علیہ السلام نے کہا: میں نے اس سے آپ کا بدلہ لے لیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو عاص بن وائل دکھایا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے تلوے کی طرف اشارہ کیا، آپ ﷺ نے پوچھا: آپ نے کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں نے اس سے آپ کا بدلہ لے لیا۔ رہا ولید بن مغیرہ تو وہ خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے گذرا وہ اپنا تیر درست کرر ہا تھا، وہ تیر اس کو لگ گیا اور اس کے ہاتھ کی رگ کٹ گئی۔ رہا اسود بن عبدالمطلب تو وہ اندھا ہو گیا، اس کی آنکھ میں ایک درخت کا کانٹا چبھ گیا، جس سے وہ اندھا ہو گیا۔ اور رہا اسود بن عبد یغوث تو اس کے سر میں پھنسیاں ہو گئیں جس سے وہ مر گیا، اور حارث بن عیطل تو اس کے پیٹ میں زرد پانی پڑ گیا اس کے منہ سے پاخانہ آنے لگا اور وہ اسی مرض میں مر گیا اور رہا عاص بن وائل تو اس کے پیر کے تلوے میں کانٹا چبھا اور اس کا زخم پورے پیر میں پھیل گیا جس سے وہ مر گیا۔

(المعجم الاوسط للطبرانی ، رقم الحدیث:۴۹۸۳،مکتبۃ المعارف، ریاض۔تبیان القرآن ص۳۲۶/۳۲۷ ج۶،مطبوعہ: فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور)

(۳):......﴿فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ، وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ، وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ، مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ، عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ، اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ، اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ، سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ﴾۔

(پارہ:۲۹،سورۂ قلم،سورۃ نمبر:۶۸،آیت نمبر:۸/تا:۱۶)

ترجمہ:......لہٰذا تم ان کی باتوں میں نہ آنا جو (تمہیں) جھٹلا رہے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تم ڈھیلے پڑ جاؤ تو یہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں۔ اور کسی بھی ایسے شخص کی باتوں میں نہ آنا جو بہت قسمیں کھانے والا، بے وقعت شخص ہے۔ طعنے دینے کا عادی ہے، چغلیاں لگاتا پھرتا ہے۔

بھلائی سے روکنے والا، زیادتی کرنے والا، بدعمل۔ بدمزاج ہے، اوراس کے علاوہ نچلے نسب والا بھی۔صرف اس وجہ سے کہ وہ بڑے مال اوراولا دوالا ہے۔جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ پچھلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔عنقریب ہم اس کی سونڈ پر داغ لگا دیں گے۔

تفسیر:......ولید بن مغیرہ مخزومی نے آپ ﷺ کو مجنون کہا،اوروہ خوداپنے آپ کوقریش کی طرف منسوب کرتا تھا، حالانکہ وہ قریش سے نہیں تھا۔اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی مذاق کرنے والے اس کافر پر عتاب فرمایا اورنو(۹) عیوب بیان فرمائے: بہت قسمیں کھانے والا، بہت ذلیل، بہت طعنہ دینے والا، چغل خور، نیکی سے روکنے والا، حد سے تجاوز کرنے والا، سخت گنہگار، بہت بدخو، حرام نطفہ سے پیدا ہونے والا۔

ان آیات میں حق تعالی شانہ نے بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور سخت الفاظ میں اس کے عیوب بیان فرمائے، پھر آخر میں فرمایا:''ہم اس کی سونڈ پر داغ لگا دیں گے'' سونڈ سے مراد ناک ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کی ناک پر تلوار سے نشان لگایا جائے گا،اورتاحیات اس میں یہ نشان باقی رہے گا۔اور یہ بھی روایت ہے کہ: جنگ بدر میں اس نے تلوار سے قتال کیا، اوراسی جنگ میں اس کی ناک پر نشان لگا۔اور مقاتل اور ابو العالیہ نے کہا: آخرت میں اس کی ناک پر نشان ہوگا اوراس نشان کی وجہ سے سب اس کو پہچان لیں گے،جس طرح کفار کے چہرے قیامت کے دن سیاہ کئے جائیں گے اور خوف سے ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی،اسی طرح قیامت کے دن اس کی ناک پر نشان ہوگا۔

(تفسیر کبیر ص ۶۰۶ ج ۱۰، داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۵ھ۔تبیان القرآن ص ۱۸۶ ج ۱۲)

انبیاءِ کرام علیہم الصلوۃ والسلام کوگالی دینے والوں کے لئے قتل کا حکم

(۱):......عن علی – یعنی ابن ابی طالب– رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه و سلم : من سب الانبیاء قتل ، ومن سب اصحابی جلد۔

(مجمع الزوائدص۲۸۶ج۶، باب فیمن سبّ نبیا أوغیره ، کتاب الحدود والدیات ، رقم الحدیث: ۱۰۵۶۸۔ کنز العمال ، ذکر الصحابة و فضلهم رضی الله عنهم ، رقم الحدیث:۳۲۴۷۸۔ واخرجه الطبرانی فی الاوسط برقم الحدیث:۴۶۰۲: بلفظ :" من شتم الانبیاء....ومن شتم....)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوانبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کوگالی دے اس کوقتل کیا جائے گا،اور جوصحابہ رضی اللہ عنہم کوسب و شتم کرے اس کوکوڑے مارے جائیں گے۔

گستاخ رسول کوقبر کا قبول نہ کرنا

(۲):......عن انس رضی الله عنه قال :کان رجل نصرانیّا فاسلم ، و قرأ البقرة و آل عمران ، فکان یکتب للنبی صلی الله علیه وسلم ، فعاد نصرانیا ، فکان یقول : ما یدری محمد الا ما کتبتُ له ، فأماته الله فدفنوه ، فأصبح وقد لفظَتْهُ الارض فقالوا: هذا فعل محمد واصحابه لما هرب منهم ، نبشوا عن صاحبنا فالقوه ، فحفروا له فاَعمَقُوا ، فأصبح وقد لفظتُه الارض فقالوا : هذا فعل محمد و اصحابه ، نبشوا عن اصحابنا لما هرب منهم فالقوه خارج القبر ، فحفروا له ، فأَعمقوا له فی الارض ما استطاعوا ، فأصبح قد لفظته الارض ، فعلِموا انّه لیس من الناس ، فألقوه۔

(بخاری، باب علامات النبوة فی الاسلام ، کتاب المناقب ، رقم الحدیث:۳۶۱۷)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ایک نصرانی اسلام لایا،اوراس نے سورۂ بقرہ

اورآل عمران پڑھی، اوروہ آپ ﷺ کے لئے (وحی اورقرآن کریم) لکھتا بھی تھا، پھر وہ دوبارہ نصرانی بن گیا (اور مرتد ہوگیا) وہ کہتا تھا کہ: (حضرت) محمد (ﷺ) کے لئے جو کچھ میں لکھتا تھا اس کے علاوہ وہ کچھ نہیں جانتے تھے، پس اللہ تعالی نے اس کو موت دی، لوگوں نے اس کو دفن کردیا، صبح ہوئی تو دیکھا زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا۔عیسائیوں نے کہا: یہ محمد (ﷺ) اوران کے ساتھیوں کا کام ہے جنہوں نے ہمارے ساتھی کو (قبر سے باہر نکال کر) پھینک دیا ہے، کیونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ گیا تھا۔انہوں نے دوبارہ اس کے لئے خوب گہری قبر کھودی، صبح ہوئی تو پھر زمین اس کو قبر سے باہر پھینک چکی تھی، عیسائیوں نے کہا: یہ محمد (ﷺ) اوران کے ساتھیوں کا کام ہے جنہوں نے ہمارے ساتھی کو (قبر سے باہر نکال کر) پھینک دیا ہے، کیونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ گیا تھا۔انہوں نے دوبارہ اس کے لئے خوب گہری قبر کھودی جتنی وہ کھود سکتے تھے، صبح ہوئی تو پھر زمین اس کو قبر سے باہر پھینک چکی تھی،، تب انہیں یقین آیا کہ یہ لوگوں کا کام نہیں پھر انہوں نے اس کو زمین پر ڈال دیا۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اس باب کا عنوان ہے: نبی ﷺ کے معجزات، اور اس حدیث میں نبی ﷺ کے اس معجزہ کا بیان ہے کہ جس عیسائی نے مرتد ہونے کے بعد نبی ﷺ کی گستاخی کی اس کو قبر نے قبول نہیں کیا، اوردوبار اس کو قبر سے باہر نکال کر پھینک دیا''۔

(نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری ص۶۶۴ ج۶، مطبوعہ: فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور)

اس وقت پاکستان میں ایک عورت جس نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی، جس وجہ سے بڑا ہنگامہ ہوا، اس موقع پر کچھ احباب کے حکم سے یہ رسالہ لکھا گیا ہے، اللہ تعالی اس حقیر خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے، آمین۔ مرغوب احمد لاجپوری

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ، مطابق: ۱۸ دسمبر ۲۰۱۸، بروز منگل

آپ ﷺ کی تعظیم کے متعلق قرآن کریم کی آیتیں

(۱):......﴿يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ط وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾۔(پارہ:۱،سورۂ بقرہ،سورۃ نمبر:۲،آیت نمبر:۱۰۴)

ترجمہ:......ایمان والو! (رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہوکر) ''رَاعِنَا'' نہ کہا کرو، اور ''اُنْظُرْنَا'' کہہ دیا کرو۔ اور سنا کرو۔ اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(۲):......﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ط قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيَاتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُ وْنَ ، لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾۔

(پارہ:۱۰،سورۂ توبہ،سورۃ نمبر:۹،آیت نمبر:۶۵/۶۶)

ترجمہ:......اور اگر تم ان سے پوچھو تو یہ یقیناً یوں کہیں گے کہ: ''ہم تو ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے''۔ کہو کہ: ''کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ دل لگی کر رہے تھے؟ بہانے نہ بناؤ، تم ایمان کا اظہار کرنے کے بعد کفر کے مرتکب ہو چکے ہو۔

(۳):......اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾۔(پارہ۲۲،سورۂ احزاب،سورۃ نمبر:۳۳،آیت نمبر:۵۷)

ترجمہ:...... جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے، اور ان کے لئے ایسا عذاب تیار کر رکھا ہے جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔

(۴):......﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ط وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا﴾

(پارہ:۲۶،سورۂ فتح،سورۃ نمبر:۴۸،آیت نمبر:۹)

ترجمہ:......تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس کی مدد کرو، اور

اس کی تعظیم کرو، اور صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔

(۵):......﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ﴾۔(پارہ:۲۶،سورۂ حجرات،سورۃ نمبر:۴۹،آیت نمبر:۱)

ترجمہ:......اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ یقیناً سب کچھ سنتا، سب کچھ جانتا ہے۔

(۶):......﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾۔

(پارہ:۲۶،سورۂ حجرات،سورۃ نمبر:۴۹،آیت نمبر:۲)

ترجمہ:......اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو، اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہوجائیں، اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

(۷):......﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ﴾۔

(پارہ:۲۶،سورۂ حجرات،سورۃ نمبر:۴۹،آیت نمبر:۴)

ترجمہ:......(اے پیغمبر!) جو لوگ تمہیں حجروں کے پیچھے سے آواز دیتے ہیں، ان میں سے اکثر کو عقل نہیں ہے۔

(۸):......﴿وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾۔(پارہ:۲۶،سورۂ حجرات،سورۃ نمبر:۴۹،آیت نمبر:۵)

ترجمہ:......اور اگر یہ لوگ اس وقت صبر کرتے جب تک تم خود باہر نکل کر ان کے پاس آجاتے، تو ان کے لئے بہتر ہوتا، اور اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

شاتم رسول کے متعلق چند احادیث

کعب بن اشرف کا قتل

(۱)……قـال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من لكعب بن الاشرف ، فإنه قد آذى الـله ورسوله ، فقام محمد بن مسلمة رضى الله عنه فقال : يا رسول الله ! أتحب ان اقتلـه ؟ قـال : نعم ، قال : فاذن لى ان اقول شيئا ، قال: قل : فأتاه محمد بن مسلمة رضـى الله عنه فقال : إن هذا الرجل قد سألنا صدقة ، وإنه قد عنّانا و إنى قد أتيتک اَسْتَسْلِفُک ، قال : وايضا والله لَتَمَلُّنَّه ، قال : إنا قد اتَّبعناه ، فلا نُحبُّ ان ندعه حتى ننظر إلى اى شیء يصير شانه ، وقد اردنا ان تُسْلِفَنا وسقا أو وسقين – وحدثنا عمرو غيـر مرة فلم يذكر وسقا أو وسقين ، فقلت له : فيه وسقا أو وسقين فقال : اُرٰى فيه وسقا أو وسقين– فقال : نعم ، ارهَنُونِى ، قالوا : أى شیء تريد ؟ قال : ارهنونى نساء كـم ، قـالوا : كيف نرهنک نساء نا وانت اجمل العرب ، قال : فارهنونى ابناء كم ، قالوا :كيف نـرهـنـک ابناء نا ، فيسب احدهم ، فيقال : رهن بوسق او وسقين ، هذا عـار عـلينا ، ولكنا نرهنک اللامة – قال سفيان : يعنى السلاح – فواعده ان ياتيه ، فـجـاء ه ليـلا ومـعـه ابو نائلة ، وهو اخو كعب من الرضاعة ، فدعاهم إلى الحصن ، فـنـزل إليهـم ، فـقـالـت له امراته : أين تخرج هذه الساعة ؟ فقال إنما هو محمد بن مسلمة ، واخى ابو نائلة ، وقال غير عمرو، قالت: اسمع صوتا كأنه يقطر منه الدم ، قال : إنما هو اخى محمد بن مسلمة ورضيعى ابو نائلة ، إن الكريم لو دعى إلى طعنة بـلـيـل لاجـاب ، قـال : ويدخل محمد بن مسلمة رضى الله عنه معه رجلين….قال

عمرو : جاء معه برجلين ، فقال : إذا ما جاء فإني قائل بشعره فاشمه ، فإذا رأيتموني استمكنت من راسه ، فدونكم فاضربوه ، وقال مرة : ثم اشمكم ، فنزل إليهم متوشحا و هو ينفح منه ريح الطيب ، فقال : ما رأيت كاليوم ريحا ، اى اطيب ، وقال غير عمرو : قال : عندى اعطر نساء العرب واكمل العرب ، قال عمرو : فقال : اتأذن لى ان اشُمَّ راُسک ؟ قال : نعم ، فشمه ثم اشم اصحابه ، ثم قال : اتأذن لى ؟ قال : نعم ، فلما استمكن منه ، قال : دونكم ، فقتلوه ، ثم أتوا النبى صلى الله عليه وسلم فأخبروه۔(بخاری، باب قتل كعب بن اشرف ، كتاب المغازی ، رقم الحديث:۴۰۳۷)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کعب بن اشرف کوکون قتل کرے گا، اس نے اللہ اوراس کے رسول کو(بہت زیادہ)اذیت پہنچائی ہے؟ پس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اورعرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ یہ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کوقتل کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں،انہوں نے کہا: پس آپ ﷺ مجھےاجازت دیں کہ میں(آپ ﷺ کےخلاف) کچھ کہوں،آپ ﷺ نے فرمایا: کہہ سکتے ہو، پس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب کے پاس گئے اوراس سے کہا: بیشک یہ آدمی(نبی کریم ﷺ) ہم سے خیرات مانگتا ہےاوراس نے ہمیں مشقت میں ڈال دیا ہے،اور میں آپ کے پاس قرض لینے کے لئے آیا ہوں،کعب نے کہا: اوربھی بخدا! یہ شخص تم کواورا کتاہٹ میں مبتلا کردے گا۔(محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے) کہا: بیشک ہم نے اس کی پیروی کی ہے،اس لئے ہم پسند نہیں کرتے کہ اس کو چھوڑ دیں، یہاں تک کہ ہم دیکھیں کس چیز کی طرف لوٹتا ہےاس کا حال،اوراس وقت تو ہم آپ کے پاس ایک وسق یا دووسق غلہ قرض لینے کے لئے آئے ہیں۔......(پس کعب نے کہا:)ہاں،(مگر) کوئی چیز تم میرے پاس گروی رکھو،

انہوں نے کہا: کیا چیز آپ چاہتے ہیں؟ کعب نے کہا: تم میرے پاس اپنی عورتوں کو گروی رکھو، وفد نے کہا: ہم اپنی عورتیں آپ کے پاس کیسے گروی رکھیں درانحالیکہ آپ سب سے زیادہ خوبصورت عرب ہیں؟ اس نے کہا: پھر تم میرے پاس اپنے بیٹوں کو گروی رکھو، وفد نے کہا: ہم آپ کے پاس اپنے بیٹیوں کو کیسے گروی رکھیں ان میں سے کسی ایک کو ایک طعنہ دیا جائے گا کہ ایک وسق یا دو وسق کے عوض میں گروی رکھا گیا، یہ ہمارے لئے عار کی بات ہے، بلکہ ہم آپ کے پاس ہتھیار گروی رکھیں گے، چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے پاس ہتھیار لے کر آئیں گے، پس وہ اس کے پاس رات میں پہنچے اور ان کے ساتھ ابو نائلہ رضی اللہ عنہ تھے، اور وہ کعب کے رضاعی بھائی تھے، پس بلایا کعب نے ان کو قلعہ کی طرف، یعنی کعب نے وفد سے کہا کہ ہتھیار لے کر میرے قلعہ پر آنا، پس وہ اترا ان کی طرف، پس اس سے اس کی بیوی (عقیلہ) نے کہا: آپ اس وقت کہاں جارہے ہیں؟ کعب نے کہا: وہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا بھائی ابو نائلہ ہی ہیں، اور عمرو بن دینار رحمہ اللہ کے علاوہ نے کہا کہ: اس کی بیوی نے کہا: میں سنتی ہوں ایسی آواز گویا اس سے خون ٹپک رہا ہے، کعب نے کہا: وہ میرا بھائی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا دودھ شریک بھائی ابو نائلہ ہی ہیں، بیشک شریف آدمی اگر بلایا جائے نیزہ مارنے کی طرف رات میں تو ضرور اسے لبیک کہنا چاہئے، راوی کہتا ہے: اور لے گئے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دو آدمیوں کو.....سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: عمرو بن دینار نے ان کے نام لئے؟ ابن عیینہ نے کہا: ان میں سے بعض کے نام لئے (مگر میرے پاس جو عمرو کا قول محفوظ ہے وہ یہ ہے کہ عمرو نے کہا:) محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دو آدمی لے گئے، یعنی ان کے نام نہیں لئے، اور عمرو بن دینار رحمہ اللہ کے علاوہ نے کہا: یعنی نامزد کیا ابو عبس

بن جبرؓ حارث بن اوس اور عباد بن بشر کو (اوران کے ساتھ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اورابو نائلہ رضی اللہ عنہ تو تھے ہی، پس کل پانچ آدمی ہوئے اور یہ سریہ پانچ ہی آدمیوں کا تھا) عمرو بن دینار رحمہ اللہ نے کہا: محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دوآدمی لے کرآئے (یہ تکرار ہے، آگے سے کلام کو جوڑنے کے لئے لایا گیا ہے) پس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب کعب آئے تو میں اس کے بالوں کی طرف مائل ہوؤں گا، اوران کوسونگھوں گا، پس جب تم مجھے دیکھو کہ میں نے اس کا سر اچھی طرح پکڑ لیا ہے تو تم لے لو یعنی اس کو قتل کردو، اورایک مرتبہ کہا: پھر میں تم کو سونگھاؤں گا، پس کعب اترا ان کی طرف کپڑے میں لپٹا ہوا درانحالیکہ اس سے عمدہ خوشبو پھوٹ رہی تھی، پس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آج جیسی خوشبو تو میں نے کبھی سونگھی ہی نہیں، اورعمرو بن دینار رحمہ اللہ کے علاوہ نے کہا کہ: کعب نے کہا: میرے پاس عرب کی سب سے زیادہ خوشبودار عورت ہے۔اوراعلی درجہ کی عرب عورت ہے، عمرو بن دینار نے کہا: پس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کا سر سونگھوں؟ کعب نے کہا: ہاں، پس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے سر سونگھا، پھر اپنے ساتھیوں کوسونگھایا، پھر کہا: کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں؟ کعب نے کہا: ہاں، پس جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو کہا: مار ڈالو، چنانچہ انہوں نے اس کو قتل کردیا، پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اورآپ ﷺ کواس کی اطلاع دی ۔

نوٹ :......وسق کا لغوی معنی ہے: کسی چیز کو اٹھانا اور جانور پر بوجھ لادنا۔قرآن کریم میں ہے: ﴿وَاللَّیْلِ وَمَا وَسَقَ﴾۔(پ:۳۰۔سورۂ انشقاق،آیت نمبر:۱۷)

ترجمہ:......اور(قسم ہے) رات کی اوران تمام چیزوں کی جنہیں وہ سمیٹ لے۔

وسق :......ساٹھ صاع:۱۹۱رکیلو:۴۰رگرام کا ہوتا ہے۔(ثمرۃ الاوزان ص ۲۶)

کعب بن اشرف کے قتل کی وجوہات

کعب بن اشرف کے قتل کی چند وجوہات یہ ہیں:

(۱)......نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا، سب وشتم اور دریدہ دہنی سے کام لینا۔

(۲)......آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہجو میں اشعار کہنا۔

(۳)......غزلیات اور عشقیہ اشعار میں مسلمان عورتوں کا بطور تشبیب استعمال کرنا۔

نوٹ:......تشبیب : کے معنی ہیں : قصیدہ کے شروع میں کسی عورت کے اوصاف ومحاسن کا تذکرہ کرنا، وہ صحابیات کو تشبیب کے طور پر ذکر کرتا تھا، اور اس طرح مسلمان مرد وزن کے دلوں کو دکھاتا تھا۔

(۴)......غدر اور نقض عہد کرنا۔

(۵)......مکہ والوں کو آپ ﷺ کے مقابلہ کے لئے اکسانا اور ان کو جنگ پر آمادہ کرنا۔

(۶)......اسلام پر طعن کرنا۔

(۷)......دعوت کے بہانہ بلا کر آپ ﷺ کے قتل کی سازش کرنا۔(سیرۃ المصطفی ﷺ ص ۱۷۹ ج ۲۔تحفۃ القاری ص ۱۱۶ ج ۸، باب قتل کعب بن اشرف ، کتاب المغازی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک شخص نے کہا کہ: کعب بن اشرف کو قتل کرنا عہد شکنی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا، تو اس شخص کی گردن اڑادی گئی، کیونکہ غدر اور عہد شکنی اس وقت ہوتی جب اس کو پہلے صحیح امان دی گئی ہوتی اور کعب بن اشرف خود عہد شکنی کرنے والا تھا۔

(عمدۃ القاری ص ۱۰۱ ج ۱۳، باب رھن السّلاح ، کتاب الرھن ،تحت رقم الحدیث:۲۵۱۰)

ابورافع کا قتل اوراس کی وجوہات

(۲)......عن البراء بن عازب رضی الله عنه قال : بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى ابى رافع اليهودى رجالا من الانصار، فأمر عليهم عبد الله بن عتيك ، وكان ابو رافع يوذى رسول الله صلى الله عليه وسلم ويعين عليه ، وكان فى حصن له بارض الحجاز ، فلما دنوا منه ، وقد غربت الشمس ، وراح الناس بسرحهم ، فقال عبد الله لاصحابه : اجلسوا مكانكم ، فإنى منطلق ، ومتلطف للبواب ، لعلى ان ادخل، فاقبل حتى دنا من الباب ، ثم تقنع بثوبه كانه يقضى حاجة ، وقد دخل الناس فهتف به البواب ، يا عبد الله : إن كنت تريد ان تدخل فادخل ، فإنى اريد ان اغلق الباب ، فدخلت فكمَنْت ، فلما دخل الناس اغلق الباب ، ثم علق الاغاليق على وتد، قال : فقمت إلى الاقاليد فاخذتها ، ففتحت الباب ، وكان ابو رافع يسمر عنده ، وكان فى علالى له ، فلما ذهب عنه اهل سمره صعدت إليه ، فجعلت كلما فتحت بابا اغلقت على من داخل ، قلت : إن القوم نذروا بى لم يخلصوا إلى حتى اقتله ، فانتهيت إليه ، فإذا هو فى بيت مظلم وسط عياله ، لا ادرى اين هو من البيت ، فقلت يا ابا رافع ! قال : من هذا ؟ فاهويت نحو الصوت ، فاضربه ضربة بالسيف ، وانا دهش ، فما اغنيت شيئا ، وصاح ، فخرجت من البيت، فامكث غير بعيد ، ثم دخلت إليه ، فقلت : ما هذا الصوت يا ابا رافع ؟ فقال : لامك الويل ، إن رجلا فى البيت ضربنى قبل بالسيف ، قال : فاضربه ضربة اثخنته ولم اقتله ، ثم وضعت ضبيب السيف فى بطنه حتى اخذ فى ظهره ، فعرفت انى قتلته ، فجعلت افتح الابواب بابا بابا ، حتى انتهيت إلى درجة له ، فوضعت رجلى، وانا ارى انى قد

انتهيت إلى الارض ، فوقعت فى ليلة مقمرة ، فانكسرت ساقى فعصبتها بعمامة ، ثم انطلقت حتى جلست على الباب ، فقلت : لا اخرج الليلة حتى اعلم ، اقتلته؟ فلما صاح الديك قام الناعى على السور ، فقال : انعى ابا رافع تاجر اهل الحجاز ، فانطلقت إلى اصحابى ، فقلت : النجاء ، فقد قتل الله ابا رافع ، فانتهيت إلى النبى صلى الله عليه وسلم فحدثته ، فقال :ابسط رجلك فبسطت رجلى فمسحها ، فكانها لم اشتكها قط۔

(بخاری، باب قتل ابی رافع عبد الله بن ابی الحقیق ، کتاب المغازی ، رقم الحدیث:۴۰۳۹)

ترجمہ:......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے ایک یہودی ابورافع کو قتل کرنے کے لئے انصار میں سے کچھ لوگوں کو بھیجا، عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کا سربراہ مقرر کیا گیا تھا، ابورافع رسول اللہ ﷺ کی دل آزاری کیا کرتا تھا، اس کے ساتھ ساتھ وہ رسول خدا کے دشمنوں کی بھی آپ ﷺ کے خلاف مدد کیا کرتا تھا، وہ سرزمین حجاز پر موجود اپنے قلعے میں رہتا تھا، جب وہ لوگ قلعہ کے قریب پہنچے اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا ،اورلوگ اپنے مویشیوں کو واپس اپنے گھروں کی طرف لا رہے تھے،حضرت عبداللہ (بن عتیک رضی اللہ عنہ) نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ: تم اپنی جگہ پر بیٹھ جائیں، میں جا کر قلعہ کے دروازہ پر موجود چوکیدار سے ایک چال چلنے کی کوشش کرتا ہوں تا کہ میں قلعے میں داخل ہوسکوں، پس عبداللہ رضی اللہ عنہ قلعہ کی طرف چل دئے، اور جب وہ قلعہ کے دروازے پر پہنچے تو انہوں نے خود کو کپڑے سے ڈھانپ لیا، انہوں نے ایسے ظاہر کیا جیسے وہ قدرت کے کسی بلاوے کا جواب دے رہے ہیں، لوگ اندر جا چکے تھے اور چوکیدار (جو عبداللہ کو قلعہ کا خادم سمجھ رہا تھا) نے

اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے بندے! اگر تم اندر آنا چاہتے ہو تو آ جاؤ، کیونکہ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں۔

عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اپنی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں: پس میں اندر چلا گیا اور خود کو چھپا لیا، جب لوگ اندر آ گئے، تو چوکیدار نے دروازہ بند کر دیا اور چابیاں لکڑی کے کھونٹے سے لٹکا دیں، میں نے اٹھ کر چابیاں اُٹھالیں، اور دروازہ کھول دیا، کچھ لوگ رات گئے تک ابورافع کے کمرے میں اس کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف رہے، جب یہ خوش گپیاں ختم ہوئیں اور اس کے ساتھی چلے گئے تو میں اس کی طرف آیا، میں جتنے دروازے اس تک جانے کے لئے کھولتا تھا ان کو اندر سے بند کرتا جاتا تھا، میں نے سوچا کہ لوگوں کو اگر میرا پتہ چل بھی جائے تو مجھے اس وقت پکڑا نہیں جانا چاہیے جب تک اس کو قتل نہ کر دوں، میں اس تک پہنچا تو وہ ایک اندھیرے کمرے میں اہل خانہ کے درمیان سو رہا تھا، میں اسے پہچان نہیں سکتا تھا، لہٰذا میں نے اسے پکارا: اے ابورافع! وہ فوراً بولا: کون ہو تم؟ میں آواز کی سمت بڑھا اور اس پر تلوار سے حملہ کر دیا، بے یقینی کی صورتحال کے سبب میں اسے قتل نہ کر سکا، لہٰذا باہر آ کر ایک لمحہ بعد ہی میں نے پکارا: ابورافع! یہ آوازیں کیسی تھیں؟ اس نے کہا: تمہاری ماں تمہیں روئے یہاں کوئی گھس آیا ہے، اس نے ابھی مجھ پر تلوار سے حملہ کیا ہے، مگر اسے مار نہیں سکا، میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر اتنی زور سے دبائی کہ اس کی پشت سے جا ٹکرائی، میں سمجھ گیا کہ یہ مارا جا چکا۔ میں نے ایک ایک کر کے دروازے کھولے اور سیڑھیوں تک جا پہنچا، میں سمجھا کہ میں زمین پر پہنچ گیا ہوں، میں نے قدم باہر رکھا تو نیچے گر پڑا اور میری ٹانگ ٹوٹ گئی، میں نے اسے پگڑی سے باندھا اور اس وقت تک چلتا رہا جب تک کہ دروازہ پر نہیں پہنچ گیا، میں نے فیصلہ کیا کہ اس

وقت تک باہر نہیں جاؤں گا جب تک کہ مجھے اس کی موت کی خبر نہیں مل جاتی، صبح جب مرغ اذان دے رہے تھے تو وہاں کے اعلان کرنے والے نے دیوار پر چڑھ کر اعلان کیا کہ: میں حجاج کے تاجر ابورافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں، یہ سن کر میں باہر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا، اور کہا کہ: اب ہمیں خود کو محفوظ کر لینا چاہیے، لہٰذا ہم وہاں سے چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے، میں نے آپ ﷺ کو پوری داستان سنائی، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ باہر نکالو، میں نے ٹانگ باہر نکالی، آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ ایسے ہوگئی جیسے ٹوٹی ہی نہ تھی۔

تشریح:......ابورافع یہودی: بڑا تاجر تھا، مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف ورغلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا، غزوۂ احزاب میں مختلف قبائل کو مدینہ پر چڑھا لایا تھا، اور مال وسامان سے ان کی خوب امداد کی تھی، اس کے علاوہ بھی نبی کریم ﷺ کو طرح طرح سے ستاتا تھا، اس لئے جب مسلمان غزوۂ احزاب اور غزوۂ بنوقریظہ سے فارغ ہوئے تو ایک سریہ ابورافع کے قتل کے لئے روانہ کیا، اور عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا اور یہ تاکید کی کہ کسی بچہ اور عورت کو قتل نہ کرنا۔

(تحفۃ القاری ص۱۱۶ ج۸، باب قتل ابی رافع عبد الله بن ابی الحقیق ، کتاب المغازی)

آپ ﷺ کی برائی کرنے والی ایک ام ولد کا قتل کیا جانا

(۳)......عن عكرمة قال : حدثنا ابن عباس رضى الله عنهما : انّ اعمى كانت له امّ ولد ، تشتم النبى صلى الله عليه وسلم وتقع فيه ، فيَنْهاها فلا تنتهى ، ويزجُرُها فلا تَنزَجِرُ ، قال : فلمّا كانت ذات ليلةٍ جعلتْ تقعُ فى النبى صلى الله عليه وسلم وتشْتِمه ، فأخذ المِغْوَلَ فوضعه فى بطنها ، واتّكأ عليها فقتلها ، فوقع بين رجليها

طفلٌ ، فلطخَتُ ما هُناک بالدّم ، فلما اصبح ذُکر ذلک للنبی صلی الله علیه وسلم فجمع الناس فقال : اَنشُدُ الله رجلا فعل ما فعل لی علیه حق إلا قال ، فقام الاعمی یتخطّی الناسَ ، وهو یتزلُزَلُ حتی قعد بین یدیِ النبی صلی الله علیه وسلم ،فقال : یا رسول الله ! انا صاحبُها کانت تشتِمُکَ وتقعُ فیک فأنهاها فلا تنتهی، وازجُرُها فلا تَنزَجِرُ ، ولی منها ابنان مثلَ اللُّؤلُؤَتین ، وکانت بی رفیقةً ، فلمّا کانت البارحةَ جعلتُ تشتمُک وتقع فیک ، فاخذتُ المِغُول فوضعتُهُ فی بطنها ، واتَّکأتُ علیها حتی قتلتُها ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : ألا اشهدوا ان دمها هدَرٌ۔

(ابوداؤد، باب الحکم فیمن سبّ النبی صلی الله علیه وسلم ، کتاب الحدود ، رقم الحدیث: ۴۳۶۱۔نسائی، الحکم فیمن سبّ النبی صلی الله علیه وسلم ، کتاب التحریم ، رقم الحدیث: ۴۰۷۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک نابینا صاحب کی ام ولد(وہ باندی جس نے مالک کا بچہ جنا ہو) رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا کرتی تھی، اور آپ ﷺ کی برائی میں (نعوذ باللہ) مشغول رہتی تھی، وہ نابینا اسے اس سے منع کرتے تھے تو وہ باز نہ آتی تھی، اور وہ اسے ڈانٹتے تھے، لیکن وہ کسی طرح نہ مانتی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ: ایک رات جب وہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتی تھی اور آپ ﷺ کو برا بھلا کہہ رہی تھی تو اس کے نابینا مالک نے خنجر لیا اور اس کے پیٹ پر رکھ دیا، اور اس پر تکیہ لگایا (اور زور دیا جس سے خنجر عورت کے پیٹ میں گھس گیا) اور اسے قتل کر دیا، اس عورت کی ٹانگوں کے درمیان بچہ گرا ہوا تھا تو وہ وہاں پر خون سے لت پت ہو گیا، صبح کو جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ: میں اس شخص

کو جس نے اپنے اوپر میرا حق رکھتے ہوئے یہ فعل کیا ہے، اللہ تعالی کی قسم دیتا ہوں کہ وہ کھڑا ہوجائے، تو وہ نابینا کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے لرزتے کانپتے ہوئے آئے، اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے، اور کہا کہ: یا رسول اللہ! میں اس عورت (مقتولہ) کا ساتھی ہوں، وہ آپ ﷺ کو برا بھلا کہا کرتی تھی اور آپ ﷺ کی برائی کرتی رہتی تھی، میں اسے منع کرتا تھا تو وہ باز نہ آتی تھی، اور اسے ڈانٹتا تو اس پر ڈانٹ کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا، اور اس سے میرے دو موتیوں جیسے بیٹے ہیں، اور وہ میری بڑی اچھی ساتھی تھی، گذشتہ رات وہ آپ ﷺ کو برا بھلا کہنے لگی اور آپ ﷺ کے بارے میں ایسی ویسی بات کہنے لگی تو میں نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر تکیہ لگا دیا (زور سے دبایا) یہاں تک کہ میں نے اسے قتل کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: خبردار! گواہ رہو کہ اس کا خون ہدر (بیکار اور لغو ہے، اس کا قصاص نہیں لیا جائے گا)۔

ابن خطل کا قتل اور اس کی وجوہات

(۴)......عن انس بن مالک رضی الله عنه : أنّ النبی صلی الله علیه وسلم دخل مکه یوم الفتح و علی رأسه المغفر، فلما نزعه جاء رجل فقال : ابن خطل متعلِّق باستار الکعبة ، فقال : اُقتله۔

(بخاری، باب این رکز النبی صلی الله علیه وسلم الرّایة یوم الفتح ، کتاب المغازی ، رقم الحدیث:۴۲۸۶)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود تھا، جب آپ ﷺ نے اسے اتارا تو آپ کی خدمت میں ایک صحابی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ: ابن خطل کعبہ کے

پردوں سے لپٹا ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کردو۔

تشریح:……فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ نے عام معافی کا اعلان کر دیا تھا، مگر چند اشخاص جو بڑے مجرم تھے، یا بارگاہ نبوی (ﷺ) میں حد درجہ گستاخ اور دریدہ دہن تھے، ان کے متعلق حکم تھا کہ وہ جہاں ملیں قتل کر دیئے جائیں، یہ پندرہ اشخاص تھے، ان میں سے اکثر کے لئے پناہ طلب کی گئی اور ان کو امن دے دیا گیا، یا انہوں نے حاضر خدمت ہو کر اپنے قصور کا اعتراف کیا اور ان کو امن دے دیا گیا، صرف پانچ اشخاص مارے گئے، ان میں سے ایک عبداللہ بن خطل تھا، یہ پہلے مسلمان ہوا، نبی کریم ﷺ نے اس کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا، ایک غلام اور ایک انصاری ساتھ تھے، کسی منزل پر پہنچ کر ابن خطل نے غلام کو کھانا تیار کرنے کے لئے کہا، غلام کسی وجہ سے سو گیا، ابن خطل نے غصہ میں آ کر اس کو قتل کر دیا، پھر قصاص کے خوف سے مرتد ہو کر مکہ چلا گیا، اور زکوۃ کے اونٹ بھی لے گیا، وہ آپ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہتا تھا، اور اپنی دو باندیوں کو ان اشعار کے گانے کا حکم دیتا تھا، پس اس کے تین جرم تھے: ایک: خون ناحق، دوسرا: مرتد ہو جانا، تیسرا: آپ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہنا۔

فتح مکہ کے دن وہ خانہ کعبہ کے پردوں سے جا کر لپٹ گیا، آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ: ابن خطل بیت اللہ کے پردے پکڑے ہوئے کھڑا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو وہیں قتل کردو، چنانچہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی گردن ماردی گئی۔

(تحفۃ القاری ص۳۷۹ ج۸، باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرّایۃ یوم الفتح)

آپ ﷺ کی برائی کرنے والی ایک یہودیہ عورت کا قتل کیا جانا

(۵)……عن علی رضی اللہ عنہ : أن یہودیۃً کانت تَشتِمُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وتقع فيه ، فخنقها رجل حتّٰى ماتت فأبطل رسول الله صلى الله عليه وسلم دمها۔

(ابوداؤد، باب الحكم فيمن سبّ النبى صلى الله عليه وسلم ، كتاب الحدود ، رقم الحديث: ۴۳۶۲)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک یہودی عورت حضور ﷺ کو برا کہتی تھی ، اورآپ ﷺ کی ہجو کیا کرتی تھی ، اس بات پر ایک شخص نے اس عورت کا گلا گھونٹ دیا ، یہاں تک کہ وہ مرگئی تو حضور ﷺ نے اس عورت کا خون رائیگاں قرار دیا۔

آپ ﷺ کی برائی کرنے والی ایک مشرکہ عورت کا قتل

(۶)......عن عمير بن امية رضى الله عنه : أنه كانت له أخت ، فكان اذا خرج الى النبى صلى الله عليه وسلم اذته فيه و شتمت النبى صلى الله عليه وسلم ، وكانت مشركة ، فاشتمل لها يوما على السيف، ثم أتاها فوضعه عليها فقتلها ، فقام بنو ها فصاحوا ، وقالوا : قد علمنا من قتلها ، أفتقتل أمنا و هؤلاء قوم لهم آباء وامهات مشركون ، فلمّا خاف عمير ان يقتلوا غير قاتلها ذهب الى النبى صلى الله عليه وسلم فاخبره ، فقال : أقتلت اختک ؟ قال : نعم ، قال : ولم ؟ قال :انها كانت تؤذينى فيک ، فأرسل النبى صلى الله عليه وسلم الى بنيها فسألهم ، فسموا غير قاتلها ، فاخبرهم النبى صلى الله عليه وسلم وأهدر دمها۔

(مجمع الزوائد ص۲۸۶ ج۶ ، باب فيمن سبّ نبيا او غيره ، كتاب الحدود والديات ، رقم الحديث:۱۰۵۶۹۔ واخرجه الطبرانى فى الكبير ، رقم الحديث:ص۶۴/۶۵ ج۱۷، رقم الحديث:۱۲۴۔ مطبوعہ: بیروت)

ترجمہ:......عمیر ابن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ان کی ایک بہن مشرکہ تھی ، وہ

آپ کو ستاتی رہتی تھی، جب وہ رسول اللہ ﷺ سے ملنے جاتے تو وہ آپ ﷺ کے متعلق توہین آمیز کلمات کہتی، ایک دن انہوں نے اسے مار ڈالا۔ اُس کے بیٹوں نے کہا کہ: وہ قاتل کو جانتے ہیں، عمیر رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ وہ کسی اور بے گناہ کو قتل نہ کر دیں، لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور سارا معاملہ بیان کر دیا، آپ ﷺ نے سوال کیا: تم نے اپنی بہن کو قتل کر دیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے پوچھا: کیوں؟ انہوں نے کہا: وہ میرے اور آپ کے تعلق کو نقصان پہنچا رہی تھی۔ آپ ﷺ نے مقتولہ کے بیٹوں کو بلایا اور قاتل کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے کسی اور کا نام لیا، تب آپ نے انہیں اصل صورتِ حال بتائی، اور اس قتل کو رائیگاں قرار دیا۔ (یعنی یہ قتل جائز تھا، اس کا بدلہ نہیں ہوگا)۔

آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے ایک نصرانی کا قتل

(۷)......عن كعب بن علقمة ، ان غرفة بن الحارث – رضى الله عنه وكانت له صحبة و قاتل مع عكرمة بن ابى جهل باليمن فى الردة – مرّ به نصرانى من اهل مصر يقال له : البندقون ، فدعاه الى الاسلام ، فذكر النصرانى النبى صلى الله عليه وسلم فتناوله ، فرفع ذلک الى عمرو بن العاص رضى الله عنه فارسل اليهم فقال : قد أعطيناهم العهد ، فقال غرفة رضى الله عنه : معاذ الله ! ان تكون العهود والمواثيق على ان يؤذونا فى الله و رسوله ، انما اعطيناهم على ان يخلى بيننا و بينهم و بين كنائسهم ، فيقولون فيها ما بدا لهم وان لا نحملهم ما لا طاقة لهم به ، وان نقاتل من ورائهم و يخلى بينهم و بين احكامهم ، الا ان يأتونا فنحكم بينهم بما انزل الله ، فقال عمرو بن العاص رضى الله عنه : صدقت۔

ترجمہ:......حضرت غرفہ بن حارث رضی اللہ عنہ کومصر کا ایک نصرانی ملا-جس کا نام بندقون تھا-آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی، اس نصرانی نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی، انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس یہ معاملہ پیش کیا، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہم ان سے عہد کر چکے ہیں، حضرت غرفہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اس سے اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ اللہ تعالی اوراس کے رسول ﷺ کی ایذاء پر عہد کریں، ہم نے ان سے صرف اس بات کا عہد کیا تھا کہ: ہم ان کو ان کے گرجوں میں عبادت کرنے دیں گے، اوراس بات کا عہد کیا تھا کہ ہم ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالیں گے، اوراس بات کا عہد کیا تھا کہ: ہم ان کی حفاظت کے لئے لڑیں گے، اوراس بات کا عہد کیا تھا کہ وہ آپس میں اپنے مذہب کے مطابق عمل کریں گے، لیکن وہ ہمارے پاس آئیں گے تو ہم ان کے درمیان اللہ تعالی کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ کریں گے۔حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔

(مجمع الزوائد ص۲۸۷ ج۶، باب فیمن سبّ نبیا او غیرہ ، کتاب الحدود والدیات ، رقم الحدیث:۱۰۵۶۸۔ واخرجه الطبرانی فی الاوسط برقم الحدیث:۸۷۴۸)

آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے مختلف شخصوں کا قتل

(۸)......أن رجلا كان يسبه صلى الله عليه وسلم فقال : من يكفيني عدوى ؟ فقال خالد : انا، فبعثه فقلته۔

ترجمہ:......ایک شخص آپ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: کون میرے اس دشمن کو قتل کرے گا؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: میں۔آپ

ﷺ نے انہیں بھیجا اورانہوں نے جا کراس کوقتل کیا۔

(۹)......وکذلک لم یقل جماعۃ ممن کان یؤذیہ من الکفار و یسبہ ، کالنضر بن الحارث ، و عقبۃ ابن ابی معیط۔

وعھد بقتل جماعۃ منھم قبل الفتح و بعدہ ، فقتلوا الا من بادر باسلامہ قبل القدرۃ علیہ۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ص۴۳۳، الفصل الثانی فی الحجۃ فی ایجاب قتل من سب أوعابہ صلی اللہ علیہ وسلم ، القسم الرابع ، الباب الاول ، ط:دار الحدیث ، القاھرۃ)

ترجمہ:......اسی طرح آپ ﷺ نے کفار کی اس پوری جماعت کوقتل کرنے کا حکم دیا جو آپ ﷺ کوایذاء دیا کرتی ،اوراکثر و بیشتر آپ ﷺ کوگالیاں دیتی،ان میں نضر بن الحارث اورعقبہ بن ابی معیط جیسے کفار تھے۔

آپ ﷺ نے فتح مکہ سے قبل اور بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کے قتل کا وعدہ لیا تھا، چنانچہ وہ سب قتل کئے گئے ، البتہ گرفتار ہونے سے پہلے جس نے اسلام قبول کرلیا اسے معاف کردیا گیا۔

(۱۰)......عن ابن عباس قال :قال : لاقتلن الیوم رجلا من قریش صبرا، قال فنادی عقبۃ بن ابی معیط باعلی صوتہ : یا معشر قریش ! مالی أقتل من بینکم صبراً ، قال فقال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : بکفرک باللہ ، وافترائک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مجمع الزوائد ص۸۵ ج۶، باب ما جاء فی الاسری ، کتاب المغازی والسیر ، رقم الحدیث:۱۰۰۱۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: آج میں قریش کے ایک آدمی کو ضرور قتل کروں گا، (جب عقبہ بن ابی معیط قتل ہونے لگا) تو اس نے زور سے پکارا: اے قبیلۂ قریش! آج میں تمہارے سامنے قتل کیا جا رہا ہوں (اور تم خاموش ہو) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو اپنے کفر اور رسول اللہ ﷺ پر افترا پردازی کے باعث قتل ہو رہا ہے۔

آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والی عورتوں اور مردوں کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قتل کرنا

(۱۱)......ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبہ رجل فقال : من یکفینی عدوی ؟ فقال الزبیر : انا، فبارزہ فقتلہ الزبیر۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۳۰۷ ج ۵، باب من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف یصنع بہ ، و عقوبة من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، کتاب الجہاد ، رقم الحدیث:۹۷۰۴)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ کو ایک آدمی نے گالی دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اس دشمن کو کون قتل کرے گا؟ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ : میں، پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس سے جنگ کر کے اس کو قتل کر دیا۔

(۱۲)......ان امرأة کانت تسبہ صلی اللہ علیہ و سلم فقال : من یکفینی عدوی ؟ فخرج الیہا خالد بن الولید ، فقتلہا۔ (حوالۂ بالا، رقم الحدیث:۹۷۰۵)

ترجمہ:......ایک عورت آپ ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اس دشمن کو کون قتل کرے گا؟ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نکلے اور اس عورت کو قتل کر دیا۔

(۱۳)...... وروی ان رجلا کذّب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، فبعث علیا والزبیر

رضی الله عنهما ، فقال : اذهبا ، فان ادر كتماه فاقتلاه۔

(حوالۂ بالا، رقم الحدیث:۹۷۰۷)

ترجمہ:......مروی ہے کہ: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ پر جھوٹ باندھا تو آپ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور فرمایا: اس کو پالو تو قتل کر دیں۔

(۱۴)......وروى ابن قانع ان رجلا جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال : يا رسول الله ! سمعت ابى يقول فيك قولا قبيحا فقتلته ، فلم يشق ذلك على النبى صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ:......ابن قانع سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ: میں نے اپنے باپ کو آپ کی شان میں قبیح کلمات کہتے ہوئے سنا تو مجھ سے برداشت نہیں ہو سکا اور میں نے اسے قتل کر دیا، یہ بات آپ ﷺ کو ناگوار نہیں گذری۔

(۱۵)...... و بلغ المهاجر بن ابى امية امير اليمن لابى بكر رضى الله عنه ان امراة هناك فى الردة غنت بسب النبى صلى الله عليه وسلم ، فقطع يدها ، و نزع ثنيتها ، فبلغ ابا بكر ذلك ، فقال له: لو لا ما فعلت لامرتك بقتلها ، لان حد الانبياء يشبه الحدود۔

ترجمہ:......حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مہاجر بن ابی امیہ: یمن کے حاکم تھے، یمن کے زمانہ ارتداد میں ایک عورت نبی کریم ﷺ کو گانے میں گالی دیا کرتی تھی، تو (امیر یمن مہاجر بن ابی امیہ نے) اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا اور اس کے سامنے والے دانت توڑ دیئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ

کرتے تو میں تم کو اس عورت کے قتل کا حکم دیتا، اس لئے کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی سزا عام لوگوں کی سزا کی طرح نہیں بلکہ (ایسے شخص کو سخت سزا دینی چاہیے)۔

(۱۶)......عن ابن عباس : هجت امرأة من خطمة النبی صلی الله علیه وسلم فقال : من لی بها ؟ فقال رجل من قومها : انا یا رسول الله ، فنهض فقتلها، فاخبر فقال : لا ینتطح فیها عنزان۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: قبیلۂ خطمہ کی ایک عورت نے آپ ﷺ کی برائی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کون اس کو قتل کرے گا؟ تو اس کی قوم کے ایک صاحب نے کہا: اے اللہ کے رسول میں، وہ اٹھے اور اس عورت کو قتل کردیا، اور آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی، آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں تو دو بکریاں بھی سینگ نہیں مارتیں۔ (یعنی اس کا خون تو مباح ہے)۔

(۱۷)...... ومن ذلک کتاب عمر بن عبد العزیز الی عامله بالکوفة ، وقد استشاره فی قتل رجل سب عمر رضی الله عنه ، فکتب الیه عمر : انه لا یحل قتل امرئ مسلم بسبّ احد من الناس الا رجلا سب رسول الله صلی الله علیه وسلم ، فمن سبه فقد حل دمه۔

ترجمہ:......ان دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ: کوفہ کے حاکم نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ: کیا میں اس شخص کو قتل کردوں، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دے؟ تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ: گالی دینے کی بنا پر کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں، البتہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو گالی دے اسے قتل کرنا جائز ہے، البتہ جو آپ ﷺ

کو گالی دے اس کا خون حلال ہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ص۴۳۴، الفصل الثانی فی الحجة فی ایجاب قتل من سب أوعابه صلی الله علیه وسلم ، القسم الرابع ، الباب الاول ، ط:دار الحدیث ، القاهرة)

آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا ایک راہب

(۱۸)......ان ابن عمر رضی الله عنهما اتی براهب (فقیل له) ان هذا یسبّ النبی صلی الله علیه وسلم ، فقال : لو سمعتُه لقَتَلتُه ، انا لم نعطهم الذمة لیسبّوا نبینا صلی الله علیه وسلم۔

(المطالب العالية ص۴۴۸ ج۹، باب هدر دم من سب النبی صلی الله علیه وسلم من اهل العهد ، رقم الحدیث:۲۰۳۱ (وفی نسخة :۱۹۸۶، طبع :بیروت)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک راہب کو لایا گیا ، اور بتایا گیا کہ: یہ نبی کریم ﷺ کو سب وشتم کرتا ہے، آپ نے فرمایا: اگر میں سنتا تو اس کو قتل کر دیتا، ہم نے ان کو اس لئے امان نہیں دی کہ یہ نبی کریم ﷺ کو سب وشتم کریں۔

آپ ﷺ کے بعد قتل کی سزا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ارشاد

(۱۹)......عن أبی برزة رضی الله عنه قال : كنتُ عند أبی بكر رضی الله عنه ، فتغيّظ علٰی رجل فاشتدّ علیه ، فقلتُ : تأذن لی یا خلیفة رسول الله أضرب عنقه ؟ قال: فأذهبَتْ كلمتی غضبه ، فقام فدخل فأرسل الیّ ، فقال : ما الذی قلت آنفًا ؟ قلتُ : ائذَنْ لی أضرِبُ عنقه ، قال : أكنتَ فاعلًا لو أمرتک ؟ قلتُ : نعم ، قال : لا واللّه ، ما كانت لبشرٍ بعد محمد صلی الله علیه وسلم ۔(ابوداوٗد، باب الحكم فیمن سبّ النبی صلی الله علیه وسلم ، كتاب الحدود ، رقم الحدیث:۴۳۶۳)

ترجمہ:......حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، وہ ایک شخص پر غصہ ہوئے اور سخت ترین غصہ ہوئے، میں نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ میں اس شخص کی گردن اڑا دوں، یہ بات کہنے سے ان کا غصہ جاتا رہا اور وہ کھڑے ہوکر اندر چلے گئے، پھر انہوں نے مجھے بلوایا اور فرمایا: تم نے ابھی کیا بات کہی تھی؟ میں نے عرض کیا: مجھے آپ اجازت دیں تو میں اس شخص کی گردن اڑا دوں۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں اگر میں حکم دیتا تو تم اس شخص کی گردن واقعی اڑا دیتے؟ میں نے عرض کیا: بلاشبہ میں اس کی گردن اڑا دیتا۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کے بعد یہ مقام کسی کو حاصل نہیں ہے۔

گستاخ رسول کو تین دنوں تک توبہ کی مہلت دی جائے گی

(۱)......لما قُدم على عمر فتحُ تُستَر – وتستر من ارض البصرة – سألهم هل من مُغرِّبة ؟ قالوا : رجل من المسلمين لحق بالمشركين فاخذناه ، قال : ما صنعتم به ؟ قالوا : قتلناه ، قال : أفلا ادخلتموه بيتا ، واغلقتم عليه بابًا ، و اطعمتموه كل يوم رغيفا ثم استتبتموه ثلاثا ، فان تاب والا قتلتموه ؟ ثم قال : اللهم ! لم اشهدُ ، ولم آمُرُ ولم ارضَ اذ بلغني۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴۲ ج ۱۷، ما قالوا فی المرتد : کم یستتاب ، کتاب السیر ، رقم الحدیث:۳۳۴۲۴۔سنن بیہقی ص۳۴ ۱ج ۱۷، باب من قال یحبس ثلاثۃ ایام ، کتاب المرتد ، رقم الحدیث:۱۶۹۷۰)

ترجمہ:...... جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تستر کی فتح کی خبر آئی -تستر یہ بصرہ کا

علاقہ ہے-حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ: مغرب کا کوئی آدمی ہے؟ لوگوں نے کہا: مسلمانوں کا ایک آدمی مشرک ہوگیا تھا،تو ہم نے اس کو پکڑ لیا،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ لوگوں نے کہا: ہم نے اس کو قتل کر دیا،تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اس کو گھر میں نہیں بند کر دیتے،اوراس کو ہر روز روٹی کھلاتے، پھر تین دنوں تک اس سے توبہ کا مطالبہ کرتے،اگر توبہ کر لیتا تو چھوڑ دیتے،ورنہ اس کو قتل کر دیتے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ گواہ رہنا، میں نے نہ ان لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا،اور جب اس کے قتل کی بات مجھے پہنچی تو میں اس سے راضی بھی نہیں ہوں۔

(۲)......عن علی رضی اللہ عنہ قال : یستتاب المرتد ثلاثا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴۳ ج۱۷، ما قالوا فی المرتد : کم یستتاب ، کتاب السیر، رقم الحدیث:۳۳۴۲۷)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مرتد سے تین دنوں تک توبہ کا مطالبہ کیا جائے۔

(۳)......عن علی رضی اللہ عنہ قال : یستتاب المرتد ثلاثا، فان عاد قتل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴۳ ج۱۷، ما قالوا فی المرتد : کم یستتاب ، کتاب السیر، رقم الحدیث:۳۳۴۲۸ ۔سنن بیہقی ص۱۳۶ ج۱۷، باب من قال یحبس ثلاثۃ ایام ، کتاب المرتد ، رقم الحدیث:۱۶۹۷۳)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مرتد سے تین دنوں تک توبہ کا مطالبہ کیا جائے،اگر وہ دوبارہ مرتد ہو جائے تو قتل کر دیا جائے۔

(۴)......ابن عمر رضی اللہ عنہما یقول : یستتاب المرتد ثلاثا۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: مرتد سے تین دنوں تک توبہ کا مطالبہ کیا جائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴۳ ج۱۷، ما قالوا فی المرتد : کم یستتاب ، کتاب السیر، رقم الحدیث:۳۳۴۲۸۔سنن بیہقی ص۱۳۷ ج۱۷، باب من قال یحبس ثلاثة ایام ، کتاب المرتد ، رقم الحدیث:۱۶۹۷۴)

(۵)......عن عمر بن عبد العزیز رضی الله عنه قال : یستتاب المرتد ثلا ثا ، فان رجع والا قتل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴۴ ج۱۷، ما قالوا فی المرتد : کم یستتاب ، کتاب السیر، رقم الحدیث:۳۳۴۳۱)

ترجمہ:......حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مرتد سے تین دنوں تک توبہ کا مطالبہ کیا جائے ،اگر وہ توبہ کرلے (تو ٹھیک ہے،اس کی توبہ قبول کی جائے) ورنہ اسے قتل کردیا جائے۔

تشریح:......ان آثار سے معلوم ہوا کہ مرتد کو تین دن تک مہلت دی جائے۔تین دنوں کے بعد بھی اپنے بات پر اڑا رہے تب جا کر اس کو قتل کیا جائے گا۔

فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تصریحات

جوآدمی آپ ﷺ کا کسی طرح بھی استہزاء کرے تو وہ مرتد، زندیق اور ملحد ہے۔

اگر ایسا آدمی کسی مسلمان ملک میں یہ حرکت کرتا ہے تو اس کو قتل کرنا مسلمانوں کی حکومت پر واجب ہے۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی مشہور ومعروف کتاب ’’الصارم المسلول علی شاتم الرسول ‘‘میں نقل فرمایا کہ:

’’ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مسلم أو کافر فانہ یجب قتلہ ھذا مذھب علیہ عامۃ اھل العلم ، قال ابن المنذر : أجمع عوام أھل العلم علی أن حد من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم القتل ، وممن قالہ مالک واللیث واحمد واسحق وھو مذھب الشافعی ، وقد حکی ابوبکر الفارسی من اصحاب الشافعی اجماع المسلمین علی ان حد من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم القتل‘‘۔

(الصارم المسلول علی شاتم الرسول ، لتقی الدین ابن تیمیۃ : المسئلۃ الاولی (۴/۳) مطبوعہ: نشر السنۃ، ملتان)

ترجمہ:......عام اہل علم کا مذہب ہے کہ جوآدمی خواہ مسلمان ہو یا کافر، نبی کریم ﷺ کو گالی دیتا ہے اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ابن منذر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: عام اہل علم کا اجماع ہے کہ جوآدمی نبی کریم ﷺ کو گالی دیتا ہے اس کی حد قتل ہے، اور اسی بات کو امام مالک، امام لیث ، امام احمد، امام اسحٰق رحمہم اللہ نے بھی اختیار فرمایا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے، اور ابوبکر فارسی رحمہ اللہ نے اصحاب امام شافعی رحمہ اللہ سے مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ: شاتم رسول ﷺ کی حد قتل ہے۔

’’وقال محمد بن سحنون : اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ

وسلم والمُنقِّص له كافر، والوعيد جاء عليه بعذاب الله له، وحكمه عند الامة القتل ومن شك فى كفره وعذابه كفر''۔(حوالۂ بالا)

ترجمہ:......محمد بن سحنون رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: علماء کا اجماع ہے کہ شاتم رسول ﷺ اور آپ کی توہین وتنقیص شان کرنے والا کافر ہے، اور حدیث میں اس کے لئے سخت سزا کی وعید آئی ہے، اور امت مسلمہ کے نزدیک اس کا شرعی حکم قتل ہے، اور جو آدمی اس شخص کے کفر اور عذاب کے بارے میں شک وشبہ کرے گا وہ بھی کافر ہوگا۔

پھر یہ شخص جب مسلسل اس جرم کے ارتکاب میں قائم ہے اور اس پر مصر ہے تو اس کے واجب القتل ہونے اور اس کی توبہ قبول نہ کرنے کے بارے میں کوئی شک ہی نہیں، چنانچہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ: جو آدمی ارتداد کی حالت پر بدستور برقرار رہتا ہے، یا بار بار مرتد ہوتا رہتا ہے، اس کو فوراً قتل کردیا جائے گا، اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، جیسا کہ ''فتاوی شامی'' میں ہے:

''وعن ابن عمر وعلى : لا تقبل توبة من تكررت ردته كالزنديق، وهو قول مالك واحمد والليث، وعن ابى يوسف : لو فعل ذلك مراراً يقتل غيلة''۔

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ: متعدد بار مرتد ہونے والے کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، جیسا کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جاتی، اور یہ امام مالک، احمد اور لیث رحمہم اللہ کا مذہب ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: اگر کوئی آدمی مرتد ہونے کا جرم بار بار کرے تو اسے حیلہ سے بے خبری میں قتل کردیا جائے۔

(رد المحتار على الدر المختار ص۳٦٠ ج٦، باب المرتد، مطلب : ما يشك فى انه ردة لا يحكم بها، كتاب الجهاد، ط : مكتبة دار الباز، مكة المكرمة)

اسی طرح ''درمختار'' میں ہے:

''وکل مسلم إرتد فتوبته مقبولة ، إلا جماعة من تکررت ردته علی ما مر، والکافر بسبّ نبی من الانبیاء ، فانه یقتل حداً ، ولا تقبل توبته مطلقاً''۔

(الدرالمختار ص ۳۷۰ ج ۶، باب المرتد ، کتاب الجهاد ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

ترجمہ:...... ہر وہ مسلم جو (نعوذ باللہ) مرتد ہوجاتا ہے اس کی توبہ قبول ہوتی ہے، مگر وہ جماعت جس کا ارتداد مکرر (بار بار) ہوتا ہو، ان کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اور جو آدمی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں سے کسی نبی کو گالی دینے کی وجہ سے کافر ہوجائے اس کو قتل کر دیا جائے گا، اوراس کی توبہ کسی حال میں بھی قبول نہیں کی جائے گی۔

''من لم یقر ببعض الانبیاء علیهم السلام أو عاب نبیا بشیء ، أو لم یرض بسنة من سنن المرسلین علیهم السلام فقد کفر''۔

(تاتارخانیہ ص ۴۷۷ ج ۵، فصل : فیما یعود الی الانبیاء علیهم السلام ، کتاب احکام المرتدین)

نشہ میں مبتلا شخص کا حکم

مسئلہ:......حنفیہ کا مذہب اور شافعیہ کا ایک قول یہ ہے کہ: نشہ میں مبتلا شخص کی ردت معتبر نہیں اوران کی دلیل یہ ہے کہ مرتد ہونے کی بنیاد اعتقاد پر ہے اور نشہ میں مبتلا شخص جو کہتا ہے اس کا اعتقاد نہیں رکھتا۔

(المبسوط ص ۱۲۳ ج ۱۰۔ تحفۃ الفقہاء ص ۵۳۲ ج ۴۔ البدائع ص ۱۳۴ ج ۷۔ ابن عابدین ص ۲۲۴ ج ۴۔ المہذب ص ۲۲۲ ج ۲۔ القلیوبی ص ۱۷۶ ج ۴۔ موسوعہ فقہیہ (اردو) ص ۲۲۱ ج ۲۲، مادہ: ردۃ)

شاتم رسول ذمی کی سزا

مسئلہ:......حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ: ذمی اگر نبی پاک ﷺ کو گالی دے تو اس کا معاہدہ

نہیں ٹوٹے گا، اگر علی الاعلان گالی نہ دے، اس لئے کہ یہ مزید کفر ہے، اور عقد اصل کفر کے باوجود باقی رہتا ہے تو کفر میں زیادتی کے ساتھ بھی باقی رہے گا۔ اور اگر علی الاعلان گالی دے تو اسے قتل کردیا جائے گا، اگر چہ عورت ہو۔

(البدائع ص۱۱۴ ج ۷۔ ابن عابدین ص۲۲۴ ج ۴۔ المہذب ص۲۲۲ ج ۲۔ الہدایہ مع فتح القدیر ص ۳۰۲/۳۰۳ ج ۴۔ موسوعہ فقہیہ (اردو) ص۲۰۰ ج ۷، مادہ: اہل ذمہ)

مفتیٔ گجرات حضرت مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

چونکہ معاہد بمنزلہ ذمی کے شمار ہوتا ہے، اور ذمی اگر خدانخواستہ شان رسول کریم ﷺ میں (نعوذ باللہ) گستاخی کردے تو احناف کے نزدیک اس سے نقض عہد نہیں ہوتا۔

''ومن امتنع من الجزية أو قتل مسلما أو سب النبى عليه السلام أو زنٰى بمسلمة لم ينتقض عهده''۔ (ہدایہ اولین ص۵۹۸ (۵۸۲)، باب الجزية ، كتاب السير)

''اقول والمصرح به عندنا فى المتون الشروح : ان الذمى لا ينتقض عهده بسب النبى صلى الله عليه سلم ، وكذا بالاباء عن الجزية والزنا بمسلمة وقتل مسلم''۔ (مجموعہ رسائل ابن عابدین ص۳۵۳ ج ۱، (تنبيه الولاة والحكام على شاتم خير الانام)

(فتاوی بسم اللہ ص۳۷۹ ج ۱، رسالت کا بیان، سوال نمبر: ۲۴۷)

شاتم رسول کی توبہ کا حکم

مسئلہ:......راجح قول کے مطابق شاتم رسول کی توبہ قبول کی جاسکتی ہے۔ ہاں کوئی شخص بار بار عمداً آپ ﷺ کا یا کسی نبی کا استہزاء کرتا رہے اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

احادیث شروع میں گذر چکی ہیں۔ چند فقہی حوالجات درج ہیں:

(۱)...... وقال ابو يوسف رحمه الله : وايما رجل مسلم سبّ رسول الله صلى الله

علیہ وسلم ' أو كذبه ' أو عابه ' أو تنقصه فقد كفر بالله تعالى ، وبانت امرأته ، فان تاب والا قتل۔

(رسائل ابن عابدین ص٣٢٤/٣٢٦ ج٤، " تنبيه الولاة والحكام على احكام شاتم خير الانام ، أواحد اصحابه الكرام عليه وعليهم الصلوة والسلام "،مطبوعہ: سہیل اکیڈمی،لاہور۔الدرالمختار ص ٣٧٠ ج٦ ، باب مهم فى حكم ساب الانبياء ، كتاب الجهاد)

(٢)......وكل مسلم إرتد فتوبته مقبولة ، إلا جماعة من تكررت ردته على ما مر۔

(الدرالمختار ص٣٧٠ ج٦ ، باب المرتد ، كتاب الجهاد ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

(٣)......وظاهر فى قبول توبته كما لا يخفى۔

(منحۃ الخالق علی البحر الرائق ص١٣٥ ج٥ ، باب المرتد)

(٤)......قال ابو الحسن على بن الحسين اسعدى رحمه الله : من سبّ رسول الله صلى الله عليه وسلم فانه مرتد ، ويفعل ما يفعل المرتد ، الخ ۔

(النتف فی الفتاوی ص٤٢٧ ج٢ ، كتاب المرتد)

(٥)......واختلف الفقهاء فى استتابة المرتد والزنديق ، فقال ابو حنيفة وابو يوسف ومحمد وزفر رحمهم الله فى الاصل لايقتل المرتد حتى يستتاب ، ومن قتل مرتدا قبل ان يستتاب فلا ضمان عليه ، و ذكر بشير بن الوليد عن ابى يوسف رحمه الله فى الزنديق الذى يظهر الاسلام ، قال ابو حنيفة رحمه الله استتبه كالمرتد ، فان اسلم خليت سبيله فان ابى قتلته "الخ ، قال مالک رحمه الله : يقتل الزنادقة ولا يستتابون" الخ ، وقال الشافعى رحمه الله : يستتاب المرتد ظاهرا والزنديق وان لم يتب قتل "۔(احكام القرآن للجصاص ص٤٠٤ ج٢ ، مطلب فى الخلاف فى قبول توبة الزنديق باب استتابة المرتد۔مرغوب الفتاوی ص٢٣٤ ج١،كتاب الايمان والعقائد ،سوال نمبر:٣)

عورت کے قتل کا حکم

(۳)......اما المرء ة فلا يباح دمها اذا ارتدت ولا تقتل عندنا ، ولكنها يجبر على الاسلام ، واجبارها على الاسلام ان تحبس و تخرج كل يوم و تستتاب ويعرض عليها الاسلام ، فان اسلمت والا حبست ثانيا ، هكذا الى ان تسلم أو تموت۔

(بدائع الصنائع ص۱۳۵ج۷، باب المرتد ، کتاب الجهاد)

یعنی اور بہر حال عورت تو اس کا خون مباح نہیں ، جبکہ وہ ارتداد کو اختیار کرے، اور ہمارے نزدیک اسے قتل نہیں کیا جائے گا، لیکن اس کو اسلام پر مجبور کیا جائے گا۔اور اسلام پر مجبور کرنے کی صورت یہ ہے کہ: اسے قید کیا جائے اور روزانہ قید سے نکالا جاے، اور اس کو توبہ کا حکم دیا جائے ، اور اسلام پیش کیا جائے ، اگر وہ اسلام لے آئے تو ٹھیک ہے، ورنہ اسے دوبارہ قید کر دیا جائے ، اور اسی طرح ہوتا رہے یہاں تک کہ یا تو وہ اسلام قبول کر لے یا مر جائے۔

اللہ کو گالی دینے والے کی توبہ قبول کی جائے گی نبی کو گالی دینے والے کی نہیں

علماء نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ: اگر کوئی شخص اللہ تعالی کو گالی دے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی ، کیونکہ وہ اللہ تعالی کا حق ہے، اور نبی کو گالی دینا بندے کا حق ہے، اس لئے نبی کو گالی دینے والے کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

’’ولو سبّ الله تعالى قبلت لانه حق الله تعالى ، والاول حق العبد لا يزول بالتوبة ، (الدر) وفى الشامية : فيه ان حق العبد لا يسقط اذا طالب به كحد القذف‘‘۔

(رد المحتار على الدر المختار ص۳۷۰ج۶، باب المرتد ، مطلب مهم : فى حكم ساب الانبياء كتاب الجهاد ، ط:مكتبة دار الباز، مكة المكرمة)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’ان النبی صلی اللہ علی وسلم کان لہ ان یعفو عمن شتمہ و سبّہ فی حیاتہ ، و لیس لامتہ ان یعفو عن ذالک‘‘۔(الصارم المسلول ص۱۹۵)

یعنی نبی کریم ﷺ کو اپنی حیات طیبہ میں یہ حق حاصل تھا کہ آپ کو سب وشتم کرنے والے کو آپ معاف فرمادیں، لیکن آپ ﷺ کے بعد امت کو آپ کو گالی دینے والے کو معاف کرنے کا حق حاصل نہیں۔

آنحضرت ﷺ کے بال مبارک کی توہین بھی کفر ہے

آنحضرت ﷺ کے بال مبارک کی توہین بھی کفر ہے، فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ: اگر کسی نے آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک کے لئے تصغیر کا صیغہ (اہانۃً) استعمال کیا، وہ بھی کافر ہوجائے گا۔

’’وفی المحیط : لو قال لشعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم :" شُعَیر " یکفر عند بعض المشائخ ، وعند البعض لا یکفر الا اذا قال ذلک بطریق الاھانۃ‘‘۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۵۲ ج۱۔(جدید ص۵۶ ج۲)۔رسائل ابن عابدین ص۳۲۶ ج۱)

’’و لو قال لشعرمحمد صلی اللہ علیہ وسلم :" شُعَیرا " یکفر‘‘۔

(خلاصۃ الفتاوی ص۳۸۶ ج۴، الفصل الثانی : النوع الاول فی المقدمۃ ، کتاب الفاظ الکفر)

شاتم رسول کو انفراداً قتل کرنا

مسئلہ:......ارتداد کی سزا قتل کا نفاذ اسی وقت ہوگا جب مسلم مملکت ہو، غیر مسلم ممالک ہندوستان وغیرہ میں اگر خدانخواستہ اس نوعیت کے واقعات پیش آجائیں تو مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ ’’شہادت حق‘‘ کا حق ادا کرتے ہوئے ان کے شکوک وشبہات کا ازالہ کریں،

اخلاقی اور دعوتی طریق پر ان کو اسلام سے قریب کریں، اور اگر کوئی بدبخت اس توفیق سے یکسر محروم ہو چکا ہو تو اس سے اپنا مقاطعہ کرلیں، اور اس طرح اپنے عمل سے عنداللہ اس بات کا ثبوت فراہم کردیں کہ ہمارے پاس اللہ تعالی کا رشتہ انسانی رشتوں سے زیادہ محکم، مقدس اور مقدم ہے، لیکن دارالکفر میں ''ارتداد'' کی حد شرعی جاری نہ ہوگی۔

''ولا يقيم المولى الحد على عبده الا باذن الامام ..... أو نائبه''۔

(ہدایہ ص۵۰۲ ج۲، فصل فی كيفية الحد واقامته ، كتاب الحدود)

'' اما الذى يعم الحدود كلها فهو الامامة ، وهو ان يكون المقيم للحد هو الامام أو من ولاه الامام ، وهذا عندنا''۔

(بدائع الصنائع ص۵۷ ج۷، الباب ، كتاب الحدود)

''وركنه اقامة الامام أو نائبه فى الاقامة''۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۴۳ ج۲، الباب الاول فی تفسيره شرعا وركنه وشرطه ، كتاب الحدود)

حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور فرشتوں کی شان میں گستاخی کی سزا

آپ ﷺ کے علاوہ دوسرے حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور فرشتوں کی شان میں اگر کوئی گستاخی کرے، یا ان کی توہین کرے، یا ان کے لائے ہوئے احکام کو جھٹلائے، یا ان کا انکار کرے، اس کی سزا وہی ہے جو آپ ﷺ کے جھٹلانے کی سزا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

(۱):......﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ﴾۔(پارہ:٦،سورۂ نساء،سورۃ نمبر:۴،آیت نمبر:۱۵۰)

ترجمہ:......جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں

کے درمیان فرق کرنا چاہتے اور کہتے ہیں کہ: کچھ (رسولوں) پر تو ہم ایمان لاتے ہیں اور کچھ کا انکار کرتے ہیں ۔

(۲):......﴿قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ﴾۔

(پارہ:۱،سورۂ بقرہ،سورۃ نمبر:۲،آیت نمبر:۱۳۶)

ترجمہ:......(مسلمانو!) کہہ دو کہ: ''ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں، اوراس کلام پر بھی جو ہم پر اتارا گیا اوراس پر بھی جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اوران کی اولاد پر اتارا گیا، اور اس پر بھی جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اوراس پر بھی جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے عطا ہوا۔ ہم ان پیغمبروں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے ۔

(۳):......﴿کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ﴾۔

(پارہ:۳،سورۂ بقرہ،سورۃ نمبر:۲،آیت نمبر:۲۸۵)

ترجمہ:...... یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اوراس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ (وہ کہتے ہیں کہ) ہم اس کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے (کہ کسی پر ایمان لائیں، کسی پر نہ لائیں)۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اس شخص کے بارے میں جو حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام یا ان میں سے کسی ایک کی شان میں گستاخی کرے، فتویٰ دیا ہے کہ اسے قتل کردیا جائے، الا یہ کہ وہ مسلمان ہوجائے۔

قاضی قرطبہ سعید بن سلیمان رحمہ اللہ نے اپنے بعض جوابات میں فرمایا ہے کہ: جو اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتوں کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کردیا جائے۔

سحنون رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: جو شخص فرشتوں میں سے کسی فرشتے کو برا بھلا کہے وہ واجب

القتل ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: جو شخص یہ کہے کہ: وحی لانے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے غلطی ہوئی تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے، اگر وہ توبہ کرے تو خیر ورنہ اسے قتل کردیا جائے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اوران کے اصحاب کا قول ہے کہ: جو شخص حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ و السلام میں سے کسی نبی کی تکذیب کرے، یا ان پر عیب لگائے، یا کسی نبی سے برائت کا اظہار کرے، وہ مرتد ہے۔

وہ شخص جو کسی سے کہے کہ: ''تمہارا چہرہ فرشتہ مالک کے غضبناک چہرے کی طرح ہے'' تو اگر وہ اپنے اس جملہ سے فرشتہ مذکور کی مذمت کا ارادہ کرے تو اس کے بارے میں ابوالحسن قابسی رحمہ اللہ کا فتوی ہے کہ اسے قتل کیا جائے۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ص۴۸۸، الفصل الثامن : حكم سبِّ بقية الانبياء و الملا ئكة القسم الرابع ، الباب الثالث ، ط : دار الحديث ، القاهرة)

بابی و بہائی فرقہ

اس رسالہ میں بابی اور بہائی مذہب کے عقائد، بابی و بہائی فرقہ کے متعلق اکابر دیوبند کے چند فتاوی، مرتد کے احکام، ارتداد کی سزا دار الاسلام میں ہوگی، جرم کے روکنے کے تین محرکات ہیں، ارتداد کی سزا سخت کیوں؟ تعزیرات کا ثبوت قرآن وسنت سے وغیرہ امور کو جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلیشرز، کراچی

پیش لفظ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

حق و باطل کا معرکہ کوئی نیا نہیں ہے، اگر یہ کہا جائے کہ بہت پہلے بلکہ ابتدائے آفرینش سے ہی اس کی ابتدا ہوگئی تو شاید غلط نہ ہوگا۔ ہابیل و قابیل کے مابین جو معرکۂ حق و باطل ہوا، اس کو قرآن کریم واحادیث نبویہ نے نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ اس سے قیامت کے آنے والے انسانوں کو درس دیا۔

جتنا زمانہ قرن خیر سے دور ہوجاتا جائے گا اسی قدر شر کے غلبہ کا ہوتا جائے گا۔ اور شر و فساد میں عقیدہ کا شر و بگاڑ اس قدر خطرناک ہے کہ وہ ایمان کا صفایا کر دیتا ہے، دنیوی فساد سے ممکن ہے کہ انسان کی دنیا برباد ہو، مگر یقین واعتقاد سے ہمیشہ کی آخرت برباد ہوجاتی ہے۔

ہمارا ازلی دشمن شیطان نے خود مسلمانوں ہی میں گمراہی کا ایسا چال چلا دیا کہ دین کے نام سے فتنوں اور گروہ بندی کا وہ جال بچھایا کہ الامان والحفیظ۔ بعض عقائد نے تو ان کے ماننے والوں کو مسلمان تو باقی رکھا، مگر اہل سنت والجماعت سے خارج کر دیا، اور بعضوں نے وہ نظریئے اپنا لئے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے رہے، مگر شریعت مطہرہ میں ان کے اسلام کی کوئی گنجائش نہیں۔ ایسے گمراہ کن عقائد کے حامل فرقوں کی بھی کمی نہیں۔ انہیں میں ایک فرقہ بابی و بہائی بھی ہے۔ ان کے عقائد بھی اسلام سے ذرہ برابر میل نہیں کھاتے۔ میں بہائی عقیدہ کے حامل حضرات سے دردمندانہ درخواست کرتا ہوں کہ اس رسالہ کو خالی الذہن ہوکر پڑھے، اور خدارا اپنی عاقبت کو دنیاوی لالچ اور ضد میں برباد نہ کریں۔

اللہ کرے یہ تحریر جس مقصد کے لئے لکھی گئی ہے اس میں مفید سے مفید تر ثابت ہو، اور

اس کی برکت سے امت گمراہی سے بچے ،اور جو کسی غلط فہمی یا حب جاہ اورحب مال کے سبب ان غلط عقائد کے ماننے اوراس کی اشاعت میں پھنس چکے ہوں' ان کی اصلاح کا ذریعہ بنے۔اللہ تعالی اس حقیر سعی کوذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات بنائے،آمین۔

یہ تحریر کوئی مستقل رسالہ وکتاب نہیں ہے، بلکہ حضرۃ العلام مولانا عبدالحئ صاحب کفلیتوی رحمہ اللہ کےایک رسالہ''المدافع الالهية فی الرد علی البابية''پرمقدمہ کے طورلکھا گیاایک مقالہ ہے۔بعدمیں راقم اپنے رسائل کوجمع کررہاتھاتو مناسب سمجھا کہ اس مقالہ کوبھی رسالہ کی شکل میں مرتب کرکے شامل اشاعت کردوں۔اللہ کرے یہ تحریر کسی کی ہدایت کاذریعہ بنے،آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحیم

اس مقدمہ میں بہائی فرقہ کے چند عقائد اور ان عقائد پر یقین رکھنے والوں کا کیا حکم ہے ان کو بیان کیا گیا ہے۔ان کے عقائد کے لئے راقم نے براہ راست ان کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا، بلکہ اپنے اکابر کے فتاوی میں ان کے متعلق جو سوالات و جوابات ہیں' ان میں جو عقائد نظر سے گذرے انہیں پر اعتماد کیا ہے۔آخر میں مرتد کے ساتھ کس طرح کا سلوک رکھا جائے،اس کو بھی مختصر اواضح کیا گیا ہے۔ مرغوب احمد لاجپوری

بہائی عقائد

(۱):...... بقول بہاء اللہ ایک ہی روح القدس ہے، جو بار بار پیغمبر بن کر ان کے جسد خاکی میں ظاہر ہوتا ہے۔

(۲):...... بہائی مذہب کا عقیدہ ہے کہ حضرت بہاء اللہ ہی خدا کے کامل اور اکمل مظہر ظہور اور خدا کی مقدس حقیقت کے مطلع انوار ہیں۔

(۳):......روز قیامت کے منکر ہیں۔

(۴):......دخول جنت کا انکار کرتے ہیں۔

(۵):......دخول جہنم کا انکار کرتے ہیں۔

(۶):......قرآن مجید کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں۔

(۷):......شریعت اسلامیہ کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں۔

(۸):...... اسلام کا دور بارہ سوساٹھ سال تک تھا، پھر منسوخ ہوگا۔

(۹):......قرآن پاک سے منحرف ہیں۔ان کی مذہبی کتاب بہاء اللہ کی تصنیف کردہ ’’کتاب اقدس‘‘ ہے۔

(۱۰):...... کتاب اقدس کی تعلیمات کی رو سے تمام انبیاء و رسل اور آسمانی کتب منسوخ ہیں۔

(۱۱):......آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء نہیں ہیں (یعنی بہائی ختم نبوت اور ختم رسالت کے منکر ہیں)۔

(۱۲):......ان کے ہاں وحی نازل ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی۔

(۱۳):...... جہاد ناجائز اور حرام ہے۔

(۱۴):......جزیہ ناجائز اور حرام ہے۔

(۱۵):......میراث میں مرد و عورت کی مساوات کے قائل ہیں۔

(۱۶):...... پردہ ناجائز ہے۔

(۱۷):......عدت سے انکار کرتے ہیں۔

(۱۸):...... بینکاری سود جائز ہے۔

(۱۹):......کعبہ سے منحرف ہیں۔

(۲۰):......ان کا کعبہ اسرائیل ہے، جو بہاء اللہ کی آخری آرام گاہ۔

(۲۱):......روزہ کے ایام انیس ہیں۔

(۲۲):......زکوۃ میں انیس مثقال بہاء اللہ کے لئے ہیں۔(جبکہ اسلام نے زکوۃ کو حضور اقدس ﷺ اور اہل بیت کے لئے ناجائز قرار دیا)

(۲۳):......زنا کی سزا بیت المال میں نو مثقال سونا جمع کرنا ہے۔

(۲۴): ......اور خود تمام سزاؤں سے مستثنیٰ۔

(۲۵): ......ریاست کا عصا بہاء اللہ سے جدا نہ ہوگا۔

بابی و بہائی فرقہ کے متعلق اکابر دیو بند کے چند فتاوی

فتوی از: حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ

س: ......ایک بہائی مرد کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوا اور ایک مسلمان لڑکی سے اسلامی طریقہ پر شادی کی اور اسی دن پھر اس مرد نے لڑکی کو اپنے گھر لے جا کر بہائی طریقہ پر نکاح کیا اور دونوں بہائیوں کی جماعت میں دستخط کر کے شامل ہو گئے۔ پونے دو سال تک دونوں بحیثیت میاں بیوی رہے، اب آپس میں نا چاقی ہو گئی اور لڑکی اسلام میں داخل ہو کر مرد مذکور کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اسلامی طریقہ سے جو نکاح پڑھا گیا تھا اور اسی روز دوبارہ بہائی رسم کے موافق نکاح پڑھوانے اور دستخط کرنے سے باطل ہو گیا یا نہیں؟

(۲): ......اسلامی طریقہ سے نکاح پڑھنے کے بعد مرد اپنی بہائی جماعت میں داخل ہو کر دستخط کرنے سے مرتد ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(۳): ......صورت مسئولہ میں جو مہر کہ اسلامی طریقہ پر نکاح پڑھتے وقت ادا کیا تھا خاوند واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

(۴): ......دولہا کے باپ نے جو کہ بہائی تھا بوقت نکاح کچھ زیور بطور ہبہ دولہا و دلہن کو دیا ہؤا سے دولہا یا دولہا کا باپ واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

(۵): ......بہائی خاوند سے مسلمان ہو جانے کے بعد طلاق لینے کی ضرورت ہے یا بغیر طلاق کے نکاح فسخ ہو جائے گا؟

ج:……حامداً و مصلیاً،الجواب وبا للہ التوفیق: بابی و بہائی فرقے اسلام سے خارج ہیں ،کیونکہ وہ قرآن مجید اور شریعت اسلامیہ کے منسوخ ہوجانے کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء نہیں مانتے۔

جس بابی یا بہائی نے مسلمان ہوکر مسلمان عورت سے اسلامی طریقہ پر نکاح کیا تو اس کا نکاح جائز اور صحیح ہوگیا،لیکن جب زوجین نے بابی یا بہائی مذہب اختیار کرلیا اور ان کی جماعت میں (خود دستخط کرکے) شامل ہوگئے تو ان کا نکاح کالعدم ہوگیا۔

پھر جب عورت مسلمان ہوگئی اور خاوند نے اسلام قبول نہیں کیا تو عورت عدت گذارنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کرسکے گی۔زوج نے جو مہر ادا کیا تھا یا جو رقم زوج نے یا زوج کے باپ نے عورت کو دی تھی وہ واپس نہیں ہوسکتی۔عورت اس کی مالک ہے۔اس کو دلوائی جائے گی اور صورت مسئولہ میں عورت کو طلاق لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

فقط واللہ تعالی اعلم وعلمہ احکم و اتم

محمد کفایت اللہ دہلوی کان اللہ لہ　　　　الجواب صحیح

مرغوب احمد غفرلہ ولوالدیہ　　　　واردحال رنگون

قادیانی وبابی و بہائی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے سے روکنا

حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کا فتوی

س:……کسی مسلمان کو قبرستان میں دفن ہونے سے روکنا جائز ہے یا نہیں؟ گوکہ اس کے اعمال خلاف شرع ہوں۔

ج:……حامداً و مصلیاً،الجواب وبا للہ التوفیق: کسی مسلمان کو بوجہ اس کے اعمال شریعت کے خلاف ہونے کے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے سے روکنا شرعاً ناجائز

ہے،لیکن کسی مسلم کے عقائد کفریہ ہوں اور بوجہ عقائد کفریہ کے دائرۂ اسلام سے نکل چکا ہو جیسے قادیانی و بابی و بہائی فرقے کے لوگ ، ایسوں کو مسلمانوں قبرستان میں دفن ہونے سے روکنا جائز ہے گو اپنے آپ کو کلمہ گو کہتے ہوں۔ **واللہ تعالی اعلم وعلمہ احکم و اتم**

(مرغوب الفتاوی ص ۳۹۰ ج ۱)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا فتوی

ان عقائد کے اختیار کرنے کے بعد زید ایمان سے خارج ہوگیا، اس کا نکاح فسخ ہوگیا، جب شوہر کے ساتھ وہ رہ چکی ہے تو پورا مہر لازم ہوگیا، اب اپنا مہر وصول کرسکتی ہے اور اس سے بالکل الگ رہے، کوئی تعلق زوجیت نہ رکھے، **واللہ تعالی اعلم وعلمہ**

(فتاوی محمودیہ ص ۴۷۰ ج ۴ ، مکتبہ محمودیہ، میرٹھ)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کا فتوی

بہائی مذہب کے جو عقائد سوال میں درج کئے گئے ہیں، ان کے الحاد و باطل ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اس لئے کسی مسلمان کو ان کا مذہب اختیار کرنا جائز نہیں، کیونکہ بہائی مذہب اختیار کرنے کے بعد کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۱۸۵ ج ۱)

’’فتاوی حقانیہ‘‘ کا فتوی

فرقۂ بہائیہ چونکہ ضروریات دین کا منکر ہے، مثلا: روز قیامت، دخول جنت وجہنم سے انکار، اللہ تعالی کا کسی کے جسم میں حلول کرنے کا اعتقاد رکھنا، ختم نبوت سے انکار، میراث میں مرد و عورت کی مساوات، عدت سے انکار وغیرہ۔ یہ تمام عقائد ضروریات دین میں ہیں

اور پوری امت مسلمہ کا ان پر اجماع ہے، لہذا ان میں سے کسی ایک سے انکار کرنا یا کسی کے جسم میں اللہ تعالی کے حلول کا عقیدہ رکھنا موجب کفر اور ارتداد ہے۔ اسلام میں داخل ہونے کے لئے ''کل ماثبت بالضرورۃ '' کا یقین اور اقرار کرنا ضروری ہے، کسی ایک حقیقت کا انکار بھی موجب کفر بن سکتا ہے، اس لئے بہائی مذہب اختیار کرنے والا کافر، مرتد اور خارج عن الاسلام ہے۔

لما قال العلامة ملا علی قاری : " فالتحقيق ان الايمان هو تصديق النبی صلی الله عليه وسلم بالقلب فی جميع ما علم بالضرورة مجيئه به من عند الله اجمالا.....ثم المراد من المعلوم ضرورة كونه من الدين بحيث يعلم العامة من غير افتقار الی النظر والاستدلال ، كوحدة الصانع ' ووجوب الصلوة ' وحرمة الخمر ' ونحوها، وانما قيد بها لان منكرا الاجتهادات لا يكفر اجماعا ، واما من يؤول النصوص الواردة فی حشر الاجساد وحدوث العالم و علم الباری بالجزئيات ، فانه يكفر لما علم قطعا من الدين انها علی ظواهرها " الخ۔

(شرح الفقه الاكبر ص٨٦،الايمان هو الاقرار والتصديق)

قال العلامة ابن عابدين : " المراد بالتكذيب عدم التصديق الذی مرّ ای عدم الاذعان والقبول بما علم مجيئه به صلی الله عليه وسلم ضرورة ای علما ضروريا لا يتوقف علی نظر واستدلال، وليس المراد التصريح بانه كاذب فی كذا، لان مجرد نسبة الكذب اليه صلی الله عليه وسلم كفر ، وظاهر كلامه تخصيص الكفر بجحد الضروری فقط مع ان الشرط عندنا ثبوته علی وجه القطع وان لم يكن ضروريا"۔(رد المحتار ص۲۲۳ج۴، باب احكام المرتد۔فتاوی حقانیہ ص۳۸۹ج۱)

بہائیت

قاہرہ سے عرب لیگ نے اسرائیل سے ہر شعبۂ زندگی میں بائیکاٹ کے اداروں ''مکاتب المقاطعة العربية لاسرائيل'' کی طرف سے اپنی ایک نہایت اہم اور قابل توجہ قرارداد نشر کی ہے۔اس قرارداد میں کہا گیا ہے کہ: بہائی فرقہ کے بارے میں ایسے قطعی شواہد مل چکے ہیں کہ وہ در پردہ عالم عرب اور مسلمانوں کے خلاف اسرائیل اور صیہونیت کا آلہ کار ہے اور اسرائیل میں قائم کردہ اپنے مرکز کے ذریعے پورے عالم عرب میں سازشوں کا جال بچھا رہا ہے۔ یہ لوگ اسرائیل کی مالی مدد بھی کرتے ہیں۔قرارداد میں بہائیت کو قطعی غیر اسلامی صیہونی فرقہ قرار دیتے ہوئے بلیک لسٹ میں شامل کر دیا گیا ہے اور عرب ممالک میں اس کی تمام سرگرمیوں پر پابندی لگانے کا کہا گیا ہے.......اس سے قبل پچھلے سال مکہ مکرمہ میں دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں نے بھی اپنے اجلاس اپریل ۱۹۷۴ء میں بہائیت کے بارہ میں ایسی ہی واضح اور غیر مبہم قرارداد میں مسلمانوں سے مطالبہ کیا تھا کہ بہائی تنظیم کے تمام مراکز، لٹریچر اور سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔

عرب پریس بہائیت کے بارے میں اس قرارداد پر بحث کرتے ہوئے اس فرقہ کی بہت سی صیہونی اور اسلام دشمن سرگرمیوں سے پردہ اٹھا رہی ہے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بہائی فرقہ ایک مذہب اور فرقہ ہے بھی نہیں، بلکہ دراصل وہ اس پردہ میں اسلام اور عالم اسلام کے خلاف صیہونی پروٹوکولات اور سامراجی و یہودی منصوبوں کی تکمیل ہی کی ایک اہم کڑی ہے، یہی منصوبے ہیں جو.....اس طرح کے کئی ایک فرقوں اور جماعتوں کے لبادہ میں ملت مسلمہ پر شب خوں کا کام کرتے ہیں۔بہائیت کے آغاز، محرکات، عقائد و اعمال اور سرگرمیوں میں گئے بغیر بھی ایک سطحی نظر سے بھی اس کے

اصل عزائم اور مقاصد کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

بہائیت نے شیعیت سے جنم لیا اور اس کے بانی مرزا علی محمد باب شیرازی (۱۸۲۰ء) نے شیعی غلو محبت اور اعتقاد کی آڑ لے کر اس مذہب کو فروغ دیا اور عقائد و اعمال، اوہام و خرافات کا ایک ایسا معجون مرکب تیار کر کے پیش کیا جسے اسلام سے تو کیا کسی بھی آسمانی مذہب کے دعویدار نظام ہدایت و ارشاد سے دور کا بھی تعلق نہ رہا، چونکہ اس کی تاسیس ہی درحقیقت مذہب کی آڑ میں مسلمانوں کی عداوت پر رکھی گئی تھی۔ (فتاوی حقانیہ ص۵۲۰ ج۱)

مرتد کے احکام

''ارتداد'' کے معنی پھر جانے اور واپس ہو جانے کے ہیں۔ فقہ کی اصطلاح میں اس سے مراد اسلام اور ہدایت کی نعمت خداوندی سے بہرہ ور ہونے کے بعد پھر کفر و الحاد کی طرف جانا ہے، اور جو بدنصیب اس کا مرتکب ہو اسے ''مرتد'' کہتے ہیں۔

ارتداد کے ثبوت کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ مرتد عاقل' بالغ اور ہوش وحواس کی حالت میں ہو، اپنی رضامندی سے کلمۂ کفر بولا' یا ان کا ارتکاب کیا ہو' (یا کسی گمراہ و کفریہ عقائد کے فرقے میں داخل ہوا ہو)

(۱):......نابالغ' پاگل' بے ہوش آدمی پر مرتد کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

(۲):......اکراہ و دباؤ میں ارتداد کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

(۳):......مرتد کو تین دن تک قید میں رکھا جائے گا۔ مستحب ہے کہ اس درمیان اس پر اسلام پیش کیا جائے، اگر وہ تائب ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس مدت کے بعد اسے قتل کر دیا جائے۔

(۴):......عورت مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ قید کر دی جائے اور جب

تک توبہ نہ کرلے مار پیٹ کے ذریعہ سخت سرزنش کی جائے۔(ملخص از: ھندیہ ۲/۵۴، ۲۵۳)

(۵):……اسلام میں دارالاسلام میں رہتے ہوئے جولوگ مرتد ہوں، ان کی سزا قتل ہے۔

(۶):……مرتد کوسخت سے سخت سزا دینا ضروری ہے۔اس کی کوئی انسانی حرمت نہیں، یہاں تک کہ اگر پیاس سے جاں بلب ہوکرتڑپ رہا ہوتب بھی اسے پانی نہ پلایا جائے۔

(فتاوی بینات ص۲۳۹ ج ۱)

(۷):……مرتدین کو یہ سزائیں بھی دی جاسکتی ہیں: قتل کرنا' شہر بدر کرنا' ان کے گھروں کو ویران کرنا، ان پر ہجوم کرنا وغیرہ۔(فتاوی بینات ص ۲۴۰ ج ۱)

(۸):……مرتد ہوتے ہی اس کی ساری املاک اس کی ملک سے نکل جائیں گی، اور حالت اسلام میں کمایا ہوا مال اس کے مسلمان ورثہ میں تقسیم ہوجائے گا۔

(۹):……مرتد کا ذبیحہ حرام ہے۔

(۱۰):……مرتد کے ساتھ اکل وشرب ومجالست وغیرہ بھی ناجائز قلبی محبت بھی قطعاً ممنوع ہے۔(فتاوی محمودیہ ص ۱۳۰ ج ۲، جامعہ فاروقیہ)

(۱۱):……مرتد کو مسجد میں آکر نماز سے روک دینا چاہئے، اگر اندیشہ فتنہ کا ہو۔

(حوالہ بالا ص ۱۳۱)

(۱۲):……مرتد کی عیادت جائز نہیں، البتہ اگر یہ توقع ہو کہ وہ خوش اخلاقی اور تیمارداری سے متأثر ہوکر ارتداد سے تائب ہوجائے گا اور اسلام قبول کرلے گا، تو پھر تیمارداری تبلیغ کا حکم رکھتی ہے بشرطیکہ نیت یہی ہو۔(حوالہ بالا)

(۱۳):……مرتد سے موالات (باہمی اتحاد، آپس کی دوستی) حرام ہے، الا یہ کہ نرمی سے اسلام کی توقع ہو تو حسن تدبیر سے اس کو تبلیغ کی جائے اور محاسن اسلام پر متوجہ کیا جائے۔جو

اس سے موالات کرے وہ گنہگار ہے، اس کو اپنے اس فعل سے توبہ لازم ہے۔

(۱۴):...... جو کافر مرتد اور باغی مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوں، ان سے خرید وفروخت اور لین دین، جبکہ اس سے ان کو تقویت حاصل ہو، جائز نہیں، بلکہ ان کی اقتصادی ناکہ بندی کر کے ان کی جارحانہ قوت کو مفلوج کر دینا واجب ہے۔

(فتاوی بینات ص ۲۳۹ ج ۱)

(۱۵):...... مرتد ہوتے ہی اس کا نکاح ختم ہو جائے گا۔

(۱۶):...... حالت ارتداد میں اس کا نکاح کسی بھی عورت: مسلمان، کتابی، یا مشرک سے درست نہیں، اور اگر نکاح کیا بھی تو نکاح منعقد نہ ہوگا۔

(۱۷):...... شوہر کے مرتد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے، قضاء قاضی کی شرط نہیں۔ مدخولہ پر عدت واجب ہوتی ہے اور پورا مہر اس کو دلایا جاتا ہے، اور غیر مدخولہ پر عدت واجب نہیں، اور نصف مہر اس کو دلایا جاتا ہے۔

(۱۸):...... مرتد توبہ کرنا چاہے تو دوبارہ از سر نو کلمہ پڑھے، اور جملہ عقائد پر ایمان لائے۔ تجدید نکاح کرے، تجدید نکاح کے لئے دو گواہوں کے سامنے مہر جدید سے دوبارہ ایجاب و قبول کر لیا جائے۔ تجدید نکاح کے لئے عدت لازم نہیں۔

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اگر (مرتد) سچے دل سے اپنے گناہ پر ندامت، اور ادیان باطلہ سے براءت ظاہر کرے، اور کلمۂ شہادت پڑھ کر صدق دل سے ایمان لے آئے، اور عمر بھر اس جرم عظیم پر گریہ وزاری کے ساتھ توبہ کرتا رہے تو امید ہے کہ اللہ اس کی توبہ قبول کرے، اور اس کے گناہ معاف کر دے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۳۲۳ ج ۶)

(۱۹):……مرتدہ کا ارتداد کے بعد چاہے کتنا ہی زمانہ گذر جائے مفتی بہ قول کے مطابق نکاح فسخ نہیں ہوا، وہ بدستور شوہر سابق کے نکاح میں ہے۔ہاں شوہر کا اس سے استمتاع منع ہے۔ جب وہ تجدید اسلام کرلے تو احتیاطا تجدید نکاح بھی کر لے، اس کے بعد استمتاع جائز ہوگا۔اگر سابق شوہر اس کو نہ رکھنا چاہے، بلکہ آزاد کردے تو اس کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہوگا، اور جب تک سابق شوہر آزاد نہ کرے تو اگر دوسری جگہ نکاح بھی کردیا تو درست نہیں بلکہ غیر معتبر اور کالعدم ہے۔

(۲۰):……حالت اسلام میں جو کفارہ لازم ہے، ارتداد سے اس کے سقوط میں اختلاف ہے، محققین کے نزدیک ساقط نہیں ہوتا، پس تجدید اسلام کے بعد کفارہ کی ادائیگی لازم ہے،

(۲۱):…… ارتداد سے یمین کلما کی تعلیق امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک بشرطیکہ دار الحرب میں جا کر لاحق ہوجائے' باطل ہوجاتی ہے۔

(۲۲):……مرتد کی نماز جنازہ نہیں ہے۔

(۲۳):……اس کی نعش کو سنت کے موافق تجہیز وتکفین نہ کی جائے، اور اس میں شرکت نہ کی جائے۔

(۲۴):……ارتداد سے حالت اسلام میں کئے گئے سارے اعمال باطل ہوجاتے ہیں۔

ارتداد کی سزا دار الاسلام میں ہوگی

(۲۵):……ارتداد کی سزا' قتل کا نفاذ اسی وقت ہوگا جب مسلم مملکت ہو، غیر مسلم ممالک میں اگر خدانخواستہ اس نوعیت کے واقعات پیش آجائیں تو مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ ''شہادت حق'' کا حق ادا کرتے ہوئے ان کے شکوک وشبہات کا ازالہ کریں، اخلاقی اور دعوتی طریق پر ان کو اسلام سے قریب کریں۔اور اگر کوئی بد بخت اس توفیق سے یکسر محروم ہو چکا ہو تو اس

سے اپنا مقاطعہ کردیں کہ ہمارے پاس اللہ کا رشتہ انسانی رشتوں سے زیادہ محکم اور مقدم ہے،لیکن دارالکفر میں ''ارتداد'' کی حدشرعی جاری نہ ہوگی۔''ولا نسترق الحرة المرتدة ما مادامت فی دار الاسلام ،الخ۔(فتاوی عالمگیری ص۲۵۴ ج ۲)

(۲۶):......مرتد کوسزا دینا دراصل اسلامی حکومت کا فرض ہے،لیکن اگر حکومت اس میں کوتاہی کرے تو خود مسلمان بھی ایسے اقدامات کر سکتے ہیں جو ان کے دائرہ اختیار کے اندر ہوں۔اور ظاہر ہے کہ عوام کے اختیار میں مکمل مقاطعہ ہی ایک ایسا اقدام ہے جو مؤثر بھی ہے اور پرامن بھی۔(فتاوی بینات ص۲۴۰ ج ۱)

نوٹ :......مرتد کے احکام حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب مدظلہم کی ''قاموس الفقہ'' ص:۴۷ ج ۲۔اور ''فتاوی محمودیہ'' ص:۵۴۲ ج ۲ ر سے ماخوذ ہیں۔

جرم کے روکنے کے تین محرکات ہیں

جرم کے روکنے کے تین محرکات ہیں:اول طبعی شرافت، دوسرے قانون کا خوف، تیسرے آخرت میں جواب دہی کا یقین۔

اللہ تعالی نے انسان کی فطرت میں اصلا سلامتی اور صالحیت رکھی ہے، اسی کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔انسان بہر حال اپنی سرشت میں درندہ نہیں ہوتا،ظلم و جور اور گناہ پر اس کا ضمیر اسے کوستا ہے۔

جرم کو روکنے کا دوسرا مؤثر ذریعہ قانون ہے۔اس دنیا میں جب سے انسانوں کی بستی بسی ہے، وہ کسی نہ کسی قانون کا پابند رہا ہے، بہت سے لوگ جو بے ضمیری میں مبتلا ہیں، اور خدا کے خوف سے عاری ہیں،سوائے قانون کے کوئی چیز نہیں جو ان کے ہاتھ تھام سکے۔ اسلام نے بھی کچھ جرائم کے لئے سزائیں مقرر کی ہیں،جنہیں ''حدود'' کہتے ہیں۔یہ جرائم

اللہ تعالی کے حقوق سے متعلق مانے گئے ہیں، اس لئے عدالت یا خود صاحب معاملہ بھی مجرم کو معاف کرنے کا مجاز نہیں۔

اسلام کے نظام جرم وسزا میں دوسری اہم چیز'' قصاص و دیت'' ہے، یہ قتل اور جزوی جسمانی مضرت رسانی سے متعلق ہے، اس جرم کو بندوں کے حقوق سے متعلق قرار دیا گیا ہے، اس لئے صاحب معاملہ یا اس کے اولیاء جرم کو معاف کر سکتے ہیں، اور مال کی کسی مخصوص مقدار پر صلح بھی کر سکتے ہیں۔ان کے علاوہ جو جرائم ہیں ان کی بابت ملک کی عدالت اپنی صواب دید سے سزا کا فیصلہ کر سکتی ہے، اور ملک کی پارلیمنٹ کے لئے بھی ایسے جرائم کے بارے میں قانون سازی کی گنجائش ہے، ان جرائم سے متعلق سزا کو فقہ کی اصطلاح میں ''تعزیر'' کہا جاتا ہے۔

گناہ سے باز رکھنے کا تیسرا سب سے اہم اور سب سے اثر انگیز محرک آخرت کی جواب دہی کا احساس ہے۔قانون دن کے اجالے میں تو انسان کے ہاتھ تھام سکتا ہے، لیکن رات کے اندھیروں اور انسان کے خلوت کدوں تک نہیں پہنچ سکتا، آخرت کی جواب دہی کا احساس ہی ایسی طاقت ہے جو انسان کو اپنی تنہائیوں میں جرم سے باز رکھتی ہے۔

(راہ عمل، از: حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب مدظلہم، ص ۱۹۸ ج ۲، طبع زمزم کراچی)

جس کو اللہ تعالی نے اسلام کی دولت غیر مترقبہ سے نوازا پھر اس نے اس نعمت کی ناقدری کر کے ارتداد کی ضلالت ونحوست کو اپنایا، معلوم ہوتا ہے وہ دوسری قسم میں شامل ہے، اس کا ضمیر بے حس اور اپنے خالق و پالن ہار کی محبت وخوف سے یکسر خالی ہو چکا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اس کی اصلاح قانون کے دائرے میں کی جائے، اس کے علاوہ بظاہر اس کی اصلاح کا کوئی ذریعہ نہیں، اسی لئے شریعت مطہرہ نے ارتداد کی سزا رکھی اور اس

کو مجبور کیا کہ یا تو توبہ کرے یا اللہ کے قانون کے تحت جو فیصلہ ہو اس پر جبراً وکرہاً اپنے کو پیش کرے۔

ارتداد کی سزا سخت کیوں؟

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی مایۂ ناز اور شہرۂ آفاق اور اسم بامسمّی ولاجواب کتاب ''اشرف الجواب'' میں اس موضوع پر خوب کلام فرمایا ہے۔حضرت فرماتے ہیں:

سوال:......مرتد کا درجہ کافر اصلی سے کیوں بڑھا ہوا ہے؟

جواب:......ترک اسلام کی دو صورتیں ہیں: ایک تو یہ کہ اول ہی سے اسلام قبول نہ کرے، دوسرے یہ کہ بعد قبول کے ترک کردے، دونوں صورتوں میں یہی سزا ہے، بلکہ دوسری صورت پہلی سے اشد ہے، چنانچہ سلطنت میں باغی کی سزا ان لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے' جو پہلے ہی سے اس سلطنت کی رعایا نہیں ہے، بلکہ کسی مخالف سلطنت کی رعایا ہیں، ایسے لوگوں پر اگر کبھی غلبہ ہو جائے تو ان کو غلام بنا لیتے ہیں یا احسان کر کے رہا کر دیتے ہیں یا عزت کے ساتھ نظر بند کر دیتے ہیں، مگر باغی کے لئے بجز قتل یا عبور دریائے شور کے کچھ سزا ہی نہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رعایا بن کر باغی ہو جانے میں سلطنت کی زیادہ توہین ہے۔

ارتداد کا انجام:......اسی طرح اسلام لا کر مرتد ہو جانے میں اسلام کی سخت توہین ہے، اور اس کی تعلیم کو دوسرے کی نظر میں حقیر کرنا ہے۔دیکھئے! ایک تو وہ شخص ہے جس سے کبھی آپ کی دوستی نہیں ہوئی، بلکہ ہمیشہ سے مخالف ہے، اس کی مخالفت سے آپ کا اتنا ضرر نہیں ہوتا، اور اگر وہ کبھی آپ کی مذمت و ہجو کرے تو لوگوں کی نظروں میں اس کی کچھ وقعت نہیں ہوتی، سب کہہ دیتے ہیں! میاں اس کو ہمیشہ سے اس کے ساتھ عداوت رہی ہے، دشمنی میں

ایسی باتیں کرتا ہے،اور ایک وہ شخص ہے جو سالہا سال سے آپ کا دوست رہا، پھر کسی وقت مخالف بن گیا،اس کی مخالفت سے بہت ضرر پہنچتا ہے،اور وہ کچھ برائیاں آپ کی کرتا ہے لوگ اس پر توجہ کرتے ہیں، اور یوں سمجھتے ہیں کہ یہ شخص جو کچھ کہہ رہا ہے اس کا منشاء محض عداوت نہیں ہے،اگر دشمن ہوتا تو سالہا سال تک دوست کیوں بنتا؟ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو دوستی کے بعد فلاں شخص کے اترے پترے معلوم ہو گئے ہیں اسی لئے مخالف ہو گیا، حالانکہ ضروری نہیں کہ جو شخص دوستی کے بعد دشمن بنا ہو وہ اترے پترے معلوم کرنے کے بعد دشمن بنا ہو،ممکن ہے کہ اس نے دوستی بھی اس نیت سے کی ہو کہ لوگ دوستی کے زمانے میں مجھے اس کا راز دار سمجھ لیں گے تو مخالفت کی حالت میں جو کچھ کہوں گا اس کو یہ سمجھ کر قبول کر لیں گے کہ یہ شخص راز دار رہ چکا ہے اس کو ضرور کچھ راز کی باتیں معلوم ہوئی ہیں اس لئے مخالف ہو گیا، چنانچہ بعض یہود نے اسلام کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنے کا ارادہ کیا تھا،﴿ وقال طائفة من اهل الكتاب امنوا بالذى انزل على الذين امنوا وجه النهار واكفروا اخره لعلهم يرجعون﴾ پس ہر چند کہ دوست کی مخالفت میں یہ احتمال بھی ہے،مگر عادتاً لوگ دوستوں کی مخالفت میں عموماً جلدی متاثر ہوتے ہیں (اور اس احتمال پر نظر نہیں کرتے)اس لئے عقلاً و شرعاً وقانوناً وہ شخص بہت بڑا مجرم شمار ہوتا ہے جو موافقت کے بعد مخالفت کرے،اس لئے شریعت میں مرتد کے لئے دنیوی سزا بھی سخت ہے اور عذاب آخرت بھی اشد ہے۔

(محاسن اسلام ص ۱۹۔اشرف الجواب ص ۴۶ رحصہ اول)

اب آگے اس عنوان کے تحت راقم اپنے استاذ محترم مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی رحمہ اللہ کے ایک تفصیلی مضمون کا انتخاب نقل کرتا ہے۔اللہ تعالی حضرت رحمہ اللہ کے درجات کو بلند فرمائے،آمین۔

ارتداد وہ جرم ہے کہ فقہ اسلامی کے مطابق وہ اخوت اسلامی اور اسلامی ہمدردی کا ہرگز مستحق نہیں۔مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کے ساتھ سلام وکلام' نشست و برخاست اور لین دین وغیرہ تمام تعلقات ختم کردیں۔کوئی ایسا تعلق یا رابطہ اس سے قائم کرنا جس سے اس کی عزت واحترام کا پہلو نکلتا ہو یا اس کو قوت وآسائش حاصل ہوتی ہو جائز نہیں۔ رواداری کی ان کافروں کے ساتھ اجازت دی گئی ہے جو موذی نہ ہوں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو اسلامی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان فتنہ پرداز مرتدین پر شرعی تعزیر نافذ کر کے اس فتنہ کا قلع قمع کرے،اور اسلام اور ملت اسلامیہ کو اس فتنہ کی یورش سے بچائے۔لیکن اگر مسلمان حکومت اس قسم کے لوگوں کو سزا دینے میں کوتاہی کرے یا اس سے توقع نہ ہو تو خود مسلمانوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ بحیثیت جماعت اس قسم کی سزا کا فیصلہ کریں جو ان کے دائرۂ اختیار میں ہو۔اگر مسلمانوں کی جماعت بحیثیت مجموعی اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے مقاطعہ یا بائیکاٹ جیسے ہلکے سے اقدام سے بھی کوتاہی کرے گی تو وہ عنداللہ مسئول ہوگی۔

یہ مقاطعہ یا بائیکاٹ ظلم نہیں، بلکہ اسلامی عدل وانصاف کے عین مطابق ہے، کیونکہ اس کا مقصد ہے کہ مسلمانوں کو ان کی ایذاء رسانی سے محفوظ کیا جائے،اور ان کی اجتماعیت کو ارتداد ونفاق کے دست برد سے بچایا جائے۔اس کے ساتھ خود ان محاربین کے لئے بھی اس میں یہ حکمت مضمر ہے کہ وہ اس سزا یا تادیب سے متأثر ہوکر اصلاح پذیر ہوں، اور اسلام قبول کر کے آخرت کے دائمی عذاب سے نجات پالیں۔

تعزیرات کا ثبوت قرآن وسنت سے

یہ قوانین وتعزیرات قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔ارشاد ربانی ہے:

(۱):......﴿اذا سمعتم آيات الله يكفر بها و يستهزأ بها فلا تقعدوا معهم﴾۔
ترجمہ:...... جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جارہا ہے اوران کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو ان کے ساتھ نشست و برخاست ترک کردو۔(نساء:۱۳۹)

(۲):......﴿واذا رأيت الذين يخوضون فی اٰياتنا فاعرض عنهم﴾۔(انعام:۶۵۸)
ترجمہ:......اور جب تم دیکھوان لوگوں کو جو مذاق اڑارہے ہیں ہماری آیتوں کا تو ان سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔

(۳):......﴿لا تجد قوما يومنون بالله واليوم الآخر يوادّون من حادّ الله ورسوله ولو كانوا آباء هم أواخوانهم أو عشيرتهم﴾۔(مجادلہ:۲۲)
ترجمہ:......تم نہ پاؤ گے کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور آخرت پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہیں اللہ کے اور اس کے رسول کے،خواہ وہ ان کے باپ ہوں' بیٹے ہوں' بھائی ہوں یا خاندان والے ہوں۔

اس سلسلہ میں احادیث اتنی کثرت سے آئی ہیں کہ ان کو جمع کیا جائے تو اچھی خاصی ضخیم کتاب چاہئے۔امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی ''سنن ابی داؤد'' میں ''کتاب السنة '' کے تحت متعدد ابواب قائم کئے ہیں: جیسے ''باب مجانبة اهل الاهواء ''یعنی اہل ہوا باطل پرستوں سے کنارہ کشی کرنے اور بغض رکھنے کا بیان۔اور ''باب ترک السلام علی اهل الاهواء ''یعنی اہل ہواء سے ترک سلام کا بیان۔

''ابوداؤد شریف'' میں حدیث ہے کہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے خلوق (زعفران) لگایا تھا،آپ ﷺ نے ان کو سلام کا جواب نہیں دیا۔

(ابوداؤد شریف ص۵۷۵ ج۲، باب فی الخلوق للرجال ، کتاب الترجل)

غورفرمایئے کہ معمولی خلاف سنت بات پر جب یہ سزادی گئی تو ایک مرتد سے بات چیت، سلام وکلام اورلین دین کی اجازت کب ہوسکتی ہے؟

آپ ﷺ کاارشاد ہے: **القدرية مجوس هذه الامة ، ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم** ۔(ابوادؤدشریف ص۶۴۴ ج ۲، باب فی القدر ،کتاب السنة ۔مسند احمدص۱۲۵ج ۵، رقم الحديث:۵۵۸۴)

تقدیر کاانکارکرنے والےاس امت کے مجوسی ہیں،اگر بیمارہوں تو عیادت نہ کرو،اور اگرمرجائیں تو جنازے پرنہ جاؤ۔

ایک حدیث میں ہے: **لاتجالسوا اهل القدر ولا تفاتحوهم۔**

(ابوادؤدشریف ص۶۴۹ ج ۲، باب فی ذراری المشرکین ، کتاب السنة)

منکرین تقدیر کےساتھ نہ نشست وبرخاست رکھواورنہ ان سے گفتگوکرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مجھےحکم فرمایا کہ: بدر کے کنوؤں کا پانی خشک کردوں۔

(سنن کبری للبیهقی ص۸۴ج ۹،باب قطع الشجر وحرق المنازل، جماع ابواب السير)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چند بددین زندیق لائے گئےتو آپ نے انہیں آگ میں جلادیا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کواس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا: اگر میں ہوتا تو انہیں جلاتا نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ: اللہ تعالی کے عذاب کی سزامت دو، بلکہ میں انہیں قتل کرتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: **من بدل دينه فاقتلوا** ۔جو شخص مرتد ہوجائے اسے قتل کردو۔

(بخاری ص۱۰۲۳ج ۲، باب حكم المرتد والمرتدة ، كتاب استتابة المعاندين)

عہد نبوت کے بعد عہد خلافت راشدہ میں بھی اسی طرز کا ثبوت ملتا ہے۔ مانعین زکوۃ کے ساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اعلانِ جہاد کرنا صحیحین کی حدیث میں موجود ہے۔

(بخاری ص۱۰۲۳ ج۲، باب قتل من ابی قبول الفرائض ، کتاب استتبابة المعاندين۔ مسلم شریف، ص۳۷ ج۱، باب الامر بقتال الناس حتى يقول لا اله الا الله ، كتاب الايمان)

مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ، سدی اوران کے پیرؤوں کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا گیا، اس سے حدیث وسیر کے اوراق پر ہیں۔ (بدایہ والنہایہ، ص۳۲۸ ج۶، مقتل مسيلمة الكذاب لعنه الله۔ ایضاص۳۱۱ ج۶، خروج الاسود العنسی۔ ایضاص۱۲۱ ج۷، خروج طليحة بن خويلد)

عہد فاروقی میں ایک شخص صبیغ عراقی قرآن کریم کی آیات کے ایسے معانی بیان کرتا تھا جس میں ہوائے نفس کا دخل تھا، اوران سے مسلمانوں کے عقائد میں تشکیک کا راستہ کھلتا تھا، یہ شخص فوج میں تھا، جب عراق سے مصر گیا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ گورنر مصر کواس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ بھیجا اور صورت حال لکھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ اس کا موقف سنا اور دلائل بحث ومباحثہ میں وقت ضائع کئے بغیر اس کا علاج ''علاج بالجرید'' ضروری سمجھا، فوراً کھجور کی تازہ شاخیں منگوائیں اور خود اپنے ہاتھ سے اس کے سر پر بے تحاشہ مارنے لگے، اتنا مارا کہ خون بہنے لگا، وہ چیخ اٹھا: امیر المؤمنین! آپ مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہیں تو مہربانی کیجئے، تلوار لے کر میرا قصہ پاک کردیجئے، اوراگر صرف میرے دماغ کا خناس نکالنا مقصود ہے تو آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اب وہ بھوت نکل چکا ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا، اور چند دن مدینہ رکھ کر عراق بھیج دیا، اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا: '' ان لا

یجالسہ احد من المسلمین ‘‘ کہ کوئی مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھے۔اس مقاطعہ سے اس شخص پر عرصۂ حیات تنگ ہو گیا،تو حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کولکھا کہ اب اس کی حالت ٹھیک ہوگئی ہے،تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کواس کے پاس بیٹھنے کی اجازت دی۔

(سنن الدارمی،ص۵۱ج۱،باب من هاب الفتیا و کره التنطع و التبدع)

آخر میں فقہ حنفی کی معتبر کتاب ’’معین الحکام‘‘ میں سے بسلسلۂ تعزیر ایک مستقل مفید فصل کا ترجمہ نقل کر کے اس کو ختم کرتا ہوں۔ ’’معین الحکام‘‘ میں ہے:

اور تعزیر کسی معین فعل یا معین قول کے ساتھ مختص نہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان تین حضرات کو (جو غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے اور) جن کا واقعہ اللہ تعالی نے قرآن عظیم میں ذکر فرمایا ہے، مقاطعہ کی سزا دی تھی، چنانچہ پچاس دن تک ان سے مقاطعہ رہا۔ کوئی شخص ان سے بات تک نہیں کرسکتا تھا۔ان کا مشہور قصہ صحاح میں موجود ہے۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے جلاوطنی کی سزا بھی دی، چنانچہ مخنثوں کو مدینہ سے نکالنے کا حکم دیا اور انہیں شہر بدر کر دیا۔اسی طرح آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی مختلف تعزیرات جاری کیں۔ہم ان میں سے بعض کو جو احادیث کی کتابوں میں وارد ہیں، یہاں ذکر کرتے ہیں۔ان میں سے بعض کے ہمارے اصحاب قائل ہیں اور بعض پر دیگر ائمہ نے عمل کیا ہے:

(۱):......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبیغ نامی ایک شخص کو مقاطعہ کی سزا دی، یہ شخص ’’الذاریات‘‘ وغیرہ کی تفسیر پوچھا کرتا تھا اور لوگوں کو فہمائش کیا کرتا تھا کہ وہ مشکلات قرآن میں تفقہ پیدا کریں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی سخت پٹائی کی، اور اسے بصرہ یا

کوفہ جلاوطن کر دیا اور اس سے مقاطعہ کا حکم فرمایا، چنانچہ کوئی شخص اس سے بات تک نہیں کرتا تھا، یہاں تک کہ وہ تائب ہوا اور وہاں کے گورنر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے تائب ہونے کی خبر لکھ بھیجی، تب آپ نے لوگوں کو اجازت دی کہ اس سے بات چیت کر سکتے ہیں۔

(۲):......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصیر بن حجاج کا سر منڈوا کر اسے مدینہ سے نکال دیا تھا، جبکہ عورتوں نے اشعار میں اس کی تشبیب (قصیدے کی ابتدا میں عاشقانہ مضامین نظم کرنا) شروع کر دی تھی اور فتنہ کا اندیشہ لاحق ہو گیا تھا۔

(۳):......آنحضرت ﷺ نے قبیلۂ عرینہ کے افراد کو جو سزا دی (اس کا قصہ صحاح میں موجود ہے)۔

(۴):......حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو بدفعلی کراتا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ اسے آگ میں جلا دیا جائے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ حکم لکھ بھیجا، بعد ازاں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ہشام بن عبدالملک نے بھی اپنے اپنے دور خلافت میں اس قماش کے لوگوں کو آگ میں جلا ڈالا۔

(۵):......حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کی ایک جماعت کو آگ میں جلا دیا۔

(۶):......آنحضرت ﷺ نے شراب کے مٹکے توڑنے اور اس کے مشکیزے پھاڑ دینے کا حکم فرمایا۔

(۷):......آنحضرت ﷺ نے خیبر کے دن ان ہانڈیوں کو توڑنے کا حکم فرمایا، جن میں گدھوں کا گوشت پکایا گیا تھا، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ سے اجازت چاہی کہ انہیں دھو

کر استعمال کرلیا جائے تو آپ نے اجازت دے دی۔ یہ واقعہ دونوں باتوں کے جواز پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ ہانڈیوں کو توڑ ڈالنے کی سزا واجب نہیں تھی۔

(۸):......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مکان کے جلا دینے کا حکم فرمایا جس میں شراب کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔

(۹):......حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جب رعیت سے الگ تھلگ رہ کر اپنے گھر ہی میں فیصلہ کرنا شروع کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا مکان جلا ڈالا۔

(۱۰):......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال کے مال کا ایک حصہ ضبط کر کے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

(۱۱):......ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مہر پر جعلی مہر بنوالی تھی، اور بیت المال سے کوئی چیز لے لی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سو درے لگائے، دوسرے دن پھر سو درے لگائے، اور تیسرے دن بھی سو درے لگائے، امام مالک رحمہ اللہ نے اسی کو لیا ہے، چنانچہ ان کا مسلک ہے کہ تعزیر بمقدار حد سے زائد بھی ہوسکتی ہے۔

(۱۲):......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ایک ایسا سائل دیکھا جس کے پاس قدر کفایت سے زائد غلہ موجود تھا، اس کے باوجود وہ بھیک مانگتا پھر رہا تھا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس جو کچھ تھا چھین کر صدقہ کے اونٹوں کو کھلا دیا۔

(معین الحکام ص۲۳۱، فصل بلا اسم تحت فصل فی عقوبة العائن۔فتاوی بینات ص۲۳۷ ج۱)

علم غیب

ناشر: زمزم پبلیشرز، کراچی

عرض مرتب

علم غیب کا مسئلہ دومکتبۂ فکر دیو بند و بریلوی میں بڑا معرکۃ الآراء شمار کیا گیا ہے، اور اس موضوع پر بلا مبالغہ ہزاروں صفحات دونوں فریقوں کی طرف سے لکھے گئے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مسئلہ بڑا اہم اور اصول دین میں شمار کیا جاتا ہے، اس لئے کہ اس کا تعلق ایمان اور عقیدے سے ہے، ایمان کی کمزوری وعقیدے کا بگاڑ بہت زیادہ خطرناک ہے، اعمال کی کمزوری بھی کم اہمیت کی حامل نہیں، مگر بنسبت عقیدے کے بہرحال کم ہی ہے۔

عقیدے کے بگاڑ سے بعض مرتبہ آدمی ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔اللہ تعالی امت مسلمہ کو صحیح سمجھ اور فہم نصیب فرمائے کہ وہ اپنے ایمان اور عقیدے کے بارے میں بہت چوکنا رہیں کہ ہمارے عقائد ٹھیک اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق ہوں۔

مرغوب احمد لاجپوری

علم غیب کے متعلق چند مفید باتیں

علماء دیوبند کا علم غیب کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ:

''ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں، جن کو ذات وصفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ وحکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس نہیں پہنچ سکتا، نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی ورسول، اور بیشک آپ ﷺ کو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا، اور آپ پر حق تعالی کا فضل عظیم ہے، ولیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث وواقع ہونے والے واقعات میں سے ہر ہر جزئی کی اطلاع وحکم ہو کہ اگر واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب ہے تو آپ ﷺ کے علم اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آجائے، اگر چہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو، جیسا کہ (حضرت) سلیمان علیہ السلام پر واقعہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہدہد کو آگاہی ہوئی، اس سے (حضرت) سلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں نقصان نہیں آیا۔

(عقائد علماء دیوبند اور حسام الحرمین ص ۲۳۷، دار الاشاعت، کراچی)

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو حق تعالی شانہ نے وہ علوم عطا کئے' جو کسی مقدس نبی اور کسی مقرب فرشتے کو عطا نہیں کئے گئے، بلکہ تمام اولین وآخرین کے علوم آنحضرت ﷺ کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہیں۔حق تعالی شانہ کی ذات وصفات' گذشتہ وآئندہ کے بے شمار واقعات' برزخ اور قبر کے حالات' میدان محشر کے نقشے' جنت ودوزخ کی کیفیت' الغرض وہ تمام علوم جو آپ ﷺ کی ذات اقدس کے شایان شان تھے وہ سب آپ

ﷺ کو عطا کئے گئے، اوران کا اندازہ حق تعالی کے سوا کسی کونہیں۔اسی کے ساتھ یہ عقیدہ بھی ہوکہ جس طرح ساری کائنات کے علوم کوآنحضرت ﷺ کے علوم مقدسہ سے کوئی نسبت نہیں یہی نسبت آپ ﷺ کے علوم کی حق تعالی کے علم محیط کے مقابلے میں ہے۔

''صحیح بخاری شریف''میں ایک حدیث ہے کہ: حضرت خضر علیہ السلام نے ایک چڑیا کو دریا کے کنارے پانی پیتے ہوئے دیکھ کر حضرت موسی علیہ السلام سے فرمایا تھا:

''ما علمی وعلمُکَ من علم الله الا مثلَ ما نقصَ هذا العُصفورُ من هذ البحرْ''

اللہ تعالی کے علم کے مقابلہ میں میرے اورآپ کے علم کی مثال اس قطرے کی ہے جو اس چڑیا نے اس دریا سے کم کیا ہے۔(ص ٦٨٨ ج ٢)

اور یہ مثال بھی محض سمجھانے کے لئے ہے، ورنہ مخلوق کے محدود علم کواللہ تعالی کے غیر محدود علم کے ساتھ کیا نسبت؟۔

(حاشیہ صحیح بخاری ص ۴۸۲ ج ۱۔اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۳۱، مکتبہ مدنیہ، لاہور)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

کسی کا یہ دعوی کرنا کہ حضرت رسول مقبول ﷺ عالم الغیب تھے اورآپ ﷺ کو تمام مغیبات کا علم تھا،محض غلط وافتراء اوراس شخص کی دیدہ دلیری ہے۔اس قسم کا عقیدہ نہ تو قرآن سے ثابت ہے، نہ حدیث شریف سے اس کا کچھ پتہ چلتا ہے، چونکہ یہ مسئلہ اصول اعتقادیہ سے ہے،اس لئے نہ صرف علماءحنفیہ ہی اس کے منکر ہیں بلکہ شوافع' مالکیہ' حنابلہ سب ہی اس کے خلاف ہیں اوراس کی تردید کرتے ہیں۔

فقال ابن الهمام الحنفی رحمه الله : وذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد ان النبی صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب ، لمعارضة قوله تعالى: ﴿قل لايعلم من

فـي السـموات والارض الغيب الا الله﴾(النمل: ٦٥، المسايرة في العقائد المنجية فـي الآخرة ، قبيل : الاصل في اثبات نبوة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم" ۔ص۱۹۸ ،درالکتب العمیۃ ،بیروت)

وقـال الـولـواجـي الـحـنفي رحمه الله : من تزوج امراة بشهادة الله ورسوله لا يجوز النكاح، وحكى عن ابي القاسم رحمه الله : ان هذا كفر محض، لانه اعتقد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب، وهذا كفر۔

(الفتاوى الولواجية ، كتاب النكاح ،الفصل الرابع:۱/۳۲۷۔مکتبہ فاروق پشاور)

وقـال ابـن حـجـر الشـافـعـي رحمه الله في شرح الحديث : "انما انا بشر ' وانه يـأتيـني الخصم فلعل بعضكم ان يكون ابلغ من بعض فاحسب انه صادق ، فاقضي له بذلك ، فمن قضيت له بحق مسلم فانما هي قطعة من النار ، فليأخذها او ليتركها۔ قـولـه : (انـمـا انـا بشـر) اتـي بـه ردا على من زعم ان من كان رسولا فانه يعلم كل غيب ۔(فتـح الباري شرح صحيح البخاري ،كتاب الاحكام ، باب من قضى له بحق اخيه فلا يأخذه،الخ ۔۱۳/۲۱۵)

وقـال ابـن تيـمية الـحـنبـلي رحمه الله : صفات الكمال ترجع الى ثلاثة : العلم والـقدرة والغنى، وهذه الثلاثة لا تصلح على وجه الكمال الا لله وحده ، فانه الذى احـاط بكل شيء علما ، وهو على كل شيء قدير ، وهو غني عن العالمين ، وقد امر الـرسـول صـلـى الـلـه عليه وسلم ان يبرأ من دعوى هذه الثلاثة : ﴿قل لا اقول لكم عـنـدي خـزائـن الـلـه ولا اعـلم الغيب ولا اقول لكم انى ملك ان اتبع الا ما يوحى الـى﴾(الانـعـام : ٥٠) وهـذا لانهـم يطالبون الرسول صلى الله عليه وسلم تارة بعلم

الغیب ..... فامرہ ان یخبرھم انہ لا یعلم الغیب ۔(مجموعۃ الفتاوی لابن تیمیہ ، التصوف ، قاعدۃ فی المعجزات ولکرامات،۱۱/۱۷۲،۱۷۳،مکتبۃ العبیکان ، الریاض)

قرآن پاک صاف وصحیح طریقے پرفرماتا ہے:

﴿قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ﴾۔(سورۂ نمل:۶۵)

وقال تعالی ﴿قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر﴾۔(سورۂ اعراف:۱۸۸)

﴿ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام﴾۔(سورۂ لقمان: ۳۴)وغیر ذلک

یہ آیات بینات صراحۃً ثابت کرتی ہیں کہ عالم الغیب ہونا خدا ہی کی صفت ہےاور دنیا و ما فیہا میں کوئی ایسا فرد مخلوق نہیں جو علم غیب رکھتا ہو،اور خود خداوند جل وعلا شانہ اپنے کلام میں حضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ: اے ہمارے رسول! لوگوں کو اس سے مطلع کردو شاید کوئی تمہارے اس مرتبے کو دیکھ کر اور تمہارے بعض مغیبات کو بتلا دینے سے کہیں اس دھوکہ میں نہ پڑ جائے کہ تمہیں بھی علم غیب آتا ہے،اس لئے تم ان سے کہہ دو کہ یہ صفت خاص خدا کی ہے،اوراس میں اس کا کوئی مساہم وشریک نہیں۔

علی ھذا القیاس متعدد احادیث اس کی شاہد ہیں۔ ملاحظہ ہو''مشکوۃ'' کی ''کتاب الایمان'' کی پہلی حدیث کا یہ ٹکڑا: ''ما المسئول عنھا باعلم من السائل ''یعنی قیامت کے باب میں فرشتہ مخاطب یعنی جبرئیل سے زیادہ واقف نہیں ہوں۔یعنی جس طرح کہ جبرئیل علیہ السلام کو صرف علامات قیامت کا علم ہے اسی طرح مجھ کو ہے۔

(مشکوۃ، الفصل الاول ،کتاب الایمان:۱/۱۱،قدیمی)

پھر آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن (فرشتے) میرے بعض اصحاب کو دوزخ کی طرف لے جائیں گے اور آپ فرمائیں گے'' **اصیحابی اصیحابی** ''اور وہ فرشتے آپ کو جواب دیں گے کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دنیا میں کیا کیا؟ یعنی مرتد ہو گئے۔

(بخاری ص۴۷۳ ج۱، کتاب الانبیاء ، باب قول الله عز وجل ﴿ا تخذ الله ابراهیم خلیلا﴾)

صاف اس کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو علم غیب نہیں۔

پھر آپ ﷺ کا عام حجۃ الوداع میں یہ فرمانا: '' **لعلی لا اراکم بعد عامی هذا** ''۔

(ترمذی ص۱۷۸ ج۱، باب ماجاء فی الافاضة من عرفات ، ابواب الحج)

اس کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو علم غیب نہیں، ورنہ آپ ﷺ کا ان الفاظ کو شک وشبہ کے ساتھ استعمال کرنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔

قصہ افک میں آپ ﷺ کا ایک عرصہ تک متردد و متفکر رہنا اور غایت درجہ محزون و مغموم ہونا بھی اس کی دلیل ہے، ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ آپ ﷺ عالم الغیب بھی ہوں اور ایسے مہتم بالشان قصہ میں اتنی مدت تک پریشان بھی رہیں، اور جب تک کہ قرآن نازل نہ ہو، آپ ﷺ کو کچھ علم نہ ہو۔ (مشکوۃ، الفصل الاول ، کتاب الایمان:۱/۱۱، قدیمی)

ملا علی قاری رحمہ اللہ ''شرح فقہ اکبر'' میں فرماتے ہیں:

'' **ثم اعلم ان الانبياء لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ما اعلمهم الله تعالى احيانا، وذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد ان النبى صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب ، لمعارضة قوله تعالى: ﴿ قل لايعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله﴾ انتهى** ''۔

(بخاری ص۴۷۳ ج۱، کتاب الانبیاء ، باب قول الله عز وجل ﴿ا تخذ الله ابراهیم خلیلا﴾)

یعنی انبیاء علیہم السلام تمام مغیبات کو نہیں جانتے ،مگر جتنی کہ خدا وند تعالی نے انہیں بتادی ہیں،اور حنفیہ نے تو اس کی تصریح کردی ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ حضور مقبول ﷺ عالم الغیب تھے وہ کافر ہے، کیونکہ اس کا یہ عقیدہ صریح نص قرآنی ﴿ قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ﴾ کے مخالف ہے اوراس کا انکار ہے،اور نص قرآنی کا انکار کفر ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ اپنی کتاب ''شفا'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''واما ما یعتقد فی امور احکام البشر الجاریة علی یدیه' وقضایاهم، ومعرفة المحق من المبطل ، وعلم المفسد من المصلح ،فبهذه السبیل، لقوله علیه السلام : ''انما انا بشر ، وانکم تختصمون الیّ، ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجته '' الخ الی ان قال '' فانه تعالی لو شاء لاطلعه علی سرائر عباده و منحبات ضمائر امته '' الی ان قال : '' وطیّ ذلک من علم الغیب الذی یستأثر به عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی به من رسول فیعلم منه ما شاء ، ویستأثر بما شاء ، ولا یقدح هذا فی ثبوته، ولا یعصم عروة من عصمته '' انتهی۔

(مشکوۃ،الفصل الاول ،کتاب الایمان:۱/۱۱،قدیمی)

ہاں !اس میں شک نہیں کہ حضور ﷺ علم ذات وصفات ومعرفت الٰہی میں کامل و اکمل اورتمام باتوں کے عالم تھے اور یہی مطلب فرمان:'' فعلمت علم الاولین وا لآخرین '' کا ہے۔اوراسی کے متعلق حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وے ﷺ دانا ست بر ہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی واحکام وصفات حق و

اسامئے وافعال وآثار وبجمیع علوم ظاہر وباطن واول وآخر احاطہ نمودہ است ومصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ''۔

(بخاری ص ۴۷۳ ج ۱، کتاب الانبیاء، باب قول الله عز وجل ﴿ا تخذ الله ابراهیم خلیلا﴾)

یعنی وہ علوم صفات باری جو احاطہ بشری میں آسکتے ہیں اور دوسرے انبیاء اس سے ناواقف تھے، آپ ﷺ واقف تھے نہ کہ عالم الغیب تھے، ارشاد: ''علمت ما فی السموات والارض '' کا مطلب بھی یہی ہے۔

(کفایت المفتی ص ۱۴۱ ج ۱، مطبوعہ: ادارۃ الفاروق کراچی)

مولانا احمد رضا خان صاحب کا علم غیب کے بارے میں نظریہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب کا علم غیب کے بارے میں کیا نظریہ ہے اس کو بھی بیان کردیا جائے۔ موصوف لکھتے ہیں:

علم غیب عطا ہونا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگر چہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ ''یعلم الغیب'' وارد ہے ''کما فی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح للملا علی القاری '' بلکہ خود حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے: ''کان یعلم علم الغیب'' مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عز وجلا کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفا علم بالذات متبادر ہے۔ ''کشاف'' میں ہے: '' المراد به الخفی الذی لا ینفذ فیه ابتداء الا علم اللطیف الخبیر ولهذا لا یجوز ان یطلق فیقال فلان یعلم الغیب '' (غیب سے مراد وہ پوشیدہ چیز ہے، جس میں ابتداء صرف اللہ تعالی کا علم نافذ ہوتا ہے، اس لئے مطلقا یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ فلاں شخص غیب کو جانتا ہے)۔

اوراس سے انکارمعنی لازم نہیں آتا۔حضوراقدس ﷺ قطعاً بےشمارغیوب وما کان وما یکون کے عالم ہیں،مگرعالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا،جس طرح حضوراقدس ﷺ قطعاعزت وجالت والے ہیں،تمام عالم میں ان کے برابرکوئی عزیز وجلیل نہ ہے نہ ہوسکتا ہے،مگرمحمد عزوجل کہنا جائزنہیں بلکہ اللہ عزوجل ومحمد ﷺ۔غرض صدق وصورت معنی کوجوازاطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کونفی صحت معنی۔

امام ابن المنیر اسکندری رحمہ اللہ ’’کتاب الانتصاب‘‘میں فرماتے ہیں:’’کم من معتقد لا یطلق القول به خشية ايهام غيره مما لا يجوز اعتقاده فلا ربط بين الاعتقاد والاطلاق ‘‘ کتنے عقائد ایسے ہیں جن کامطلقاقول نہیں کیا جاتا،مبادا ان کے غیرکاوہم کیا جائے ،جن کااعتقاد جائزنہیں ہے،اس لئے کسی چیز کااعتقاد رکھنےاوراس کااطلاق کرنے میں کوئی تلازم نہیں ہے۔

یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقیداطلاق کیا جائے یا بلاقید علی الاطلاق،مثلا عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق اوراگرایسانہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطاء کی تصریح کردی جائےتووہ محذورنہیں کہ ایہام زائل اورمرادحاصل۔

علامہ سیدشریف قدس سرہٗ:’’حواشی کشاف‘‘میں فرماتے ہیں:’’وانما لم يجز الاطلاق فى غيره تعالى لانه يتبادر منه تعلق علم به ابتداء فيكون مناقضا واما اذا قيد وقيل اعلمه الله تعالى الغيب او اطلعه عليه فلا محذور فيه ‘‘اللہ تعالی کے غیرکے لئے علم غیب کااطلاق کرنااس لئے جائزنہیں ہے کیونکہ اس سے متبادریہ ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ علم کاتعلق ابتداء ہے،تو یہ قرآن مجید کے خلاف ہوجائے گا،لیکن جب اس کومقید کیا جائے اوریوں کہا جائے کہ اس کواللہ تعالی نے غیب کی خبردی ہے یااس کوغیب پرمطلع فرمایا

ہےتو پھراس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(حاشیہ کشاف بر کشاف ج ا ص ۱۲۸، مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ' مصر ۱۳۸۵ھ۔فتاوی رضویہ ج ۹ ص ۸۱، مطبوعہ دارالعلوم امجدیہ، کراچی)

نیز فرماتے ہیں:

علم مافی غد(کل کاعلم) کے بارہ میں ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم مافی غدتھا (کل کاعلم تھا) وہ جھوٹا ہے۔اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے۔علم جبکہ مطلق بولا جائےخصوصا جبکہ غیب کی خبر کی طرف مضاف ہوتو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے۔اس کی تصریح ''حاشیہ کشاف'' پر میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے کردی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کہ کوئی شخص مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے'یقیناً کافر ہے۔

(ملفوظات ج ۳ ص ۳۴، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی)

ایک اور جگہ موصوف لکھتے ہیں:

کسی علم کی حضرت عزوجل سے تخصیص اوراس کی ذات پاک میں حصر اوراس کے غیر سے مطلقا نفی چندوجہ پر ہے:

(اول):......علم کا ذاتی ہونا کہ بذات خود بے عطائے غیر ہو۔

(دوم):......علم کا غنا کہ کسی آلہ جارحہ وتدبیر فکر والتفات وانفعال کا اصلا محتاج نہ وہ۔

(سوم):......علم کا سرمدی ہونا کہ ازلاً ابداً ہو۔

(چہارم):......علم کا وجوب کہ کسی طرح اس کا سلب ممکن نہ ہو۔

(پنجم):......علم اکا اثبات واستمرار کہ کبھی کسی وجہ سے اس میں تغیر' تبدل' فرق اور تفاوت کا امکان نہ ہو۔

(ششم):......علم کا اقصی غایات کمالات پر ہونا کہ معلوم کی ذات' ذاتیات' اعراض' احوال لازمہ' مفارقہ' ذاتیہ' اضافیہ' ماضیہ' آتیہ (مستقبلہ) موجودہ' ممکنہ سے کوئی ذرہ کسی وجہ پر مخفی نہ ہو سکے۔

ان چھ وجوہ پر مطلق علم حضرت احدیت جل وعلا سے خاص اور اس کے غیر سے مطلقا منفی' یعنی کسی کو کسی ذرہ کا ایسا علم' جو ان چھ وجوہ سے ایک وجہ بھی رکھتا ہو حاصل ہونا ممکن نہیں، جو کسی غیر الٰہی کے لئے عقول مفارقہ ہوں' خواہ نفوس ناطقہ ایک ذرے کا ایسا علم ثابت کرے، یقیناً اجماعا کافر مشرک ہے۔

(الصمام ص۴۔فتاوی رضویہ ج۲۶ص۴۷۱، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

نیز لکھتے ہیں:

میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کردی ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہوسکتی جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصہ کو سمندر سے ہے، کیونکہ یہ نسبت متناہی کی متناہی کے ساتھ ہے اور وہ غیر متناہی کی متناہی سے۔(الملفوظ ج۱ص۴۶، نوری کتب خانہ لاہور)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

’’لانقول بمساواة علم الله تعالى ولا بحصوله بالاستقلال ولا نثبت بعطاء الله تعالى ايضا الا البعض ، لكن بون بين البعض والبعض كالفرق بين السماء والارض ، بل اعظم و اكثر ، والله اكبر‘‘۔

(الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ص۶۹، مرکز اہل سنت برکات رضا، ہند)

ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مساوی ہے، اور نہ یہ کہتے ہیں کہ آپ کا

علم مستقل ہے، اور ہم اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی صرف بعض علوم ثابت رکھتے ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ کے بعض علوم میں اور مخلوق کے بعض علوم میں آسمان اور زمین کی مثل فرق ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ عظیم اور کثیر ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

(نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری ص ۲۷۳ ج ۱، فرید بک سٹال، لاہور)

مکتب بریلوی کے ایک مشہور عالم شارح مسلم و بخاری' علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے شرح مسلم (ص ۱۱۱ ج ۵) میں اس مسئلہ پر تفصیلی کلام کے بعد لکھا کہ:

''خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اس غیب مطلق کے ساتھ منفرد ہے، جو جمیع معلومات کے ساتھ متعلق ہے، اور اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ اپنے رسولوں کو ان بعض علوم غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے جو رسالت کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں''۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے اس شرح پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

''اگر فاضل مؤلف کے تمام اہل مسلک اس پر متفق ہو جائیں تو اس سنگین مسئلہ میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔ (ماہنامہ ''البلاغ'' ص ۵۵، جمادی الاخری ۱۴۱۶ھ نومبر ۱۹۹۵ء)

خلافت وخلیفہ

اس مختصر رسالہ میں خلافت وخلیفہ کے متعلق مفید وکام کی اہم باتیں، مثلا: خلافت کا معنیٰ' خلیفہ کا شرعی حکم، خلیفہ کے دیگر اسماء، خلیفہ کو اس کے نام وشخصیت سے پہچاننا؟ خلافت طلب کرنا' خلافت کے شرائط، خلافت میں دوام واستمرار، افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کا انتخاب، دوخلفاء کے لئے بیعت کرنا؟ خلیفہ کی اطاعت، خلیفہ کی موت سے معزول ہونے والے کون کون ہیں؟ خلیفہ کو معزول کرنا اور اس کا معزول ہونا، خلیفہ کے واجبات، خلیفہ کے تصرفات پر اس کی گرفت کرنا، دوسرے کے لئے خلیفہ کی طرف سے ہدایا اور خلیفہ کا ہدیہ قبول کرنا، خلیفہ کے لئے کافروں کی طرف سے ہدیہ لینا وغیرہ امور کو جمع کیا گیا ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلیشرز، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین، الذی جعل الخلافۃ رحمۃ للناس اجمعین ، والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین، والہ واصحابہ الذین ھم بایعوا علی ایدی الخلفاء الراشدین، اما بعد۔

حضرۃ العلام مولانا عبدالحئ صاحب کفلیتوی رحمہ اللہ کا رسالہ ''الخلافۃ'' کی ترتیب کے وقت خیال آیا کہ اس موضوع پر قدرے تفصیل بطور خاتمہ کے شامل کردوں، اندازتھا کہ دو تین صفحات میں یہ کام ہوجائے گا،مگر جب مواد دیکھا تو محسوس ہوا کہ کچھ زیادہ ہی صفحات ہوجائیں گے۔

شروع میں چند کتابوں کی طرف رجوع کرکے مواد کی جستجو میں رہا کہ اچانک ''موسوعہ فقہیہ'' کا خیال آیا تو اس میں بڑی عمدہ ترتیب سے بہت سا مواد یکجا ہی نظر سے گذرا، اس لئے صرف اسی کی تلخیص کرنا مناسب سمجھا۔ یہ رسالہ اسی کی ازص ۳۱۲ تا ۳۴۲ ج ۶ ر کی تلخیص ہے۔اللہ تعالی ان سطور کو حضرت رحمہ اللہ کے رسالہ کی برکت سے شرف قبولیت سے نوازے، اور ناظرین کے لئے مفید وکارآمد ثابت ہو۔

اہل علم سے میری درخواست ہے کہ ''موسوعہ فقہیہ'' کو اپنے مطالعہ میں ضرور رکھیں کہ اس میں ماشاءاللہ خوب اور مفید مواد جمع ہوگیا ہے۔اگر اہل علم اس کا بغور مطالعہ کرلیں تو فقہ کی کئی کتابوں سے یہ کتاب مستغنی کردے گی، ھذا ما ظھر لی والعلم عند اللہ ۔اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا' نے اس عظیم موسوعہ کی اردو ترجمانی کرکے امت مسلمہ پر بڑا احسان کیا ہے۔ اللہ تعالی ان حضرات کی اس خدمت کو بارآور اور امت کے لئے نافع و مفید بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

خلافت وخلیفہ

خلافت لغت میں: خلف یخلف خلافة کا مصدر ہے، یعنی کسی کے بعد کسی کا باقی رہنا، یا اس کا قائم مقام بننا۔ ہر ایسا شخص جو دوسرے کا نائب ہو خلیفہ کہلاتا ہے۔ اسی وجہ سے شرعی احکام کے نفاذ میں رسول اللہ ﷺ کی جگہ لینے والے کو "خلیفہ" کہا جاتا ہے۔

اصطلاح شرع میں: یہ انسانوں کی اخروی مصالح اور ان سے وابستہ دنیوی مصالح کے لئے شرعی احکام کے تقاضوں پر تمام لوگوں کو آمادہ کرنا۔ یہ درحقیقت دین ودنیا کی حفاظت کے لئے شارع کی خلافت ہے۔

شرعی حکم

باجماع امت خلافت کا انعقاد واجب ہے کہ کسی عادل امام کے ماتحت رہے، جو اس میں احکام الٰہی نافذ کرے اور رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے شرعی احکام کے مطابق ان کے لئے انتظام کرے۔

یہ واجب: واجب کفایہ ہے۔ جو لوگ اس کے لائق ہیں وہ اس کو انجام دیں تو ہر ایک سے گناہ ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی اس کو انجام نہ دیں تو دو قسم کے لوگ گنہگار رہوں گے:

الف:......اہل اختیار: یعنی علماء اور سر برآوردہ لوگوں میں اہل حل وعقد۔ ان کے ذمہ اس وقت تک گناہ رہے گا جب تک کسی امام کا انتخاب نہ کرلیں۔

دوم:......اہل امامت: یعنی وہ لوگ جن میں امامت کی شرائط موجود ہوں، تا آنکہ ان میں سے کوئی امام مقرر کر دیا جائے۔

دلیل اس کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ہے کہ جیسے ان کو آپ ﷺ کی وفات کی خبر ملی تو فوراً سقیفۂ بنوساعدہ میں جمع ہوئے اور خلافت کے مسئلہ کو حل فرمایا۔

خلیفہ کے دیگر اسماء

خلیفہ کو امام، امیر المؤمنین، خلیفۂ رسول کہنا جائز ہے۔''خلیفۃ اللہ'' کہنے میں دو رائے ہیں: ایک یہ کہ ناجائز ہے، اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس نام سے پکارا تو منع فرمایا اور کہا کہ: میں اللہ کا خلیفہ نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں۔ دوسرا یہ جائز ہے، اس لئے کہ ﴿انّی جاعل فی الارض خلیفہ ﴾، (میں زمین پر اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں۔ سورۂ بقرہ: ۳۰)۔اور ﴿ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض ﴾، (وہی ایسا ہے جس نے تمہیں زمین میں آباد کیا۔ سورۂ فاطر: ۳۹) آیا ہے۔

خلیفہ کو اس کے نام و شخصیت سے پہچاننا

ساری امت پر خلیفہ اور اس کی ذات کو پہچاننا واجب نہیں، بلکہ محض یہ جاننا لازم ہے کہ خلافت اس کے اہل کے سپرد کر دی گئی ہے۔ صرف اہل اختیار کو اس کا علم ہونا واجب ہے۔

خلافت طلب کرنے حکم

اگر خلافت کا اہل صرف ایک شخص ہو تو اس پر واجب ہے کہ خلافت کو طلب کرے، اور اہل حل وعقد پر واجب ہے کہ اس کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ اور اگر خلافت کے قابل ایک جماعت موجود ہو تو ان میں سے کسی ایک کا امامت کو طلب کرنا درست ہے، اور ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا واجب ہے، ورنہ کسی ایک کو خلافت قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا، تاکہ امت متحد رہے۔

اور اگر کوئی اس سے افضل موجود ہو تو اس کے لئے خلافت طلب کرنا مکروہ ہے، اور اگر کوئی خلافت کے قابل ہو تو خلافت کا مطالبہ کرنا حرام ہے۔

خلافت کے شرائط

خلافت کے لئے چند متفق شرائط ہیں:

اسلام، عقل، بلوغ، مرد، کفایت، حریت، حواس واعضاء کی سلامتی۔

کفایت سے مراد: جرأت وشجاعت ہے اس طور پر کہ وہ جنگی وانتظامی امور کی دیکھ بھال کر سکے، حدود کو نافذ کرے، اور امت کی طرف سے دفاع کرے۔

حواس واعضاء میں کوئی ایسا عیب نہ ہو جو خلافت کی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں پورے طور پر مانع ہو۔

مختلف فیہ شرائط یہ ہیں: عدالت واجتہاد، سماعت، بینائی اور دونوں ہاتھ وپیروں کا سالم ہونا، نسب (قریشی ہونا)

خلافت کا دوام واستمرار

خلافت کے دوام وبقاء کے لئے شرائط کا برقرار رہنا شرط ہے، ان کے ختم ہونے سے خلافت ختم ہوجاتی ہے۔

انعقاد خلافت کا طریقہ

خلافت تین طریقوں سے منعقد ہوتی ہے:

(اول):...... بیعت...... بیعت سے مراد اہل حل وعقد کی بیعت ہے۔ اہل حل وعقد میں علماء، سربراہان اور نمایاں افراد ہیں، جن کا بیعت کے وقت عرفاً کسی مشقت کے بغیر جمع ہوجانا آسان ہو۔

(دوسرا):...... ولی عہد بنانا...... ولایت عہد یہ ہے کہ خلیفہ کسی ایسے شخص کو خلافت کے لئے

نامزد کردے جس کو خلافت سپرد کرنا صحیح ہو، تاکہ وہ اس کی موت کے بعد خلیفہ بن جائے۔

ولایت عہد کے چند شرائط ہیں:

(۱):......ولی عہد میں امامت کی تمام شرائط موجود ہوں، لہذا فاسق یا جاہل کو ولی عہد مقرر کرنا درست نہیں۔

(۲):......ولی عہد خلافت کو امام کی زندگی مین قبول کرلے۔

(۳):......ولی عہد میں خلافت کے تمام شرائط اس کے ولی عہد مقرر کئے جانے کے وقت سے خلیفہ کی موت کے بعد تک برقرار رہیں۔

(تیسرا):......طاقت کے بل بوتے پر تسلط وحکومت......جمہور کے نزدیک طاقت کے بل بوتے پر خلافت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ارباب حل وعقد اس کا انتخاب نہ کرلیں۔

افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کا انتخاب

ارباب حل وعقد نے ایک شخص کے ہاتھ بیعت کرلی پھر معلوم ہوا کہ اس سے افضل شخص موجود ہے تو پہلے شخص کو چھوڑ کر دوسرے کو خلیفہ بنانا جائز نہیں۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے مفضول کے ہاتھ پر بیعت کرلی، مثلاً افضل غیر حاضر تھا یا بیمار تھا یا لوگوں میں اس مفضول کی بات زیادہ سنی جاتی ہے تو بھی بیعت منعقد ہوگئی۔ بلا عذر ابتداء میں افضل کا چھوڑ کر مفضول کو اختیار کریں تو ناجائز ہے۔

دو اماموں کے لئے بیعت

بیک وقت دو خلیفہ کا ہونا ناجائز ہے، صرف ایک ہی خلیفہ ہوسکتا ہے۔ حدیث میں ہے:

''اذا بویع لخلیفتین فاقتلو الآخر'' جب دو خلیفہ سے بیعت کی جائے تو ان میں سے

دوسرے کوقتل کرڈالو۔(مسلم ص۳ ۱۴۸۰/)

خلیفہ کی اطاعت

خلیفۂ عادل کی اطاعت واجب ہے اوراس کے خلاف بغاوت کرنا حرام ہے۔ظالم خلیفہ کومعزول کرنا سزاوار ہے،اگراس کی معزولی کسی فتنہ کا سبب نہ ہو۔

خلیفہ کی موت سے معزول ہونے والے اور نہ ہونے والے

خلیفہ کی موت سے قضاۃ' صوبوں کے حکام' وقف کے نگران' بیت المال کا امین اور امیر لشکر معزول نہ ہوں گے۔البتہ وزراء معزول ہوجائیں گے،اس لئے کہ وزارت خلافت کی نیابت ہے،لہذا نائب بنانے والے کی موت سے نائب معزول ہوجائے گا، کیونکہ خلیفہ نے وزیر کواس لئے نائب بنایا تھا کہ وہ امورخلافت میں اس کی اعانت کرے۔

خلیفہ کومعزول کرنا اوراس کا معزول ہونا

خلیفہ کی عدالت میں جرح (جوفسق ہے) کی دوقسمیں ہیں: اول جس میں اس نے خواہش نفس کا اتباع کیا ہے۔دوسری: جس میں وہ کسی شبہ کی بنا پر پڑ گیا ہے۔اول الذکر کا تعلق افعال جوارح سے ہے یعنی اس کاممنوعات کا ارتکاب کرنا اورمنکرات کا اقدام کرنا جو شہوات سے مغلوب اور ہوائے نفس کے تابع ہوکرانجام دیئے، یہ ایسا فسق ہے جوخلافت کے انعقاد اوراس کے برقرار رہنے سے مانع ہے۔اگرایسا فسق پیدا ہوجائے تو وہ خلافت سے خارج ہوجائے گا۔قسم دوم میں اختلاف ہے بعض خلافت سے خارج مانتے ہیں اور بعض نہیں مانتے۔

جسمانی نقص مثلاً جنون دائمی، بینائی کا چلا جانا، دونوں ہاتھوں وپیروں کا نہ ہونا خلافت

کو مانع ہے۔ بہرہ پن اور گونگا پن میں اختلاف ہے دونوں طرف علماء کی رائے ہے۔ دونوں کانوں کا کٹا ہوا ہونا، قوت شامہ وقوت ذائقہ کا فقدان، زبان کی لکنت، ناک کا کٹا ہوا ہونا، کانا ہونا اس سے خلافت میں نقص نہیں آئے گا۔

تصرفات میں نقص دو قسم کا ہے: حجر اور قہر۔

حجر:...... یہ ہے کہ اس کا کوئی معاون اس کو اپنے قابو میں رکھ کر بہ نفس نفیس تمام امور کو نافذ کرے، لیکن بظاہر اس کی نافرمانی یا کھلم کھلا اس کی مخالفت نہ کرے، یہ چیز اس کی خلافت سے مانع نہیں۔

قہر:...... یہ ہے کہ کسی دشمن کے ہاتھ میں قید ہوکر رہ جائے، اور اس سے چھٹکارا حاصل نہ کرسکے، یہ چیزیں خلیفہ بنائے جانے سے مانع ہیں، اس لئے کہ وہ مسلمانوں کے امور کے دیکھ ریکھ نہیں کرسکتا، خواہ دشمن مشرک ہو یا باغی مسلمان۔ اگر خلیفہ بننے کے بعد قید ہوا تو پوری امت کا فرض ہے کہ اس کی رہائی کی کوشش کرے، اور خلیفہ برقرار رہے گا جب تک کہ رہائی کی امید ہو، ہاں رہائی کی امید نہ ہوتو خلافت سے معزول ہوجائے گا، اب ارباب حل وعقد کسی دوسرے کو خلیفہ بنالیں۔ اور دوسرے کسی کو خلیفہ بنانے کے بعد قید سے رہائی ہوگئی تو دوبارہ وہ خلیفہ نہیں ہوگا، کیونکہ وہ خلافت سے نکل گیا ہے۔

خلیفہ کے واجبات وفرائض

(۱):...... دین کو اس کے اصولوں کے ساتھ محفوظ رکھنا جو کتاب وسنت اور اسلاف امت کے اجماع سے ثابت ہیں، اور دینی شعائر کا نفاذ۔

(۲):...... مسلمانوں کے جملہ انواع واقسام کے مصالح کی نگرانی کرنا۔

(۳):...... احکام کا نفاذ' حدود جاری کرنا' سرحدوں کی ناکہ بندی وحفاظت' لشکر وفوج کی

تیاری، صدقات کی وصولی، گواہیوں کا قبول کرنا، چھوٹے بچے بچیاں جن کے اولیاء نہیں ان کی شادی کرانا اور مال غنیمت کی تقسیم۔

امام کے تصرفات پر اس کی گرفت

خلیفہ کے ہاتھ سے مال یا جان ضائع ہو جائے تو عام لوگوں کی طرح خلیفہ بھی اس کا ضامن ہوگا، اور اس سے قصاص لیا جائے گا اگر اس نے عمداً قتل کر دیا۔ قتل خطا و شبہ عمد میں اس پر یا اس کے عاقلہ پر یا بیت المال میں دیت واجب ہوگی، اور اپنے ہاتھ سے جو مال ضائع کرے اس کا تاوان دے گا۔ اسی طرح فیصلہ میں اور حدود وتعزیر کے نافذ کرنے میں اس کی کوتاہی کے سبب ہلاک شدہ شئی کا تاوان شرع کے حکم کے مطابق قصاص کے ذریعہ یا اپنے عاقلہ یا بیت المال کے مال سے دیت کی شکل میں دے گا۔

حنفیہ کے یہاں امام پر حد جاری نہیں ہوگی، اس لئے کہ حد اللہ کا حق ہے اور خلیفہ خود ہی اس کے نافذ کرنے کا مکلّف ہے، اور یہ ناممکن ہے کہ حد اپنے اوپر نافذ کرے، اس لئے کہ اس کا نافذ کرنا توہین اور سزا کا موجب ہے۔ حقوق العباد کا حکم اس کے برخلاف ہے۔ ہاں حد قذف اس میں حق اللہ غالب ہے، لہذا اس کا حکم بقیہ حدود کی طرح ہے۔ خلیفہ پر کسی کو ولایت واختیار حاصل نہیں کہ اس پر حد نافذ کرے۔

دوسرے کے لئے خلیفہ کی طرف سے ہدایا

خلیفہ کسی کو اگر ہدیہ اپنے خاص مال سے دے تو اس کا حکم عام ہدایا کی طرح ہے۔ اگر بیت المال سے دے تو کسی کام کے عوض ہو تو تنخواہ ہے، اگر سب کو دے تو وظیفہ ہے، اگر کسی ممتاز فرد کو دے تو شاہی انعام ہے۔ (یہ ''شاہی انعام'' مختلف فیہ ہے) خلیفہ اس طرح ہدیہ میں اتباع نفس کے بجائے مسلمانوں کے عام مفاد کی رعایت رکھے۔

خلیفہ کا ہدیہ قبول کرنا

خلیفہ کو ہدیہ لینا مکروہ ہے۔آپ ﷺ کا ہدیہ قبول کرنا آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ہدیہ رد کر دیا تو ان سے عرض کیا گیا: آپ ﷺ تو ہدیہ قبول فرماتے تھے،تو انہوں نے فرمایا: یہ آپ ﷺ کے لئے ہدیہ ہوتا تھا، ہمارے لئے رشوت ہے، کیونکہ آپ ﷺ کا تقرب آپ ﷺ کی ولایت وحکمرانی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ کی نبوت کی وجہ سے تھا، اور ہمارا تقرب ولایت وحکمرانی کے سبب سے ہے۔

خلیفہ کے لئے کافروں کی طرف سے ہدیہ

خلیفہ کے لئے ان کفار کا ہدیہ قبول کرنا ناجائز ہے جن کے قلعے مسلمانوں کے ہاتھ میں شکست کھا کر آنے ہی والے ہوں۔اگر کافر طاقت ور ہوں تو ہدیہ قبول کرنا جائز ہے، اور یہ خلیفہ کے لئے ہوگا۔اور اگر کافر کے ملک میں خلیفہ کے آنے کے بعد دیا گیا ہو تو ''غنیمت'' ہے اور کفار کے ملک میں داخل ہونے سے قبل ہو تو ''مال فئی'' ہے۔اور اگر دار الحرب سے ہو تو خلیفہ کے لئے ہوگا۔ ہدیہ قبول کرنے میں احتیاط کرنا بہتر ہے۔

دار الاسلام سے ہدیہ کی تین صورتیں ہیں:

اول:......ایسا شخص ہدیہ دے جو کسی حق کی وصولی میں مدد چاہتا ہو، یا کسی ظلم کو دور کرنا چاہتا ہو تو یہ حرام ورشوت ہے۔

دوم:......ایسا شخص ہدیہ دے جس سے خلیفہ بننے سے پہلے ہدیہ کا تعلق تھا اور اسی مقدار میں ہو اور کوئی ضرورت پیش نہ آئی ہو تو جائز ہے۔

سوم:......جس کے ساتھ خلیفہ بننے سے پہلے ہدیہ کا معمول نہ تھا تو ایسا ہدیہ لینا جائز نہیں۔

سود کی مذمت

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلیشرز، کراچی

اسلام میں ربا کی مذمت

قرآن پاک کی آیات اور آپ ﷺ کے ارشادات نے ربا پر جو زجر وتوبیخ فرمائی ہے، ایک مسلمان اس کو پڑھ کر اس مہلک ولعنت کے ارتکاب کا خیال بھی نہیں لاسکتا، مگر اس قدر سخت ارشادات کے باوجود امت کا ایک بڑا طبقہ اس وبا میں پھنسا ہوا ہے اور اس سے زیادہ قابل تعجب وہ لوگ ہیں جو ربا کی حرمت تک کے منکر نظر آرہے ہیں اور اس کو مختلف الفاظ سے حلال کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔

معاہدہ ہر مذہب کی آزادی پر ہوا، مگر ربا کی اجازت نہیں

سود کی برائی کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو غیروں کے ساتھ معاہدہ فرمایا، اس معاہدہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ ہر مذہب والے اپنے مذہب میں آزاد ہوں گے، مگر ربا کی اجازت نہیں، اس لئے کہ یہ لالچ و حرص کی زیادتی کا سبب اور محتاجوں وفقراء کے خون چوسنے کا ذریعہ ہے۔

اس ناپاک اور مذموم کام کے بارے میں قرآن وحدیث نے جس قدر شدت سے اس کی قباحت کو بیان کیا، شاید شرک کے بعد کسی عمل کے بارے میں اس قدر ترہیب وتوبیخ کا لہجہ اختیار نہیں کیا گیا۔

قرآن کریم اور ربا

قرآن کریم نے اعلان کیا کہ اللہ تعالی نے سود کو حرام کیا، اس کے ترک کو علامت ایمان بتلا کر فرمایا: اگر تم ایمان والے ہو تو سود کا بقایا چھوڑ دو، اور سود سے باز نہ آنے پر اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ، سود خور کے حشر کو بیان فرماتے ہوئے فرمایا: وہ

قیامت میں اٹھیں گے تو اس طرح جیسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو، اور ایک جگہ فرمایا: اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

احادیث نبویہ اور ربا

اور احادیث نے تو اس کی مذمت میں حد ہی کر دی، سات مہلکات میں سود کو شامل فرما کر بچنے کا حکم دیا۔ سات کبائر میں سود کو شرک اور قتل کے بعد رکھا۔ جس کا گوشت حرام مال سے پلا ہو آگ اس کے لئے زیادہ لائق ہے۔ اور خود آپ ﷺ کو شب معراج میں سود کی سزا پیٹ میں سانپ بھرے ہوئے کی شکلوں میں دکھائی گئی، اور ایک جگہ یہ سزا آگ کی نہر میں غوطہ دینے اور باہر آنے پر پتھر سے مارنے اور پھر وہیں جانے سے دکھائی گئی، اور سود کے ایک درہم کو چھتیس مرتبہ زنا (ایک حدیث میں تینتیس بھی آیا ہے) سے زیادہ سخت قرار دیا۔ اور لعنت میں صرف سود خور کو نہیں بلکہ سود کھانے والے' کھلانے والے' لکھنے والے' گواہوں سب کو شامل کر لیا۔ اور سود کے ستر اجزاء میں ایک کو اپنی ماں سے زنا کے برابر تعبیر دی۔ اور بطور پیشنگوئی یہ بددعا بھی فرمادی کہ سود سے مال بظاہر بڑھتا نظر آئے مگر انجام کار تباہی اور قلت ہی کا پیش خیمہ ہے۔ کسی بستی میں سود کے پھیل جانے پر عذاب الٰہی کے نزول کی خبر دی، سودی وبا والی بستی کو قحط سالی میں مبتلا ہونے کا خوف دلایا۔ سود کی کثرت کو قرب قیامت بتلایا۔ سود خور کو بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ تک کی وعید سنائی گئی۔

اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نہ صرف سود بلکہ شبہ ہی سے بچنے کا حکم صادر فرما دیا۔ اور فرمایا: ہم نے نوّے فی صدی حلال کو سود کے خوف سے چھوڑ رکھا ہے۔

سود کی مذمت ہر مذہب میں

سود کی اس قباحت کی وجہ سے شاید کوئی مذہب اس کی ممانعت سے خالی نہیں۔ یہود کے

بارے میں خود قرآن کریم کہتا ہے: ’’وقد نهوا عنه‘‘ موجودہ نصرانیت کے تمام کنائس اس کے عدم جواز پر متفق ہیں۔ مشہور فلاسفی افلاطون نے بھی اپنی کتاب ’’القانون‘‘ میں سود سے روکا ہے۔ ارسطو نے بھی منع کیا ہے۔ ہندو مذہب میں بھی اس کی قباحت بیان کی گئی ہے۔

قدیم معاشروں میں سود کی مذمت

اسلام ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے قدیم معاشروں میں بھی سود کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا، ارسطو نے زر کو ’’کُڑک مرغی‘‘ قرار دیا ہے جو انڈے نہیں دیتی۔ ارسطو کے قول کے مطابق زر کو استعمال کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ مبادلہ دولت میں آسانی پیدا کی جائے اور انسانی احتیاجات کو پورے طور پر پورا کیا جائے۔ غرض ارسطو کا یہ نظریہ تھا کہ روپیہ روپیہ کو نہیں جنتا۔ ارسطو کے علاوہ افلاطون بھی سود کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

(ارسطو: سیاست ج۱، باب: ۱۰/ افلاطون قوانین ج۵)

روما کے مقنن ہندو اور یہودی مصلح بھی سود کو برا سمجھتے تھے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے! ہینے لیوس، ہسٹری آف اکنامک ڈائرکٹرنز)

حتی کہ جاہلیت میں بھی بعض عرب سود کو اچھا نہیں سمجھتے اور سود کی رقم کو ناپاک خیال کرتے تھے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے! عرب کا قدیم معاشی نظام)

یورپی ممالک خصوصاً انگلستان میں سودی کاروبار کی ممانعت

گو انجیل میں سود کے متعلق کوئی احکام نہیں ملتے، مگر عیسائی عالموں اور پادریوں نے توریت اور زبور کی پیروی میں سود کو حرام قرار دیا تھا۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے! انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجیس۔ عنوان: یوژری)

چنانچہ یورپ میں سود مدتوں مذہبا حرام اور قانونا ممنوع رہا۔ عیسائی عقیدہ نے سودی

قرض کو ممنوع قرار دیا تھا۔ دینیات کے ایک مشہور عالم اکوناس (۱۲۲۷ تا ۱۲۷۴ء) نے کلیسا کا رجحان بھی بتایا ہے کہ سود نا جائز ہے۔ یہودیوں کو ان کے مذہب نے اجازت دی تھی کہ اجنبیوں سے سود لیں، چونکہ انہیں ترقی کے دوسرے وسیلوں سے محروم کر دیا گیا تھا، اس لئے قرون وسطی میں وہ ساہوکار بن گئے۔ رسم و رواج اور لوگوں کے خیالات کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۳۶۴ء میں اڈورڈ سوم نے لندن میں سود کے خلاف قانون نافذ کرنے کی اجازت دی، اور ۱۳۹۰ء میں میر بلد نے سود کے خلاف ایک سخت امتناعی حکم جاری کیا تھا۔

(ملٹن برگ اینڈ پرسی جورڈن، اکنامک ہسٹری آف انگلینڈ، باب: ۳ رص ۳۷، چوتھا ایڈیشن)

صلیبی جنگ کے جوش وخروش کے زمانے میں یہودیوں پر ظلم وستم کرنا بھی معمول سا ہو گیا تھا، چنانچہ اس موقع پر بھی وہ ظلم وستم سے محفوظ نہ رہے۔ انگلستان میں یہ لوگ بادشاہ کے خاص طور پر دست نگر سمجھے جاتے تھے اور وہ ان سے جتنا چاہتا روپیہ وصول کر لیا کرتا تھا۔ ان کی دولت زیادہ تر سود کی ہوتی تھی اور چونکہ سود در سود کی شرعا ممانعت تھی۔ نیز امن کے قیام کی طرف سے اطمینان نہ تھا، اس لئے یہ لوگ بہت بھاری شرح سود پر روپیہ قرض دیتے تھے۔ اور اس زمانے کی دیہاتی معاشرت میں زراعت پیشہ یا سوداگر اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ وقت پر روپیہ مل جانا بھی ایک خاص قدر و قیمت رکھتا ہے، پس ان قرض دینے والوں سے سب ہی کو نفرت تھی۔ بہت سے شہروں میں سب سے الگ چار دیواری کے اندر ان کے محلے مقرر کئے جاتے اور رات کو ان کے پھاٹک میں قفل لگا دیا جاتا تھا، اور انہیں ایک خاص قسم کا لباس پہننے پر مجبور کیا جاتا، قرض دار تاک میں رہتے تھے کہ ذرا موقع ملے اور ان یہودیوں پر حلہ بول دیا جائے۔ رچرڈ کی تخت نشینی کے دن خود ویسٹ منسٹر میں اسی قسم کا بلوہ ہوا اور اسی خزاں اور سرما کے موسم میں یارک' اسٹم فرڈ' تاروچ

سینٹ' ایڈمنڈ اور دوسرے شہروں میں یہودیوں کے خلاف ہنگامے ہوئے، جن میں کشت و خون کی نوبت آئی یارک میں ان بدنصیبوں کو پہلے تو بالا حصار میں جانے دیا اور پھر باقاعدہ ناکہ بندی کردی، زندگی سے تنگ آکر انہوں نے عورتوں اور بچوں کا مار ڈالا اور قلعے میں آگ لگا کر خود آگ میں کود ے اور جل کر بھسم ہو گئے۔

(تاریخ انگلستان از کیرل رینسم، حصہ اول، باب دوم ص ۲۱۰)

پھر مورخ رینسم ہی لکھتا ہے کہ:

مزید براں سودی لین دین کا ایک زرعی ملک میں جو اثر لازمی ہے وہ ظاہر ہونے لگا تھا، جا بجا جاگیریں بھاری بھاری قرضوں میں مکفول ہو رہی تھیں، لیکن چالیس فی صد سود ادا کرنے کے بعد زمین دار کو مشکل سے اتنی بچت ہوتی تھی کہ سرکاری محاصل اور اپنے گھر والوں کا پیٹ بھر سکے، پس قرض خواہ یہودی ملک بھر میں نفرت سے دیکھے جاتے تھے کہ ان ہی کی بدولت زمینوں کے بکنے اور زمینداروں کے بزور عدالت بے دخل کئے جانے کی نوبت آتی رہتی تھی۔ رائے عامہ کی شہ سے ایڈورڈ نے یہودیوں کے لئے غیر منقولہ جائداد پیدا کرنے کی ممانعت کردی، پرانے قانون کے مطابق ایک مخصوص لباس پہننے پر مجبور کیا اور آخر میں سودخوری کو کلیۃً ممنوع قرار دیا۔

(تاریخ انگلستان از کیرل رینسم، حصہ اول، جز چہارم ص ۲۷۶)

یہودیوں کا انگلستان سے اخراج

یورپ کے اور ملکوں کی طرح سودخوری کی بنا پر یہودیوں کا انگلستان سے اخراج عمل میں آیا تھا، چنانچہ ایک انگریز مؤرخ چیمبرز لکھتا ہے کہ:

ازمنہ وسطی میں عیسائی اقوام کو مسئلہ ربا سے خاص نفرت تھی اور اپنے ہمسایہ عیسائیوں پر

سنگین شرح سود کا بار ڈال کر یہودی ان کی تباہی کا باعث ہوئے تھے، اور جس طرح کہ عیسائی مفلس ہوتے جاتے تھے یہودیوں کی ثروت اور تمول میں اضافہ ہوتا جاتا تھا، بالآخر عیسائیوں کی نفرت مبدل بہ عناد ہوگئی اور بادشاہ کے یہودیوں کی حمایت وسرپرستی کرنے کے باوجود جب کبھی موقع ملتا عیسائی اپنے دلوں کا بخار نکالا کرتے تھے، چنانچہ ۱۲۹۰ء میں قوم کی برافروختگی سے مجبور ہوکر ایڈورڈ اول نے یہودیوں کو انگلستان سے خارج ہی کر دیا تھا۔ان لوگوں کو اولیور کرام کے زمانے تک واپس آنا نصیب نہ ہوا۔

(اے شارٹ کانسٹی ٹیوشنل ہسٹری آف انگلینڈ، از: اے ایم چیمبرز، باب ششم)

سویت روس میں سودی کاروبار کی ممانعت

خیر یہ تو قدیم انگلستان کا تذکرہ تھا۔جدید سویت روس میں بھی سودی کاروبار کی قطعی ممانعت ہے۔سویت حکومت کے تمسکات بھی بلاسودی ہوتے ہیں۔

(ون وارلڈ از ونڈل ولکی، باب: ۴رص ۵۵، رشیا، پاکٹ بک ایڈیشن)

جدید اشتراکی فلسفہ کا بانی کارل مارکس سود کی برائیاں بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

سودخور ایک بڑا بھاری دیو شیطان ہے اور وہ ایک بھیڑیا صفت انسان ہے جو ہر شئی کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے، جب ہم چوروں، ڈاکوؤں اور نقیب زنوں کی گردن مارتے ہیں تو پھر تمام ہی سودخور بھی قابل گردن زدنی ہیں۔(کیپٹل داس از کارل مارکس: ۶۵۲/۲)

اشتراکی کہتے ہیں کہ: محنت والے طبقوں پر سود ایک ناروا بوجھ ہے، ان کا دعوی ہے کہ سودی کاروبار سے مالدار تو مالدار ہوتے چلے جاتے ہیں، لیکن نادار اور نادار ہوتے جاتے ہیں۔(انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجیس اینڈ اتھکس: ۵۵۴/۱۲)

”سود ایک کا، لاکھوں کے لئے مرگِ مفاجات“ (فتاوی بینات ص۲۳ ج۴)

سود میں وقتی وذاتی نفع اور وبال دائمی وملی

سود میں سود خور کے لئے کچھ وقتی نفع ضرور نظر آتا ہے، لیکن اس کا دنیوی اور اخروی وبال اس نفع کے مقابلہ میں نہایت شدید ہے۔

ہر چیز میں نفع ونقصان یا مفاسد ومصالح کا موازنہ کرنے میں یہ بات بھی ہر عقلمند کے نزدیک قابل نظر ہوتی ہے کہ اگر کسی چیز میں نفع وقتی اور ہنگامی ہو اور نقصان اس کا دیرپا یا دائمی ہو تو اس کو کوئی عقلمند مفید اشیاء کی فہرست میں شمار نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اگر کسی چیز کا نفع شخصی اور انفرادی ہو اور اس کا نقصان پوری ملت اور جماعت کو پہنچتا ہو تو اس کو بھی کوئی ہوشمند انسان مفید نہیں کہہ سکتا، چوری اور ڈاکہ میں چور اور ڈاکو کا تو نفع کھلا ہوا ہے، مگر وہ پوری ملت کے لئے مضر اور ان کے امن وسکون کو برباد کرنے والا ہے، اسی لئے کوئی انسان چوری اور ڈاکہ کو اچھا نہیں کہتا۔

اس تمہید کے بعد مسئلہ سود پر نظر ڈالئے تو اس میں ذرا سا غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس میں سود خوار کے وقتی اور ہنگامی نفع کے مقابلہ میں اس کا روحانی اور اخلاقی نقصان اتنا شدید ہے کہ وہ اس کو انسانیت سے نکال دیتا ہے، اور یہ کہ اس کا جو وقتی نفع ہے وہ بھی صرف اس کی ذات کا نفع ہے، اس کے مقابلہ میں پوری ملت کو نقصان عظیم اور معاشی بحران کا شکار ہونا پڑتا ہے۔

لیکن دنیا کا حال یہ ہے کہ جب اس میں کوئی چیز رواج پا جاتی ہے تو اس کی خرابیاں نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہیں، اور صرف ان کے فوائد سامنے رہ جاتے ہیں، اگرچہ فوائد کتنے ہی حقیر وذلیل اور ہنگامی ہوں، ان کے نقصانات کی طرف دھیان نہیں جاتا، اگرچہ وہ کتنے ہی شدید اور عام ہوں۔.......

سود ریڑھ کی ہڈی میں پیدا ہونے والا ایک کیڑا ہے

سود وربا کو اگر چہ آج کی معاشیات میں ریڑھ کی ہڈی سمجھا جانے لگا ہے، لیکن حقیقت وہ ہے جو آج بھی بعض حکمائے یورپ نے تسلیم کی کہ وہ معاشیات کے لئے ریڑھ کی ہڈی نہیں بلکہ ریڑھ کی ہڈی میں پیدا ہو جانے والا ایک کیڑا ہے جو اس کو کھا رہا ہے۔.......

سود وربا کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عام خلق خدا اور تمام ملت فقر و فاقہ اور معاشی بحران کا شکار ہو، اور وہ غریب سے غریب تر ہوتے چلے جائیں، اور چند سرمایہ دار پوری ملت کے مال سے فائدہ اٹھا کر، یا یوں کہئے کہ ملت کا خون چوس کر اپنا بدن بڑھاتے اور پلتے چلے جائیں، اور حیرت ہے کہ جب کبھی ان حضرات کے سامنے اس حقیقت کو بیان کیا جاتا ہے تو اس کے جھٹلانے کے لئے ہمیں امریکہ اور انگلینڈ کے بازاروں میں لے جا کر سود کی برکات کا مشاہدہ کرانا چاہتے ہیں، اور یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ سود وربا کی بدولت کیسے پھلے اور پھولے ہیں، لیکن اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی مردم خوروں کی کسی قوم اور اس کے عمل کی برکات کا مشاہدہ کرانے کے لئے آپ کو مردم خوروں کے محلّہ میں لے جا کر یہ دکھلائے کہ یہ کتنے موٹے تازے اور تندرست ہیں، اور اس سے یہ ثابت کرے کہ ان کا یہ عمل بہترین عمل ہے۔ لیکن اس کو کسی سمجھ دار آدمی سے سابقہ پڑے تو وہ کہے گا کہ تم مردم خوروں کے عمل کی برکات مردم خوروں کے محلّہ میں نہیں، دوسرے محلوں میں جا کر دیکھو جہاں سیکڑوں ہزاروں مردے پڑے ہوئے ہیں، جن کا خون اور گوشت کھا کر یہ درندے پلے ہیں، اسلام اور اسلامی شریعت کبھی ایسے عمل کو درست اور مفید نہیں مان سکتی جس کے نتیجہ میں پوری انسانیت اور ملت تباہی کا شکار ہو، اور کچھ افراد یا ان کے جھتے پھولتے پھلتے چلے جائیں۔ (معارف القرآن۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے! معارف القرآن ص ۶۱۱ ج ۱)

صدقہ کے اخلاقی وروحانی صفات اور سود کے روحانی واخلاقی نتائج

قرآن کریم نے کھلے عام اعلان فرمادیا کہ:

﴿یمحق الله الربوا ویربی الصدقات﴾۔(سورۂ بقرہ،آیت نمبر:۲۷۶)

یعنی: اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

اس آیت میں ایک ایسی صداقت بیان کی گئی ہے جو اخلاقی وروحانی حیثیت سے بھی سراسر حق اور معاشی وتمدنی حیثیت سے بھی ، اگر چہ بظاہر سود سے دولت بڑھتی نظر آتی ہے اور صدقات سے گھٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، لیکن درحقیقت معاملہ اس کے برعکس ہے۔ خدا کا قانون فطرت یہی ہے کہ سود اخلاقی وروحانی اور معاشی وتمدنی ترقی میں نہ صرف مانع ہوتا ہے، بلکہ تنزل کا ذریعہ بنتا ہے۔ اور اس کے برعکس صدقات سے (جن میں قرض حسنہ بھی شامل ہے) اخلاق وروحانیت اور تمدن ومعیشت ہر چیز کونشو ونما نصیب ہوتا ہے۔

اخلاقی وروحانی حیثیت سے دیکھئے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ سود دراصل خودغرضی، بخل، تنگ دلی اور سنگ دلی جیسی صفات کا نتیجہ ہے، اور وہ انہی صفات کو انسان میں نشو ونما بھی دیتا ہے۔ اس کے برعکس صدقات نتیجہ ہیں فیاضی، ہمدردی، فراخ دلی اور عالی ظرفی جیسی صفات کا، اور صدقات پر عمل کرتے رہنے سے یہی صفات انسان کے اندر پرورش پاتی ہیں۔کون ہے جو اخلاقی صفات کے ان دونوں مجموعوں میں سے پہلے مجموعے کو بدترین اور دوسرے کو بہترین نہ مانتا ہو؟

تمدنی حیثیت سے دیکھئے تو بادنی تأمل یہ بات ہر شخص کی سمجھ میں آجائے گی کہ جس سوسائیٹی میں افراد ایک دوسرے کے ساتھ خودغرضی کا معاملہ کریں ، کوئی شخص اپنی ذاتی غرض اور اپنے ذاتی فائدے کے بغیر کسی کے کام نہ آئے ، ایک آدمی کی حاجت مندی کو

دوسرا آدمی اپنے لئے نفع اندوزی کا موقع سمجھے اور اس کا پورا فائدہ اٹھائے ،اور مالدار طبقوں کا مفاد عامۃ الناس کے مفاد کی ضد ہو جائے ۔ایسی سوسائیٹی کبھی مستحکم نہیں ہوسکتی ،اس کے افراد میں آپس میں محبت کے بجائے باہمی بغض وحسد اور بے دردی و بے تعلقی نشو ونما پائے گی، اس کے اجزاء ہمیشہ انتشار و پراگندگی کی طرف مائل رہیں گے۔ اور اگر دوسرے اسباب بھی اس صورت حال کے لئے مددگار ہو جائیں ،تو ایسی سوسائیٹی کے اجزاء کا باہم تصادم ہو جانا بھی کچھ مشکل نہیں ہے۔اس کے برعکس جس سوسائیٹی کا اجتماعی نظام آپس میں ہمدردی پر مبنی ہو،جس کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ فیاضی کا معاملہ کریں ،جس میں ہر شخص دوسرے کی حاجت کے موقع پر فراخ دلی کے ساتھ مدد کا ہاتھ بڑھائے ،اور جس میں باوسیلہ لوگ بے وسیلہ لوگوں سے ہمدردانہ اعانت یا کم ازکم منصفانہ تعاون کا طریقہ برتیں، ایسی سوسائیٹی میں آپس میں محبت‘ خیر خواہی اور دلچسپی نشو ونما پائے گی ،اس کے اجزاء ایک دوسرے کے ساتھ پیوستہ اور ایک دوسرے کے پشتی بان (سہارا دینے والا۔ مددگار) ہوں گے،اس میں اندرونی نزاع وتصادم کو راہ پانے کا موقع نہ مل سکے گا،اس میں باہمی تعاون اور خیر خواہی کی وجہ سے ترقی کی رفتار پہلی قسم کی سوسائیٹی کی بہ نسبت بہت زیادہ تیز ہوگی۔

اب معاشی حیثیت سے دیکھئے! معاشیات کے نقطۂ نظر سے سودی قرض کی دو قسمیں ہیں :ایک وہ قرض جو اپنی ذاتی ضروریات پر خرچ کرنے کے لئے مجبور اور حاجت مند لوگ لیتے ہیں ۔ دوسرا وہ قرض جو تجارت اور صنعت وحرفت اور زراعت وغیرہ کاموں پر لگانے کے لئے پیشہ ور لوگ لیتے ہیں۔

ان میں سے پہلی قسم کے قرض کو تو ایک دنیا جانتی ہے کہ اس پر سود وصول کرنے کا طریقہ نہایت تباہ کن ہے۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جس میں مہاجن افراد اور مہاجنی

ادارے اس ذریعے سے غریب مزدوروں، کاشتکاروں اور قلیل المعاش عوام کا خون نہ چوس رہے ہوں۔سود کی وجہ سے اس قسم کا قرض ادا کرنا ان لوگوں کے لئے سخت مشکل، بلکہ بسا اوقات ناممکن ہو جاتا ہے۔

پھر ایک قرض کو ادا کرنے کے لئے وہ دوسرا اور تیسرا قرض لیتے چلے جاتے ہیں۔اصل رقم سے کئی کئی گنا سود دے چکنے پر بھی اصل رقم جوں کی توں باقی رہتی ہے۔محنت پیشہ آدمی کی آمدنی کا بیشتر حصہ مہاجن لے جاتا ہے، اور اس غریب کی اپنی کمائی میں سے اس کے پاس اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے بھی کافی روپیہ نہیں بچتا۔

یہ چیز رفتہ رفتہ اپنے کام سے کارکنوں کی دل چسپی ختم کر دیتی ہے، کیونکہ جب ان کی محنت کا پھل دوسرا لے اڑے تو وہ کبھی دل لگا کر محنت نہیں کر سکتے۔پھر سودی قرض کے جال میں پھنسے ہوئے لوگوں کو ہر وقت کی فکر اور پریشانی اس قدر گھلا دیتی ہے اور تنگ دستی کی وجہ سے ان کے لئے صحیح غذا اور علاج اس قدر مشکل ہو جاتا ہے کہ ان کی صحتیں کبھی درست نہیں رہ سکتیں۔اس طرح سودی قرض کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ چند افراد تو لاکھوں آدمیوں کا خون چوس چوس کر موٹے ہوتے رہتے ہیں، مگر بحیثیت مجموعی پوری قوم کی پیدائش دولت اپنے امکانی معیار کی بہ نسبت بہت گھٹ جاتی ہے، اور مآلِ کار میں خود وہ خون چوسنے والے افراد بھی اس کے نقصانات سے نہیں بچ سکتے، کیونکہ ان کی اس خود غرضی سے غریب عوام کو جو تکلیفیں پہنچتی ہیں، ان کی بدولت مال دار لوگوں کے خلاف غصے اور نفرت کا ایک طوفان دلوں میں اٹھتا اور گھٹتا رہتا ہے، اور کسی انقلابی ہیجان کے موقع پر جب یہ آتش فشاں پھٹتا ہے تو ان ظالم مالداروں کو اپنے مال کے ساتھ اپنی جان اور آبرو تک سے ہاتھ دھونا پڑ جاتا ہے۔

تجارت کے لئے‘ لئے گئے سود کے نقصانات

رہا دوسری قسم کا قرض جو کاروبار میں لگانے کے لئے لیا جاتا ہے، تو اس پر ایک مقرر شرحِ سود کے عائد ہونے سے جو بے شمار نقصانات پہنچتے ہیں، ان میں سے چند نمایاں یہ ہیں:

(۱):...... جو کام رائج الوقت شرحِ سود کے برابر نفع نہ لا سکتے ہوں، چاہے ملک اور قوم کے لئے کتنے ہی ضروری اور مفید ہوں، ان پر لگانے کے لئے روپیہ نہیں ملتا اور ملک کے تمام مالی وسائل کا بہاؤ ایسے کاموں کی طرف ہو جاتا ہے‘ جو بازار کی شرحِ سود کے برابر یا اس سے زیادہ نفع لا سکتے ہوں، چاہے اجتماعی حیثیت سے ان کی ضرورت اور ان کا فائدہ بہت کم ہو یا کچھ بھی نہ ہو۔

(۲):...... جن کاموں کے لئے سود پر سرمایہ ملتا ہے‘ خواہ وہ تجارتی کام ہوں یا صنعتی یا زراعتی ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس میں اس امر کی ضمانت موجود ہو کہ ہمیشہ تمام حالات میں اس کا منافع ایک مقرر میعاد، مثلاً پانچ‘ چھ یا دس فی صدی تک یا اس سے اوپر اوپر ہی رہے گا اور کبھی اس سے نیچے نہیں گرے گا۔ اس کی ضمانت ہونا تو درکنار کسی کاروبار میں سرے سے اس بات کی کوئی ضمانت موجود نہیں ہے کہ اس میں ضرور منافع ہی ہوگا‘ نقصان کبھی نہ ہوگا، لہٰذا کسی کاروبار میں ایسے سرمایے کا لگنا جس پر سرمایہ دار کو ایک مقرر شرح کے مطابق منافع دینے کی ضمانت دی گئی ہو، نقصان اور خطرے کے پہلوؤں سے کبھی خالی نہیں ہو سکتا۔

(۳):...... چونکہ سرمایہ دینے والا کاروبار کے نفع و نقصان میں شریک نہیں ہوتا، بلکہ صرف منافع اور وہ بھی ایک مقرر شرحِ منافع کی ضمانت پر روپیہ دیتا ہے، اس وجہ سے کاروبار کی بھلائی اور برائی سے اس کو کسی قسم کی دلچسپی نہیں ہوتی، وہ انتہائی خود غرضی کے ساتھ صرف

اپنے منافع پر نگاہ رکھتا ہے، اور جب کبھی اسے ذرا سا اندیشہ لاحق ہوجاتا ہے کہ منڈی پر کساد بازاری کا حملہ ہونے والا ہے تو وہ سب سے پہلے اپنا روپیہ کھینچنے کی فکر کرتا ہے۔اس طرح کبھی تو محض اس کے خودغرضانہ اندیشوں ہی کی بدولت دنیا پر کساد بازاری کا واقعی حملہ ہوجاتا ہے، اور کبھی اگر دوسرے اسباب سے کساد بازاری آگئی تو سرمایہ دار کی خودغرضی اس کو بڑھا کر انتہائی تباہ کن حدتک پہنچادیتی ہے۔

سود کے یہ تین نقصانات تو ایسے صریح ہیں کہ کوئی شخص جو علم المعیشت سے تھوڑا سا مس بھی رکھتا ہو ان کا انکار نہیں کرسکتا، اس کے بعد یہ مانے بغیر کیا چارہ ہے کہ فی الواقع اللہ تعالی کے قانون فطرت کی رو سے سود معاشی دولت کو بڑھاتا نہیں بلکہ گھٹاتا ہے۔

اب ایک نظر صدقات کے معاشی اثرات ونتائج کو بھی دیکھ لیجئے، اگر سوسائیٹی کے خوش حال افراد کا طریقِ کار یہ ہو کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق پوری فراخ دلی کے ساتھ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات خریدیں، پھر جو روپیہ ان کے پاس ان کی ضرورت سے زیادہ بچے اسے غریبوں میں بانٹ دیں تاکہ وہ بھی اپنی ضروریات خرید سکیں، پھر اس پر بھی جو روپیہ بچ جائے اسے یا تو کاروباری لوگوں کو بلاسود قرض دیں، یا شرکت کے اصول پر ان کے ساتھ نفع ونقصان میں حصہ دار بن جائیں، یا حکومت کے پاس جمع کردیں کہ وہ اجتماعی خدمات کے لئے ان کو استعمال کرے، تو ہر شخص تھوڑے سے غور وفکر ہی سے اندازہ کرسکتا ہے کہ ایسی سوسائیٹی میں تجارت اور صنعت اور زراعت کو بے انتہا فروغ حاصل ہوگا، اس کے عام افراد کی خوشحالی کا معیار بلند ہوتا چلا جائے ،گا اور اس میں بحیثیت مجموعی دولت کی پیداوار اس سوسائیٹی کی بہ نسبت بدرجہا زیادہ ہوگی جس کے اندر سود کا رواج ہو۔

(تفہیم القرآن ص۲۱۴/۲۱۵/۲۱۶ج۱)

ربا کی تعریف

لغت میں ربا کے معنی ہے زیادتی، بڑھوتری، بلندی، اور اصطلاح شرع میں ایسی زیادتی کو کہتے ہیں جو کسی مالی معاوضہ کے بغیر حاصل ہو۔

ربا اور سود میں فرق

ربا کا اردو میں ترجمہ عام طور پر سود سے کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے لوگ عموماً غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ربا اور مروجہ سود دونوں عربی اور اردو میں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، حالانکہ ایسا نہیں، ربا ایک عام اور وسیع مفہوم کا حامل ہے، جبکہ مروجہ سود ربا کی ایک قسم یا ایک شاخ ہے، کیونکہ مروجہ سود کے معنی ''روپیہ کی ایک متعین مقدار، ایک معین میعاد کے لئے قرض دے کر متعین شرح کے ساتھ نفع یا زیادتی لینا'' بلا شبہ یہ بھی ربا کی تعریف میں داخل ہے، مگر صرف اسی ایک صورت یعنی قرض وادھار پر نفع وزیادتی لینے کا نام ربا نہیں، بلکہ ربا کا مفہوم اس سے بھی وسیع ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے وحی الٰہی کی روشنی میں ربا کے مفہوم کو وسعت دے کر لین دین اور خرید وفروخت کے معاملات کی بعض ایسی صورتیں بھی بیان فرمائی ہیں جن میں چیزوں کے باہم لین دین، یا ان کی باہمی خرید وفروخت میں کمی بیشی کرنا بھی ربا ہے، اور ان میں ادھار لین دین کرنا بھی ربا ہے۔

ربا کی قسمیں اور ان کے احکام

ربا کے مذکورہ بالا وسیع مفہوم کے مطابق فقہاء نے ربا کی جو قسمیں مرتب کی ہیں، ان میں سے عام طور پر یہ پانچ قسمیں بیان کی جاتی ہیں:

(۱):......رباءِ قرض۔

(۲):......رباء رہن۔

(۳):......رباء شراکت۔

(۴):......رباء نسیہ۔

(۵):......رباء فضل۔

رباء قرض:......کا مطلب یہ ہے کہ: قرض خواہ کا بحسب شرط' متعینہ میعاد کے بعد اپنے اصل مال پر کچھ زائد مقدار لینا۔اس کی مثال مروجہ سود کی صورت ہے،یعنی ایک شخص کسی کو اپنے روپیہ کی ایک متعین مقدار ایک متعین میعاد کے لئے اس شرط پر قرض دیتا ہے کہ اتنا روپیہ اس کا ماہوار سود کے حساب سے دینا ہوگا اور اصل روپیہ بدستور باقی رہے گا۔رباء کی یہ صورت کلیۃً حرام ہے،جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

رباء رہن:......کا مطلب ہے: بلا کسی مالی معاوضہ کے وہ نفع جو مرتہن کو راہن سے یا شئی مرہونہ سے حاصل ہو۔اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص (یعنی راہن) اپنی کوئی ملکیت مثلاً زیور یا مکان کسی دوسرے شخص (یعنی مرتہن) کے پاس بطور ضمانت رکھ کر اس سے کچھ روپیہ قرض لے اور وہ مرتہن اس رہن کی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھائے،مثلاً اس مکان میں رہے،یا اسے کرایہ پر چلائے،اور یا یہ کہ اس رہن رکھی چیز سے فائدہ نہ اٹھائے، بلکہ راہن سے نفع حاصل کرے، بایں طور کہ قرض دی ہوئی رقم پر سود حاصل کرے۔رہن کی یہ دونوں ہی صورتیں حرام ہیں۔

رباء شراکت:......کا مطلب ہے: کسی مشترک کاروبار میں ایک شریک اپنے دوسرے شریک کا نفع متعین کردے اور جملہ نقصانوں اور فائدوں کا خود مستحق بن جائے۔یہ بھی حرام ہے۔

رباءِنسیہ:......کا مطلب ہے: دو چیزوں کے باہم خرید وفروخت میں ادھار کرنا خواہ اس ادھار میں اصل مال پر زیادتی لی جائے ، مثلاً ایک شخص کسی دوسرے کو ایک من گیہوں دے اور دوسرا شخص اس کے بدلہ میں اسے ایک ہی من گیہوں دے مگر ایک دو دن یا ایک دو ماہ بعد دے۔ یہ اس صورت کی مثال ہے کہ دو چیزوں میں باہم تبادلہ ہوا، مگر یہ تبادلہ دست بدست نہیں ہوا، بلکہ ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار معاملہ ہوا، نیز اس ادھار میں اصل مال پر کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔کمی بیشی کے ساتھ ادھار لین دین کی مثال یہ ہے کہ: مثلاً ایک شخص کسی دوسرے کو ایک من گیہوں دے گا، رباءِنسیہ کی یہی وہ صورت ہے جو زمانۂ جاہلیت میں بھی رائج تھی اور اب بھی مروجہ سود کی شکل میں موجود ہے۔اور ایک اعتبار سے یہ ''رباءِقرض کی قسم میں بھی داخل ہے۔

رباءِفضل:......کا مطلب ہے: دو چیزوں میں باہم کمی بیشی کے ساتھ دست بدست لین دین۔مثلاً: ایک شخص کسی کو ایک من گیہوں دے اور اس سے اسی وقت اپنے ایک من گیہوں کے بدلہ میں سوا من گیہوں لے۔ رباء کی یہ دونوں قسمیں یعنی نسیہ اور فضل چونکہ باہم لین دین کی دو بنیادی صورتیں ہیں، نیز لاعلمی کی بناء پر عام طور پر لوگ ان میں سود کے پیدا ہونے والے حکم سے نابلد ہیں، اس لئے مناسب ہے کہ ان کے احکام بیان کرنے سے پہلے چند باتیں بطور تمہید وقاعدہ بیان کردی جائیں تاکہ ان احکامات کو سمجھنے میں دقت نہ ہو:

(۱):......لین دین اور تجارت کا معاملہ جن چیزوں سے متعلق ہوتا ہے وہ تین قسم کی ہیں: یا تو ان کا لین دین وزن سے ہوتا ہے، یا کسی برتن سے ناپی جاتی ہیں، یا نہ تو وزن کی جاتی ہیں اور نہ کسی برتن سے ناپی جاتی ہیں۔پہلی اور دوسری قسم کی مثال غلہ ہے کہ کہیں تو غلہ کو تول کر

بیچنے کا دستور ہے اور کہیں برتن میں بھر کر ناپنے کا، لین دین اور خرید وفروخت میں جو چیزیں تولی جاتی ہیں ان کو ’’موزون‘‘ کہتے ہیں، اور جو چیزیں ناپی جاتی ہیں ان کو ’’مکیل‘‘ کہتے ہیں، کسی چیز کے موزون یا مکیل ہونے کی صفت کو اصطلاح فقہ میں ’’قدر‘‘ کہتے ہیں۔اس مختصر لفظ ’’قدر‘‘ کو ذہن میں رکھئے!

(۲):...... ہر چیز کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے، مثلاً گیہوں کا گیہوں ہونا‘ چاندی کا چاندی ہونا‘ اور کپڑے کا کپڑا ہونا، اسی حقیقت کو ’’جنس‘‘ کہتے ہیں، اس لفظ ’’جنس‘‘ کو بھی یاد رکھنا چاہئے!

(۳):......جن چیزوں کا باہم لین دین ہوتا ہے وہ کبھی تو ’’قدر‘‘ میں متحد اور مشترک ہوتی ہیں اور ’’جنس‘‘ میں مختلف ہوتی ہیں، مثلاً: گیہوں اور چنا‘ یہ دونوں چیزیں ’’قدر‘‘ میں مشترک یعنی یکساں ہیں، کیونکہ دونوں موزون ہیں یا مکیل ہیں، مگر جنس میں مختلف یعنی یکساں نہیں ہیں، کیونکہ ایک کی حقیقت گیہوں ہے اور دوسرے کی حقیقت چنا ہے، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جن دو چیزوں میں باہم لین دین ہوتا ہے ان کی جنس تو متحد و یکساں ہوتی ہے، مگر قدر میں یکسانیت نہیں ہوتی، مثلاً: ململ کا ململ سے تبادلہ، کہ دونوں کی جنس تو ایک ہے، مگر چونکہ دونوں موزون اور مکیل نہیں (کیونکہ ململ کی خرید وفروخت نہ تو تول کر ہوتی ہے اور نہ کسی برتن میں ناپ کر) اس لئے جب یہ دونوں قدر ہی نہیں تو قدر میں ایک کیسے ہوں گی؟ یا بکری کا بکری سے تبادلہ کہ دونوں کی جنس تو ایک ہے، مگر چونکہ موزون اور مکیل نہیں، اس لئے نہ قدر ہے اور نہ اتحاد قدر۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جن دونوں چیزوں میں باہم لین دین ہوتا ہے ان کی جنس بھی ایک ہوتی ہے اور قدر میں بھی یکسانیت ہوتی ہے، جیسے گیہوں کا گیہوں سے تبادلہ کہ ان دونوں کی جنس بھی ایک ہے اور قدر بھی ایک ہے۔ اور

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جن دو چیزوں میں باہم لین دین ہوتا ہے ان میں نہ تو جنس کی یکسانیت ہوتی ہے اور نہ قدر کی، جیسے روپیہ اور کپڑا یا روپیہ اور غلہ (گویا آج کل لین دین اور تجارت کی جو عام شکل ہے) کہ نہ تو ان کی جنس ایک ہے اور نہ قدر ایک ہے، لہذا باہم لین دین اور تجارت کی جانے والی چیزیں چار قسم کی ہوئیں:

(۱):......متحد القدر والجنس (یعنی دونوں کی جنس بھی ایک اور قدر بھی ایک)۔

(۲):......متحد القدر غیر متحد الجنس (یعنی دونوں کی قدر تو ایک، مگر جنس الگ الگ)۔

(۳):......متحد الجنس غیر متحد القدر (یعنی دونوں کی جنس تو ایک، مگر قدر الگ الگ)۔

(۴):......غیر متحد الجنس والقدر (یعنی دونوں کی نہ تو جنس ایک اور نہ قدر)۔

اس تمہید کو جان لینے کے بعد چیزوں کے باہم لین دین اور تجارت کے سلسلہ میں وہ قاعدہ کلیہ سمجھ لیجئے! جو اگر ذہن میں رہے تو نہ صرف اس باب کے احکام ومسائل سمجھنے میں آسانی ہوگی، بلکہ اپنی عملی زندگی میں بھی ربا اور سود جیسے گناہ سے بچنا آسان ہوگا۔

وہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ: جو دو چیزیں متحد القدر والجنس ہوں، ان کے باہم تبادلہ وتجارت میں شرعی طور پر دو چیزیں ضروری ہیں: ایک تو یہ کہ وہ دونوں چیزیں وزن یا پیمانہ میں برابر سرابر ہو۔ دوسرے یہ کہ دونوں دست بدست ہوں، مثلا اگر ہم دو شخص آپس میں گیہوں کو گیہوں سے بدلنا چاہیں تو اس میں کمی بیشی درست نہیں ہے، یعنی یہ درست نہیں کہ ہم میں سے ایک تو سیر بھر گیہوں دے اور دوسرا سوا سیر دے، بلکہ دونوں ہی کو سیر سیر بھر یا سوا سوا سیر ہی دینا ضروری ہے، اور نہ یہ درست ہے کہ ایک تو سر دست لے لے اور دوسرا کل یا پرسوں یا تھوڑی دیر کے بعد، بلکہ ایک ہی مجلس میں اور ایک ہی وقت میں دونوں کو اپنا اپنا حق لینا واجب ہے۔ اور جو چیزیں متحد القدر غیر متحد الجنس ہوں یا متحد الجنس غیر متحد القدر ہوں،

ان دونوں کا حکم ایک ہے، وہ یہ کہ ان کے باہم لین دین میں کمی بیشی تو جائز ہے مگر ادھار جائز نہیں، مثلاً گیہوں کو چنے سے بدلنا چاہیں کہ ان دونوں کی جنس تو الگ الگ ہے مگر قدر ایک ہے، اس لئے ان دونوں کے تبادلہ میں کمی بیشی تو جائز ہوگی کہ ایک شخص ایک سیر گیہوں دے اور دوسرا اس کے بدلہ میں سوا سیر چنا دے، مگر ان کے تبادلہ میں ادھار جائز نہیں ہوگا۔

یا اسی طرح ایک بکری کو دوسری بکری سے بدلنا چاہیں تو کہ ان دونوں کی جنس تو ایک ہے مگر قدر ایک نہیں، کیونکہ قدر تو موزون یا مکیل ہونے کو کہتے ہیں اور بکری نہ مکیل ہے نہ موزون، لہذا ان میں بھی کمی بیشی جائز ہے کہ ایک شخص تو ایک بکری دے اور دوسرا اس کے بدلہ میں دو بکریاں دیں، مگر ان کے تبادلہ میں بھی ادھار جائز نہیں ہوگا۔ اور جو چیزیں نہ متحد الجنس ہوں اور نہ متحد القدر ہوں، ان میں کمی بیشی بھی جائز ہے اور نقد و ادھار کا فرق بھی جائز ہے، مثلاً روپیہ اور غلہ کی باہم تجارت (جیسا کہ آج کل رائج ہے کہ اشیاء کا لین دین روپیہ کے ذریعہ ہوتا ہے) کہ ان دونوں کی نہ تو جنس ایک اور نہ ان کی قدر ایک ہے، لہذا اگر کوئی شخص روپیہ دے کر غلہ خریدنا چاہے تو اس صورت میں کمی بیشی بھی جائز ہے کہ چاہے تو ایک روپیہ کے بدلہ میں ایک سیر غلہ لیا دیا جائے، اور چاہے تو ایک روپیہ کے بدلہ میں دو سیر غلہ لیا دیا جائے۔

اسی طرح اس صورت میں ادھار لین دین بھی جائز ہے کہ چاہے تو دست بدست لین دین ہو چاہے تو ادھار کی صورت میں۔ اب اس قاعدہ کلیہ کا حاصل چار قاعدے ہوئے:

(۱):...... اشیاء متحد القدر و متحد الجنس کے لین دین میں برابری اور دست بدست ہونا واجب ہے۔

(۲):......اشیاء متحد القدر و غیر متحد الجنس کے لین دین میں نہ برابری واجب ہے، اور نہ دست بدست ہونا واجب ہے۔

(۳):......اشیاء متحد الجنس غیر متحد القدر کے لین دین میں دست بدست ہونا تو واجب ہے، مگر برابری ضروری نہیں۔

(۴):......اشیاء متحد القدر غیر متحد الجنس کے لین دین میں دست بدست ہونا ضروری ہے مگر برابری ضروری نہیں۔(مظاہر حق (جدید)۶۴/۶۵/۶۶ ج۳)

مرغوب الاحادیث والآثار فی ترھیب اسبال الازار

المعروف بہ

ٹخنوں سے نیچے کپڑ الٹکانا

ٹخنوں سے نیچے کپڑ الٹکانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے،۔اس پر احادیث میں سخت وعیدیں ارشاد فرمائی گئی ہیں۔اس مختصر رسالہ میں ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ ہر آدمی کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے اور اسے خوب پھیلانا چاہئے تا کہ امت ایک مہلک گناہ سے بچ سکے۔موضوع کے متعلق مختصر مگر بہت مفید اور قابل مطالعہ رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلیشرز، کراچی

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امت میں ایک گناہ اس قدر عام ہو گیا ہے کہ اس کی اصلاح بظاہر بہت مشکل ہے، وہ ہے ٹخنوں سے نیچے ازار، لنگی، قمیص وغیرہ کا لٹکانا۔ کتنے عبادت گذار اور نماز وروزہ کے پابند لوگ بھی اس گناہ کو بے تکلف کر رہے ہیں، بعض مشائخ کہلائے جانے والے حضرات بھی اس مرض میں مبتلا دیکھے گئے، اساتذۂ حدیث کو دیکھ کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ان کی نظر میں آپ ﷺ کے اس قدر سخت ارشادات ہونے کے باوجود کیسے وہ اس مہلک گناہ میں پھنسے ہوئے ہیں، دعوت وتبلیغ کے حضرات تو بیچارے پھر بھی اہل علم نہیں، تاہم ان سے بھی اس گناہ کا صدور نہ ہونا چاہئے، اور انہیں بھی پوری احتیاط برتنی چاہئے۔ ہاں اہل علم، اہل خانقاہ، اہل دعوت اور دیندار عوام میں ایک طبقہ ماشاء اللہ اس گناہ کی اہمیت کو سمجھتا ہے اور پوری کوشش کرتا ہے کہ وہ اس کبیرہ گناہ سے حتی الامکان محفوظ رہے اور رہتے بھی ہیں۔ اللہ تعالی سارے ہی مسلمانوں کو اس مہلک اور بڑے گناہ سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اس گناہ پر جہنم کی وعید، اللہ کی رحمت سے محرومی، قیامت تک زمین میں دھنسنے کا عذاب، آپ ﷺ کو یہ عادت سخت ناپسند تھی، اسے تکبر کہہ کر اللہ کی ناراضگی تک فرمایا، اس گناہ میں مبتلا کی نماز قبول نہیں، آپ ﷺ نے اس پر وضو تک کے اعادہ فرمانے کا حکم دیا، اس پر جنت کو حرام اور جہنم کو حلال تک کہا گیا، یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: اگر وہ اس گناہ کو چھوڑ دے تو کیا ہی اچھا آدمی ہے، اور اس میں کوئی خیر نہیں، اللہ کا بندہ ہے تو اس سے باز آ، جس کپڑے کو روندا جائے گا وہ جہنم میں اسے روندے گا، جنت کی خوشبو تک حرام، صفائی اور تقوی کا سبب ہے، اللہ سے ڈرو، منافق کی علامت، شب برأت میں بھی رحمت سے محرومی، جیسے ارشادات

سے وعیدیں سنائی گئیں۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے ایک مرتبہ سن کر اس گناہ سے توبہ کی اور موت تک اس پر قائم رہے اور اس کے بعد ہمیشہ اہتمام سے لنگی وغیرہ ٹخنوں سے اوپر ہی باندھی۔

اس وقت امت کا ایک بڑا طبقہ ازار وغیرہ تو نیچے نہیں باندھتا مگر یہ عربی جبہ کئی مرتبہ ٹخنوں سے نیچے ہوتا ہے، اور بعض ائمہ تو ایسے ہی جبے میں امامت کرتے ہیں، ان کو تو بہت اہتمام سے اس عادت کو چھوڑنا چاہئے اور مکمل احتیاط کرنی چاہئے کہ امام ہی کی نماز قبول نہ ہو تو مقتدی کی نمازوں کا کیا حال ہوگا؟ قمیص، جبہ، عمامہ وغیرہ سب ہی کا ایک ہی حکم ہے، دیکھئے! حدیث نمبر: ۶/۔

بعض حضرات اپنے اس غلط اور حرام عمل کی تاویل یہ کہہ کر کر دیتے ہیں کہ ٹخنوں سے نیچے ہونا اس وقت حرام ہے جبکہ تکبر کی نیت سے ہو، یہ بھی ''چوری اور سینہ زوری'' کی مترادف ہے۔ حدیث میں تو بہت واضح طور پر اس طرح ازار لٹکانے کو تکبر فرمایا گیا ہے۔ دیکھئے! حدیث نمبر: ۸/۔

الحمد للہ علماء کی ایک جماعت بکثرت اس فعل قبیح پر وعظ ونصیحت کے ذریعہ توجہ دلاتی رہتی ہے۔ راقم کا مسجد اقصی کا سفر ہوا تو وہاں مقتدا حضرات کو دیکھ کر افسوس ہوا، اور دل میں داعیہ پیدا ہوا اس پر ایک مختصر رسالہ لکھ کر ان کو بھیجوں، الحمد للہ مسجد اقصی کے امام صاحب کی خدمت میں اسے ارسال بھی کیا گیا ہے، اللہ کرے یہ مختصر تحریر اس گناہ کے چھوڑنے میں مددگار اور مفید ثابت ہو، آمین۔ اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اور ذریعۂ نجات وذخیرۂ آخرت بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

کپڑے کا جوحصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہوگا

(۱)......عن ابی هريرة رضی الله عنه، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : ما اسفل من الکعبین من الازار ففی النار۔[۱]

(بخاری، باب ما اسفل من الکعبین فهو فی النار ، رقم الحدیث:۵۷۸۷)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہوگا۔

تشریح:......اس حدیث پر اشکال ہوتا ہے کہ جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہے وہ دوزخ میں ہوگا، تو کپڑے کا کیا گناہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: کپڑے سے مراد پہننے والا ہے، اور کپڑے کو پہننے والے کے بدن سے کنایہ کیا ہے۔

(عمدۃ القاری ص۴۴۰ ج۲۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔نعم الباری فی شرح صحیح البخاری ص۲۵۸ ج۱۲)

ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننے والا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم

(۲)......عن ابی هريرة رضی الله عنه، ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : لا ینظر الله یوم القیامة الی من جر ازاره بطرا۔

(بخاری، باب من جر ثوبه من الخیلاء ، رقم الحدیث:۵۷۸۸)

---

[۱]......یہ روایت نسائی شریف میں آئی ہے:

(۱)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ما تحت الکعبین من الازار ففی النار۔(نسائی شریف، ما تحت الکعبین من الازار ، رقم الحدیث:۵۳۳۲)

(۲)......عن ابی هريرة رضی الله عنه، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : ما اسفل من الکعبین من الازار ففی النار۔(نسائی شریف، ما تحت الکعبین من الازار ، رقم الحدیث:۵۳۳۳)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنا تہبند غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت بھی نہیں فرمائیں گے۔[1]

---

[1]......"مسلم شریف" میں اس طرح کی روایتیں مختلف الفاظ سے آئی ہیں:

(۱)...... ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : لا ينظر الله الى من جرّ ثوبه خيلاء۔

(۲)...... ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : ان الذى يجر ثيابه من الخيلاء ' لا ينظر الله اليه يوم القيامة۔

(۳)...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من جر ثوبه من الخيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيامة۔

(۴)...... عن ابن عمر انه راى رجلا يجر ازاره ، فقال : ممن انت ؟ فانتسب له ، فاذا رجل من بنى ليث ، فعرفه ابن عمر فقال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم بِأُذُنَيَّ هاتَين يقول : من جرّ ازاره لا يريد بذلک الا المَخِيلة ' فانّ الله لا ينظر اليه يوم القيامة۔

(۵)...... عن نافع بن عبد الحارث ان يسأل ابن عمر (قال) وانا جالس بينهما : اسمعتَ من النبى صلى الله عليه وسلم فى الذى يجرّ ازاره من الخيلاء شيئا ؟ قال : سمعته يقول : لا ينظر الله اليه يوم القيامة۔

(۶)...... عن ابن زياد قال سمعت ابا هريرة ' و رأى رجلا يجر ازاره ' فجعل يضرب الارض برِجله ' وهو امير على البحرين' وهو يقول : جاء الامير جاء الامير، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله لا ينظر الى من يجرُّ ازارهُ بطرا۔

(مسلم، باب تحريم جر الثوب خيلاء الخ ، رقم الحديث:۲۰۸۴/۲۰۸۷)

(۷)...... عن عبد الله رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من جرّ ثوبه ' او قال ان الذى يجر ثوبه من الخيلاء ' لم ينظر الله اليه يوم القيامة۔

(نسائی، باب:التغليظ فى جر الازار ، رقم الحديث:۵۳۲۹)

ان تمام روایات کا حاصل یہی ہے کہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والوں کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائیں گے۔

ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والا قیامت تک دھنسایا جائے گا

(۳)......عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم : بینما رجل یجر ازاره من الخیلاء خُسف به فهو یتجلجل فی الارض الی یوم القیامة۔

(بخاری، باب حدیث الغار ، کتاب احادیث الانبیاء ، رقم الحدیث:۳۴۸۵۔باب من جر ثوبه من الخیلاء ، رقم الحدیث:۵۷۹۰)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص اپنا تہبند غرور کی وجہ سے گھسیٹتا چل رہا تھا، اسے دھنسا دیا گیا، اور وہ اسی طرح قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔[۱]

ازار کہاں تک پہننی چاہئے

(۴)......عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ عنه قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم : اِزْرَةُ المسلم الی نصف ساق ' ولا حرج – أو: لاجناح ' فیما بینه وبین الکعبین ، ما کان اسفل من الکعبین فهو فی النار ، من جر ازاره بطرا ' لم ینظر اللہ

---

[۱]......یہ روایت ''ترمذی شریف'' اور ''نسائی شریف'' میں بھی آئی ہے:

(۱)......عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم:خرج رجل ممن کان قبلکم فی حلة له یختال فیها ' فامر اللہ الارض فاخذه، فهو یتجلجل (فیها) او قال : یتجلجل فیها الی یوم القیامة۔(ترمذی، باب ما جاء فی شدة الوعید للمتکبرین ، رقم الحدیث:۲۴۹۱)

(۲)......عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال : ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: بینا رجل یجر ازاره من الخیلاء خُسف به فهو یتجلجل فی الارض الی یوم القیامة۔

(نسائی، التغلیظ فی جر الازار ، رقم الحدیث:۵۳۲۸)

الیہ۔(ابوداؤد، باب : فی قدر موضع الازار ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۴۰۹۳)

ترجمہ:......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کی ازار آدھی پنڈلی تک ہے، اور آدھی پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، اور جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ تو جہنم کی آگ میں ہوگا۔ جس نے اپنی تہبند تکبر کی وجہ سے لٹکائی اس کی طرف اللہ تعالی قیامت کے دن (نظر رحمت سے) نہیں دیکھیں گے۔[1]

(۵)......عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال مررت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی ازاری استرخاء ، فقال : یا عبد اللہ ! ارفع ازارک ، فرفعتہ، ثم قال : زد فزدت ، فما زلت اَتَحَرّاھَا بعدُ ، فقال بعض القوم الی این ؟ قال : الی انصاف الساقین۔(مسلم، باب من جر ثوبہ من الخیلاء ، رقم الحدیث:۲۰۸۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذرا، اس حال میں کہ میری ازار لٹک رہی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! اپنی ازار اونچی کرلو، میں نے اسے اوپر اٹھالیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور اوپر اٹھالو، میں نے اور اٹھائی، میں اپنی ازار اٹھاتا رہا یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے کہا: کہاں تک (ازار) اوپر اٹھائے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: آدھی پنڈلی تک۔

---

[1]......''ابن ماجہ'' کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اِزْرَۃُ المسلم الی نصف ساقیہ ، لاجناح علیہ ما بینہ وبین الکعبین ، وما اسفل من الکعبین فی النار، یقول ثلا ثا : لا ینظر اللہ الی من جر ازارہ بطرا۔

(ابن ماجہ، باب : موضع الازار این ھو ؟ رقم الحدیث:۳۵۷۳)

ازار کی طرح قمیص اور عمامہ بھی ٹخنوں سے نیچے جائز نہیں

(۶)......عن سالم بن عبد الله عن ابيه رضی الله عنهما عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: الاسبال فی الازار والقميص والعمامة، من جرّ شيئا خيلاء، لم ينظر الله اليه يوم القيامة۔(ابوداؤد، باب: فی قدر موضع الازار، رقم الحديث:۴۰۹۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ازار، قمیص اور عمامہ میں ہے۔(یعنی جس طرح تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے میں وعید ہے، یہی وعید عمامہ اور قمیص کو بھی شامل ہے) اور جس نے ان میں سے کسی کو بھی تکبر کی وجہ سے لٹکایا، اس کی طرف اللہ تعالی قیامت کے دن (نظر رحمت سے) نہیں دیکھیں گے۔[1]

آپ ﷺ کو دس عادتیں ناپسند تھیں

(۷)......عن ابن مسعود رضی الله عنه يقول: كان نبی الله صلی الله عليه وسلم يَكره عشرَ خلالٍ: الصفرةَ، يعنی الخلوق، وتغييرَ الشيب، وجرَّ الازار، والتّختُّمَ

---

[1]......''ابوداؤد'' کی ایک اور روایت میں ہے:

(۱)......حدثنا يزيد بن سمية قال: سمعت ابن عمر رضی الله عنهما يقول: ما قال رسول الله صلی الله عليه وسلم فی الازار فهو فی القميص۔

(ابوداؤد، باب: فی قدر موضع الازار، رقم الحديث:۴۰۹۴)

''ابن ماجہ'' کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

(۲)......عن سالم بن عبد الله عن ابيه رضی الله عنهما عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: الاسبال فی الازار والقميص والعمامة، من جرّ شيئا خيلاء، لم ينظر الله اليه يوم القيامة۔

(ابن ماجہ، باب: طول القميص كم هو؟ :۳۵۷۶)

بالذهب ، والتّبرُّجَ بالزينة لغير محلِّها ، والضرب بالكِعَاب ، والرُّقى الا بالمعوذات ، وعَقدَ التمائم ، وعزلَ الماء لغير – أو غير – محله – أو عن محله – وفساد الصبى غيرَ مُحرّمة۔(ابوداؤد، باب ما جاء فى خاتم الذهب ، رقم الحديث:۴۲۲۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو دس عادتیں ناپسند تھیں: زرد رنگ یعنی خلوق (جو ایک خاص مرکب خوشبو ہے)، (کالا خضاب استعمال کر کے) بڑھاپے کو بدلنا، تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، سونے کی انگوٹھی پہننا، بغیر موقع ومحل کے (حرام مواقع میں) عورتوں کا زینت اختیار کرنا (یعنی شوہر کے علاوہ کے لئے)، گٹے کھیلنا، تعویذ کرنا مگر معوذتین سے (غیر اسلامی تعویذات ومنتر الا یہ کہ آیات قرآنیہ وغیرہ سے ہوں)، تعویذ (گلے میں) لٹکانا (اس میں بھی تفصیل ہے)، کسی غیر مقام میں یا حرام مقام میں منی کا اخراج کرنا (مثلاً: دبر میں وطی کرنا)، بچہ کو (ایام رضاعت میں صحبت کر کے) خراب کر دینا، لیکن یہ حرام نہیں ہے (یعنی مکروہ تحریمی نہیں بلکہ مکروہ تنزیہی ہے)۔[۱]

تشریح:......الضرب بالكعاب: یہ ایک قسم کا کھیل ہے، یوں سمجھئے کہ شطرنج کی ایک قسم ہے، بارہ سیا' اٹھارہ سیا' اس کو کہتے ہیں، کسی تختہ وغیرہ پر خانے بنا کر کھیلتے ہیں۔

(الدر المنضود علی سنن ابی داؤد ص ۲۲۸ ج ٦)

---

[۱]......''نسائی شریف'' کے الفاظ یہ ہیں:

عن ابن مسعود رضى الله عنه أنّ نبى الله صلى الله عليه وسلم يُكره عشرَ خصالٍ : الصفرةَ ، يعنى الخَلوق، وتغييرَ الشيب، وجرَّ الازار، والتّختُّمَ بالذهب، والضرب بالكِعَاب، والتّبرُّجَ بالزينة لغير محلِّها ، والرُّقى الا بالمعوّذات ، وتعليقَ التمائم ، وعزلَ الماء بغيرمحلِّه ، وإفسادَ الصبى غيرَ مُحرّمِه۔(نسائی، الخضاب بالصفرة ، كتاب الزينة من السنن ، رقم الحديث:۵۰۹۱)

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا تکبر ہے، اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتے

(۸)......عن جابر بن سُلَيم رضی الله عنه قال : رأيتُ رجلا يصدُرُ الناسُ عن رأيه ، لا يقول شيئا الا صَدَرُوا عنه ، قلتُ: من هذا ؟ قالوا : رسول الله صلى الله عليه وسلم، قلتُ : عليک السلام يا رسولَ الله ، مرّتين ، قال : لا تقل عليک السلام ، فان عليک السلام تحيَّةُ الميت ، قل: السلام عليک ، قال قلتُ:انت رسول الله ؟ قال : انا رسول الله الذى اذا اصابک ضُرٌّ ‘ فدعوتَه كشفهُ عنک ، وان اصابک عامُ سنةٍ فدعوتَه انبتها لک، واذا كنتَ بارضٍ قَفْرٍ او فلاةٍ فضلَّتْ راحلتُک ‘ فدعوتَه ردّها عليک ،قال : قلت : اعهدُ اِلَيَّ ، قال:لا تَسُبَّنَّ احدا ، قال : فما سببتُ بعده حُرّا ‘ ولا عبدا ‘ ولا بعيرا ‘ ولا شاةً ، قال : ولا تحقِرنَّ من المعروف شيئا ، وان تُكلِّم اخاک وانت مُنبَسِطٌ اليه وجهُک انّ ذلک من المعروف ، وارفعْ ازارک الى نصف السّاق ، فان ابيتَ فالَى الكعبين ، وايّاک واِسبالَ الازار ، فانّها من المَخِيلة ، وان الله لا يحب المَخيلةَ ، واِن امُرؤ شتمک و عيّرک بما يعلم فيک‘ فلا تُعيّره بما تعلم فيه ‘ فانما وبالُ ذلک عليه ؎

؎......"نسائی شریف" کے الفاظ یہ ہیں:

عن ابى تميمة الهجيمى ، عن رجل من قومه قال : طلبت النبى صلى الله عليه وسلم ، فلم اقدر عليه فجلست فاذا نفر هو فيهم ‘ ولا اعرفه وهو يصلح بينهم ‘ فلما فرغ قام معه بعضُهم ‘ فقالوا: يا رسولَ الله ، فلما رائت ذلک ‘ قلت : عليک السلام يا رسول الله ‘ عليک السلام يا رسول الله ‘ عليک السلام يا رسول الله ‘ قال : ان عليک السلام تحيَّةُ الميت ، ثم اقبل عليّ فقال : اذا لقى الرجل اخاه المسلم فليقل : السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ، ثم رد على النبى صلى الله عليه وسلم ، قال : وعليک ورحمة الله وبركاته ، وعليک ورحمة الله وبركاته ، وعليک ورحمة الله وبركاته۔(ترمذی، باب ما جاء فى كراهية ان يقول عليک السلام مبتدئا ، رقم الحديث:۲۷۲۱)

ترجمہ:......حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ ان کی رائے کی طرف مراجعت کرتے تھے (یعنی ان کی رائے کو قبول کرتے تھے) وہ کوئی بات نہیں فرماتے تھے مگر لوگ اسے مان لیتے تھے، میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ: یہ رسول اللہ ﷺ ہیں، میں نے دو مرتبہ کہا:”علیک السلام یا رسولَ الله“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”علیک السلام“ مت کہو، اس لئے کہ ”علیک السلام“ یہ تو (یعنی یہ طریقۂ سلام کا زمانہ جاہلیت میں) میت کا سلام تھا، بلکہ تم یوں کہو: ”السلام علیک“۔ راوی فرماتے ہیں کہ: میں نے کہا کہ: آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا کہ: میں اس اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو تم اسے پکارو، پس وہ تمہاری تکلیف دور کر دے گا، اور اگر تمہیں کسی سال قحط سالی کا سامنا کرنا پڑے تو اسے پکارو تو وہ تمہارے لئے (بارش برسا کر اناج' گھاس وغیرہ) اگائے گا، اور جب تم کسی بنجر زمین یا صحرا میں ہو اور تمہاری سواری گم ہو جائے تو تم اسے پکارو وہ تمہاری سواری تمہیں لوٹائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا کہ: مجھ سے عہد لیجئے (اور نصیحت فرمائیے، آپ ﷺ نے) فرمایا کہ: تم ہرگز کسی کو گالی مت دینا۔ راوی کہتے ہیں کہ: اس کے بعد سے میں نے کسی کو گالی نہیں دی (برا نہیں کہا) خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، نہ کسی اونٹ کو نہ بکری کو۔ اور (آپ ﷺ نے) فرمایا کہ: نیکی کی کسی بات کو حقیر مت سمجھو۔ اور تم اپنے بھائی سے مسکرا کر بات کرو (ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ ملو) یہ بھی نیکی ہے، (لہٰذا اس کو بھی معمولی نہ سمجھنا) اور اپنے تہبند کو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک اونچا رکھو، پس اگر اس سے انکار کرو تو (یعنی یہ منظور نہ ہو تو کم از کم) ٹخنوں سے اونچا رکھو، اور تہبند (شلوار یا پاجامہ وغیرہ) ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچتے رہو، اس لئے کہ یہ تکبر میں سے ہے (یا تکبر کی ایک قسم ہے) اور

اللہ تعالی تکبر کو پسند نہیں فرماتے۔اور کوئی شخص تمہیں برا کہے(گالی دے)اورتمہارے اندر جس عیب کا اسے علم ہواس سے تمہیں عار دلائے تو تم اسے اس عیب سے عار مت دلانا جو تمہیں معلوم ہے،اس لئے کہ اس کا وبال اس پر ہی پڑے گا۔

(ابوداؤد، باب ما جاء فی اسبال الازار ، رقم الحديث:۴۰۸۴)

تشریح :......حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ جب پہلی مرتبہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کا جو منظر دیکھا آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا،اس کو بیان کرر ہے ہیں۔ ’’اپنے تہبند کو نصف ساق تک اونچا رکھو‘‘یعنی کعبین حد اور غایت ہے ازار کے لئے،جس میں یہ غایت داخل نہیں،چنانچہ ایک روایت میں ہے:’’ولا حق للكعبين فی الازار‘‘۔ ’’وانِ امرؤ شتمک و عیّرک‘‘اس میں دوسرے شخص کے واقعی عیب پر عار دلانے سے منع کیا گیا ہے، چہ جائیکہ کسی شخص کو ایسے عیب کے ساتھ عار دلایا جائے جو اس کے اندر نہ ہو جیسا کہ لوگ مخالفت اور دشمنی میں کرنے لگ جاتے ہیں۔

(الدر المنضود علی سنن ابی داؤد ص ۱۷۹ ج ٦)

اللہ تعالی ازار لٹکا کر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں فرماتے

(۹)......عن ابی هريرة رضى الله عنه قال : بينما رجل يصلى مسبلا ازاره ‘ فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذهب فتوضأ ، فذهب فتوضا ‘ ثم جاء فقال : اذهب فتوضأ ‘ فقال له رجل : يا رسول الله ! ما لک اَمَرتَه ان يتوضا ثم سكتَّ عنه ، قال : انه كان يصلى وهو مسبل ازاره ‘ وان الله تعالى لا يقبل صلوة رجل مُسبل۔

(ابوداؤد، باب ما جاء فی اسبال الازار ، رقم الحديث:۴۰۸٦)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:ایک شخص اپنا تہبند نیچے لٹکائے نماز

پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: جاؤ اور وضو کرو، وہ شخص گئے وضو کیا پھر آئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور وضو کرو، تو ایک (دوسرے) شخص نے آپ سے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! آپ کیوں اسے وضو کا حکم فرماتے ہیں، پھر خاموش ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ازار لٹکا کر نماز پڑھ رہے تھے، اور اللہ تعالی ازار لٹکا کر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں فرماتے۔[۱]

نماز میں ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے پر نہ جنت حلال' نہ جہنم حرام

(۱۰)......عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من اسبل ازارہ فی صلاتہ خُیلاء فلیس من اللہ جل ذکرہ فی حلٍّ ولا حرامٍ۔ (ابوداؤد، باب الاسبال فی الصلوۃ، رقم الحدیث:۶۳۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو اپنی تہبند نماز میں تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا' اللہ تعالی اس پر نہ جنت حلال کرے گا اور نہ جہنم حرام۔

تین آدمی تین نعمتوں سے محروم اور اللہ کے عذاب کے مستحق

(۱۱)......عن ابی ذر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال: ثلاثۃ لا

[۱]......ابوداؤد شریف کتاب الصلوۃ میں یہ روایت ذرا فرق سے آئی ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: بینما رجل یصلی مسبلا ازارہ' اذ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذھب فتوضأ، فذھب فتوضا ثم جاء' ثم قال: اذھب فتوضأ: فذھب فتوضا ثم جاء فقال لہ رجل: یا رسول اللہ! ما لک اَمَرتَہ ان یتوضا؟ قال: انہ کان یصلی وھو مسبل ازارہ وان اللہ جل ذکرہ لا یقبل صلوۃَ رجلٍ مسبلٍ ازارہ۔

(ابوداؤد، باب الاسبال فی الصلوۃ، رقم الحدیث:۶۳۳)

یکلِّمهم الله ، ولا ینظر الیهم یوم القیامة ، ولا یزکّیهم ، ولهم عذاب الیم ، قلتُ : من هم یا رسول الله ؟ خابوا وخسروا ، فاعادها ثلا ثا ، قلت : من هم یا رسول الله ؟ خابوا و خسروا ، قال : المُسبلُ ، والمنّان ، والمنفق سِلعته بالحلف الکاذب او الفاجر۔(ابوداؤد، باب ما جاء فی اسبال الازار ، رقم الحدیث:۴۰۸۶)

ترجمہ:......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے بات نہیں فرمائیں گے، اور نہ ان کی طرف (رحمت سے) دیکھیں گے، اور نہ انہیں گناہوں سے پاک وصاف کریں گے، اوران کے لئے دردناک عذاب ہے۔ میں نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ وہ تو بے شک ناکام اور نامراد ہوگئے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ان الفاظ کا اعادہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ وہ تو بے شک ناکام اور نامراد ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، احسان کرکے جتانے والا، اور جھوٹی وناجائز قسمیں کھا کر سامان بیچنے والا۔[1]

---

[1]...... یہ روایت مختلف طرق سے کئی کتابوں میں مروی ہے، مثلاً:

(۱)......عن ابی ذررضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال : ثلا ثة لا یکلِّمهم الله یوم القیامة ، ولا ینظر الیهم ، ولا یزکّیهم ، ولهم عذاب الیم ، قال فقرأها رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاث مرات ، قال ابو ذر : خابوا وخسروا من هم یا رسول الله ؟ قال : المُسبلُ ، والمنّان ، والمنفق سِلعته بالحلف الکاذب۔(مسلم، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار الخ ، رقم الحدیث:۱۰۶)

(۲)......عن ابی ذررضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : ثلا ثة لا یکلِّمهم الله یوم القیامة : المنّان الذی لا یعطی شیئا الا منَّةً ، والمنفق سِلعته بالحلف الکاذب ، والمسبل ازاره۔
(مسلم، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار الخ ، رقم الحدیث:۱۰۶)

(۳)......عن ابی ذررضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال : ثلا ثة لا ینظر الله

ایک طویل اور دلچسپ حدیث۔خریم کتنا اچھا ہوتا اگر ازار اوپر کر لیتا

(۱۲)......عن قيسِ بنِ بِشر التَّغلبيّ قال : اخبَرَني ابى ' وكان جليسا لابى الدرداء رضى الله عنه ، قال :كان بدمشق رجل من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم يقال له : ابن الحنظلية ' وكان رجلا مُتوحّدا ' قلَّما يُجالسُ الناس ' انّما هو صلوةٌ ' فاذا فرغ هو تسبيحٌ و تكبيرٌ حتى يأتىَ اهله، قال : فمرَّ بنا ونحن عند ابى الدرداء ، فقال له ابو الدرداء : كلمة تنفعُنا ولا تضرُّک ، قال : بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سريةً فقَدِمَتْ ' فجاء رجل منهم فجلس فى المجلس الّذى يجلس فيه رسولُ الله صلى الله عليه وسلم ' فقال لرجل الى جنبه : لو رأيتَنا حين الْتَقَيْنا نحن والعدوُّ ' فحمل فلانٌ فطعن ' فقال : خُذها منِّى وانا الغلام الغِفارى، كيف ترى فى

اليهم يوم القيامة ' ولا يزكّيهم ' ولهم عذاب اليم ، قلنا من هم يا رسول الله ؟ فقد خابوا وخسروا، فقال : المنّان ' والمسبل ازاره ' والمنفق سِلعته بالحلف الكاذب۔

(ترمذی، باب ما جاء فيمن حلف على سلعة كاذب ، ابواب البيوع ، رقم الحديث:۱۲۱۱)

(۴)......عن ابى ذررضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال : ثلاثة لا يكلِّمهم الله (عز و جل) يوم القيامة ' ولا يزكّيهم ' ولهم عذاب اليم : المنان بما اعطاه ' المُسبلُ ازاره ' والمنفق سِلعته بالحلف الكاذب۔(نسائی، اسبال الازار ، رقم الحديث:۳۵۳۵)

(۵)......عن ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : ان الله لا ينظر الى مُسبل الازار ۔(نسائی، اسبال الازار ، رقم الحديث:۳۵۳۴)

(۶)......عن ابى هريرة رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ثلاثة لا يكلِّمهم الله يوم القيامة ' ولا ينظر اليهم ' ولا يزكّيهم ' ولهم عذاب اليم ، قلت : من هم يا رسول الله ؟ فقد خابوا وخسروا ، قال: المُسبل ازاره ' والمنّان عطاءه ' والمنفق سِلعته بالحلف الكاذب۔(ابن ماجہ، باب ما جاء فى كراهية الايمان فى الشراء والبيع ، رقم الحديث:۲۲۰۸)

قـولـه ؟ قـال : مـا اُراه الا قد بطل اجرُه، فسمع بذلک آخرُ ' فقال : ما أرى بذلک بـأسـا ' فتـنازعا حتى سمع رسولُ الله صلى الله عليه وسلم ، فقال : سبحان اللهِ ' لا بـأس ان يُـؤجَـرَ و يُـحْـمـدَ ، فـرأيت ابا الدرداء سُرَّ بذلک ' فجعل يرفع رأسه اليه' ويـقـول : انـتَ سـمعتَ ذلک من رسول الله صلى الله عليه وسلم ؟ فيقول : نعم ، فما زال يُعِيد عليه ، حتى انِّي لاقولُ: لَيَبْرُكَنَّ على رُكبتيه،

قـال : فـمـرَّ بِنا يوما آخر، فقال له ابو الدرداء : كلمةً تنفعُنا ولا تضرُّک ، قال: قـال : لـنـا رسـول الـلـه صـلـى الـله عليه وسلم : المُنفق على الخيل كالباسط يديهِ بـالـصَّـدقة ' لا يَـقْبِضُـهُما، ثم مرَّ بنا يوما آخر ، فقال له ابو الدرداء : كلمةً تنفعُنا ولا تضرُّک ، قال : قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم : نِعْمَ الرجلُ خُرَيْم الاسدیُّ لـو لا طـولُ جُـمَّتِـه ' واِسبال ازاره ، فبلغ ذلک خريما فعجِل فأخذ شفْرةً فقطع بها جُمَّتَه الى اُذنيه ' ورفع ازارَه الى انصاف ساقيه۔ ل

ثـم مـرّ بـنا يوما آخر ، فقال له ابو الدرداء : كلمةً تنفعُنا ولا تضرّک ، فقال :

ل......کنز العمال میں یہ روایت مختلف الفاظ سے آئی ہے:

(۱)......ای الرجل انت لولا خلتان فیک : تسبل ازارک و ترخی شعرک۔

(کنز العمال ، اسبال الازار ، رقم الحدیث:۴۱۱۸۰)

(۲)......نعم الرجل انت یا خریم لولا خلتان فیک : اسبالک ازارک' وا رخاء ک شعرک۔

(کنز العمال ، اسبال الازار ، رقم الحدیث:۴۱۱۸۲)

(۳)......نعم الفتی خریم لو اخذ من شعره وقصر ازاره۔

(کنز العمال ، اسبال الازار ، رقم الحدیث:۴۱۱۸۳)

(۴)......یا خریم بن فاتک ! لولا خلتان فیک لکنت انت الرجل' توفی شعرک و تسبل ازارک۔(کنز العمال ، اسبال الازار ، رقم الحدیث:۴۱۱۸۶)

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : اِنّكم قادمون على اخوانكم ' فاصلحوا رِحالَكم واصلحوا لباسكم ' حتى تكونوا كانّكم شأمةٌ فى النّاس ' فان الله تعالى لا يحب الفُحشَ ولاالتَّفحُّشَ۔

(ابوداؤد، باب ما جاء فی اسبال الازار ، رقم الحدیث:۴۰۸۹)

ترجمہ:......حضرت قیس بن بشر تغلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھے میرے والد (بشر بن قیس رضی اللہ عنہ) نے جو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ہم نشین (ان کی مجلس میں بیٹھنے والے) تھے بیان کیا کہ آپ ﷺ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے ایک صحابی دمشق

---

(۵)......لولا خلتان فيک كنت انت الرجل ' تسبيل الازار وارخاء الشعر۔

(كنز العمال ، اسبال الازار ، رقم الحديث:۴۱۱۸۵)

(۶)......نعم الفتى انت خريم لو اخذ من شعره وقصر من ازاره۔

(كنز العمال ، اسبال الازار ، رقم الحديث:۴۱۱۸۳)

ایک روایت میں یہ حکم حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ کے بارے میں بھی منقول ہے:

(۷)......نعم الفتى سمرة لو اخذ من لمته وشمر من ازاره۔(كنز العمال ، رقم الحديث:۴۱۱۸۴)

ترجمہ:......سمرۃ بہترین نوجوان ہیں ، اگر وہ کانوں تک بڑھے ہوئے بالوں کو کم کردیں اور اپنا ازار اٹھالیں۔

ایک روایت میں یہ حکم حضرت ابن العاص رضی اللہ کے بارے میں بھی منقول ہے:

(۸)......عن ابى امامة قال : مر ابن العاص على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مسبل ازاره' مسبل جمته، فقال : نعم الفتى ابن العاص لو شمر من مئزره وقصر من لمته، قال : فحلق رأسه و قصر، ورفع ازاره الى الركبة۔(كنز العمال، رقم الحديث:۴۱۹۰۴)

ترجمہ:......ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت ابن العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اپنا تہبند گھسیٹتے ہوئے اور بال بڑھاتے ہوئے گذرے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابن العاص بہترین آدمی ہیں، اگر وہ اپنا ازار اوپر اٹھالیں اور اپنے بالوں کو کم کردیں، فرماتے ہیں کہ: انہوں نے اپنا سر منڈا کر بال کم کردیئے اور گھٹنوں تک تہبند اوپر کرلیا۔

میں تھے، جن کو ابن الحنظلیہ (رضی اللہ عنہ) کہا جاتا تھا، اور وہ بڑے یکسو (اور خلوت نشین) تھے، لوگوں سے بہت کم ملتے جلتے تھے، ان کا مشغلہ نماز تھا، جب نماز سے فارغ ہوتے تو تسبیح وتکبیر میں مشغول ہوجاتے، یہاں تک کہ اپنے گھر آجاتے۔ راوی کہتے ہیں کہ: ایک دن وہ ہمارے پاس سے گذرے اور ہم اس وقت حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا کہ: (اجی کیا بات ہے) کوئی ایسا کلمہ (اور جملہ، کھڑے کھڑے) ارشاد فرمادیں جس سے ہمیں فائدہ ہو اور آپ کا اس میں کوئی نقصان نہ ہو، تو اس پر انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ: ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک سریہ روانہ فرمایا تو جب وہ سریہ مدینہ منورہ لوٹ کر آیا تو اس سریہ والوں میں ایک صاحب آئے اور آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھ گئے، (بیٹھنے کے بعد) انہوں نے ایک اور صاحب سے جو پہلے سے مجلس میں ان کے برابر ہی بیٹھے تھے کہا کہ: ایسا ہوا کہ جب ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا تو ہمارے ساتھیوں میں سے ایک صاحب نے دشمن پر حملہ کیا، یہ حملہ کرنے والے قبیلۂ غفار کے تھے، تو حملہ کرتے وقت وہ کہنے لگے کہ: ’’لے یہ انعام میری طرف سے لیتا جا، تو بھی یاد رکھے گا میں غلام غفاری ہوں‘‘ اس کے بارے میں انہوں نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ: جو بات انہوں نے کہی اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ ان صاحب نے جواباً کہا کہ: میرے خیال میں (تو اس فخریہ جملہ کی وجہ سے) ان کا سارا ثواب باطل ہوگیا۔ اسی مجلس میں ایک صاحب نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا کہ: میرے خیال میں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اس بارے میں دونوں میں تنازع (اور بحث ومباحثہ) ہونے لگا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان کی بات سن لی اور ارشاد فرمایا کہ: سبحان اللہ! اس جملہ میں کوئی حرج نہیں، ان کو ان کے عمل کا اجر بھی ملے گا اور ان کی تعریف

بھی کی جائے گی ، (اس لئے کہ جنگ کی حالت میں فخر اور بڑائی کا اظہار جائز و مستحسن ہے) راوی کہتے ہیں کہ : آپ ﷺ کا یہ ارشاد سن کر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے ، پوری حدیث تو انہوں نے سر جھکا کر سنی تھی ، لیکن سننے کے بعد خوشی اور تعجب کے اظہار کے لئے ان صحابی کی طرف متوجہ ہوئے جنہوں نے یہ حدیث بیان کی تھی ، سر اٹھاتے گئے اور ان کی طرف آگے بڑھتے گئے ، اور بار بار یہ کہتے رہے کہ : کیا تم نے واقعی یہ بات آپ ﷺ سے سنی ہے ؟ راوی کہتے ہیں کہ : ان کی طرف اتنا بڑھتے گئے کہ میں سمجھا کہ وہ ضرور ان کے گھٹنوں پر سوار ہو جائیں گے (یعنی اس قدر قریب ہو جائیں گے کہ گویا ان کے گھٹنوں تک پہنچ جائیں گے)۔ (ایک حدیث تو یہ ہوئی)

راوی کہتے ہیں کہ : پھر ایک دن وہ صحابی (یعنی : ابن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ) ہمارے پاس سے گذرے تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا کہ : (اجی ایسی بھی کیا بات ہے) کوئی ایسا کلمہ (اور جملہ ، کھڑے کھڑے) ارشاد فرمادیں جس سے ہمیں فائدہ ہو اور آپ کا اس میں کوئی نقصان نہ ہو ، اس بار بھی ، اس پر انہوں نے ایک اور حدیث سنائی کہ : آپ ﷺ نے فرمایا کہ : جہاد کے گھوڑے پر خرچ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنے ہاتھ سے صدقہ کرنے کے لئے ہاتھ کو پھیلاتا ہی رہتا ہے اور کبھی سکیڑتا نہیں اور صدقہ کرنا بند ہی نہیں کرتا۔ (یہ دوسری حدیث ہوئی)

اسی طرح ایک اور دن وہ ہمارے پاس سے گذر رہے تھے پھر ، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا کہ : (اجی ایسی بھی کیا بات ہے) کوئی ایسا کلمہ (اور جملہ ، کھڑے کھڑے) ارشاد فرمادیں جس سے ہمیں فائدہ ہو اور آپ کا اس میں کوئی نقصان نہ ہو ، اس پر انہوں نے یہ حدیث سنائی کہ : ایک مرتبہ (حضرت) خریم اسدی (رضی اللہ عنہ)

کے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: خریم اسدی کتنے اچھے آدمی ہیں، اگر اس کے سر کے بال زیادہ لمبے نہ ہوتے اور وہ ازار کو نہ لٹکاتے (پھر تو ان کی خوبی کا کہنا ہی کیا) یہ بات (حضرت) خریم اسدی (رضی اللہ عنہ) کو پہنچی تو انہوں نے حدیث سنتے ہیں قینچی ہاتھ میں لے کر اپنے لمبے بال کانوں تک کاٹ دیئے، اور اپنی ازار آدھی پنڈلی تک کر لی۔ (یہ تیسری حدیث ہوئی)

راوی کہتے ہیں کہ: پھر ایک دن وہ ہمارے پاس سے گذر رہے تھے تو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا کہ: (اجی ایسی بھی کیا بات ہے) کوئی ایسا کلمہ (اور جملہ، کھڑے کھڑے) ارشاد فرمادیں جس سے ہمیں فائدہ ہو اور آپ کا اس میں کوئی نقصان نہ ہو، اس پر انہوں نے فرمایا کہ: ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک سفر سے مدینہ منورہ واپس تشریف لا رہے تھے تو آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ: اب تم اپنے عزیزوں اور بھائیوں کے پاس پہنچ رہے ہو، تو اپنی سواریوں کے کجاوے درست کرلو، اور اپنے لباس اور کپڑے بھی درست کرلو اور ایسے ممتاز ہوجاؤ کہ تم لوگوں میں ایسے لگو جیسے بدن میں خال (سیاہ داغ، تِل) ہوتا ہے (یعنی بالکل صاف ستھرے) اس لئے کہ اللہ تعالی آدمی کی حالت کے بگاڑ کو پسند نہیں فرماتے' (خواہ وہ بگاڑ طبعی ہو یا وقتی اور عارضی)

ٹخنوں سے نیچے ازار میں تو کوئی خیر ہے ہی نہیں

(۱۳)......عن انس رضی الله عنه قال حمید : کانّه یعنی النبی صلی الله علیه وسلم قال: الازار الی نصف الساق ، فشق علیهم ، فقال : او الی الکعبین ، لا خیر فیما فی اسفل من ذلک۔

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ازار

آدھی پنڈلی تک ہو، یہ بات ان کو شاق گذری، اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چلو ٹخنوں تک کرلو، اور ٹخنوں سے نیچے تو کوئی خیر ہے ہی نہیں۔

(الترغیب والترھیب ص۶۴ ج۳، الترغیب فی القمیص والترھیب من طوله و طول غیره مما یلبس وجرّه خیلاء، واسباله فی الصلوة و غیرها)

اگر تو اللہ کا بندہ ہے تو ازار کو اوپر کرلے

(۱۴)...... عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : دخلت علَی النّبی صلی الله علیه وسلم و علیَّ ازارٌ یَتَقَعْقَعُ، فقال : من هذا ؟ فقلت: عبد الله بن عمر ، قال : ان کنتَ عبدَ الله فَارفَعْ ازارک ، فرفعتُ ازاری الی نصف الساقین ، فلم تزَل اُزْرَتُهُ حتی مات۔

(الترغیب والترھیب ص۶۴ ج۳، الترغیب فی القمیص والترھیب من طوله و طول غیره مما یلبس وجرّه خیلاء، واسباله فی الصلوة و غیرها)

ترجمہ:...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری تہبند (کے لٹکنے) سے زور کی آواز آ رہی تھی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کون ہیں؟ میں نے کہا: عبداللہ بن عمر، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو اللہ کا بندہ ہے تو اپنی تہبند اوپر کرلے، پس میں نے اسے آدھی پنڈلی تک اونچا کرلیا۔ (راوی فرماتے ہیں کہ:) پھر وفات تک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تہبند اوپر ہی رہی۔

ایک روایت میں اس طرح ہے:

(۱۵)...... عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : خرجت لیلة و رسول الله صلی الله علیه وسلم بفناء حفصة ، فسمع قعقعة الازار ، فقال: ارفع الازار ، قلت : یا نبی الله

انه مرتفع ، قال : ارفع ازارک – ثلاثا– فانه من جر ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیامة۔(کنز العمال، رقم الحدیث:۴۱۹۰۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں ایک رات باہر نکلا تو رسول اللہ ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے صحن میں تھے، میں آپ کے پیچھے سے آرہا تھا، آپ ﷺ نے تہبند کی (گھسٹنے کی) آواز سنی تو فرمایا: تہبند اوپر کرلو، میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! وہ تو بہت اوپر ہے، فرمایا: اپنا ازار اٹھالو- تین بار فرمایا- کیونکہ جو تکبر سے اپنی تہبند گھسیٹتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالی اس کی طرف (رحمت سے) نہیں دیکھیں گے۔

اے سفیان! اللہ ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والوں کو پسند نہیں کرتے

(۱۶)......عن المغیرة بن شعبة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: یا سفیان بن سهل ! لا تُسبِل ، فانّ الله لا یحبُّ المُسبلین۔

(ابن ماجہ،باب موضع الازار این هو؟ رقم الحدیث:۳۵۷۴)

ترجمہ:......حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے سفیان بن سہل! (اپنی تہبند ٹخنوں سے نیچے) نہ لٹکاؤ، کیونکہ اللہ تعالی (ٹخنوں سے نیچے ازار) لٹکانے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

تشریح:......ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: ’’اخذ بحُجزَة سفیان بن سهل ‘‘یعنی آپ ﷺ نے حضرت سفیان بن سہل کے کمر (کے اس حصے کو جہاں ازار باندھتے ہیں) کو پکڑ کر ارشاد فرمایا۔

(الترغیب و الترهیب ص۶۴ ج۳، الترغیب فی القمیص والترهیب من طوله و طول غیره مما یلبس وجرِّه خیلاء ، واسباله فی الصلوة و غیرها)

جس نے تکبر سے اپنا کپڑ اروندا تو جہنم میں وہ اسے روندے گا

(١٧)......عن هَبِيب بن مُغفل رضى الله عنه انه راى محمد القرشى رضى الله عنه قام فجر ازاره ، فقال هبيب : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : من وَطِئَهُ خُيلاء وطئه فى النّار۔

(الترغيب والترهيب ص٦٦ ج٣، الترغيب فى القميص والترهيب من طوله و طول غيره مما يلبس وجرِّه خيلاء ‘ واسباله فى الصلوة و غيرها ۔كنز العمال ، رقم الحديث:٧٧٥٩)

ترجمہ:......حضرت ہبیب بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت محمد قرشی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہیں اور ان کی تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹک رہی ہے،تو حضرت ہبیب بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جس نے تکبر سے اپنا کپڑ اروندا تو جہنم میں وہ اسے روندے گا۔

تکبر سے ازار کو لٹکانے والا جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا

(١٨)......رُوى عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال : خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم و نحن مجتمعون ‘ فقال :يا معشر المسلمين ! اتقوا الله وصِلوا ارحامكم ‘ فانّه ليس من ثوابٍ اسرعُ من صلة الرّحم ، وايّاكم والبغىَ ‘ فانّه ليس من عقوبةٍ اسرعُ من عقوبة بغيٍ ‘ وايّاكم وعُقوق الوالدين ‘ فانّ ريح الجنّة يوجد من مسيرة الف عامٍ ‘ واللّهِ لا يجدُها عاقٌّ ‘ ولا قاطع رحمٍ ‘ ولا شيخٌ زانٍ ‘ ولا جارٌّ ازارَه خُيلاء ‘ انّما الكبرياء لله ربّ العالمين۔

(الترغيب والترهيب ص٦٦ ج٣، الترغيب فى القميص والترهيب من طوله و طول غيره مما يلبس وجرِّه خيلاء ‘ واسباله فى الصلوة و غيرها)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ہم صحابہ کی جماعت ایک جگہ جمع تھی، اور آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، اور فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو، اس لئے کہ صلہ رحمی سے زیادہ کوئی ثواب سبقت کرنے والا نہیں ہے، اور زنا سے بچو، اس لئے کہ زنا سے زیادہ کوئی سبقت کرنے والی سزا نہیں ہے، اور والدین کی نافرمانی سے بچو، اس لئے کہ جنت کی خوشبو ہزار سال کی مسافت سے بھی محسوس ہوتی ہے، اللہ کی قسم والدین کا نافرمان، رشتہ کو توڑنے والا، بوڑھا زانی اور تکبر سے ازار کو لٹکانے والا اس کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا، بیشک کبریائی تو اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے۔

اپنا کپڑا اٹھاؤ، کیونکہ یہ زیادہ صفائی اور پرہیز گاری کا سبب ہے

(۱۹)......ارفع ثوبک، فانه ابقی و اتقی۔(کنز العمال ، رقم الحدیث:۴۱۱۹۲)

ترجمہ:......اپنا کپڑا اٹھاؤ، کیونکہ یہ زیادہ صفائی اور پرہیز گاری کا سبب ہے۔

(۲۰)......عن ابن مسعود قال : دخل شاب علی عمر فرآہ یجر ازارہ ، فقال : یا ابن اخی ارفع ازارک، فانه ابقی لربک و اتقی لثوبک۔

(کنز العمال ، رقم الحدیث: ۴۱۸۹۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوجوان آیا، آپ نے دیکھا کہ وہ اپنی تہبند گھسیٹ رہا ہے، فرمایا: بھتیجے! اپنی تہبند اوپر کرلو، کیونکہ یہ تمہارے رب کی زیادہ پرہیز گاری اور تمہارے کپڑے کی زیادہ حفاظت کا سبب ہے۔

اپنا ازار اوپر اٹھالو اور اللہ سے ڈرو

(۲۱)......ارفع ازارک ، واتق اللہ۔(کنز العمال، رقم الحدیث:۴۱۱۵۹)

ترجمہ:......اپنا ازار اوپر اٹھالو اور اللہ سے ڈرو۔

اللہ تعالیٰ ازار لٹکانے والوں کو پسند نہیں کرتا

(۲۲)......یا عمرو بن زرارة ! ان الله عز وجل قد احسن کل شیء خلقه ' یا عمرو بن زراره ! ان الله لا یحب المسبلین 'یا عمرو بن زرارة ! هذا موضع الازار۔

(کنز العمال، رقم الحدیث:۴۱۱۸۷)

ترجمہ:......عمرو بن زرارہ! اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا کی اسے بہت اچھا بنایا، عمرو بن زرارہ! اللہ تعالیٰ ازار لٹکانے والوں کو پسند نہیں کرتا، عمرو بن زرارہ! ازار رکھنے کی جگہ یہ ہے۔

شلوار کو لمبا کرنا منافق کی علامت ہے

(۲۳)......علامة المنافق تطویل سراویله' فمن طول سراویله حتی یدخل تحت قدمیه فقد عصی الله ورسوله ' ومن عصی الله ورسوله فله نار جهنم۔

(کنز العمال، رقم الحدیث:۴۱۱۹۸)

ترجمہ:......شلوار کو لمبا کرنا منافق کی علامت ہے، جس نے اپنی شلوار لمبی کی یہاں تک کہ اس کے دونوں قدموں کے نیچے تک پہنچ گئی تو اس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، اس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔

شب برائت جیسی بابرکت رات میں بھی اللہ کی نظر رحمت سے محروم

(۲۴)......عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: اتانی جبرائیل علیه السلام فقال : هذه لیلة النصف من شعبان ' ولله فیها عتقاء من النار بعدد شعور غنم بنی کلب، ولا ینظر الله فیها الی مشرک ' ولا الی مشاحن '

ولا الی قاطع رحم ‘ ولا الی مسبل ‘ ولا الی عاق لوالدیه ولا الی مدمن خمر ،فذکر الحدیث بطوله۔

(الترغیب والترهیب ص۷۳ ج۲، الترغیب فی صوم شعبان وما جاء فی صیام النبی صلی الله علیه وسلم له ‘ وفضل لیلة نصفه۔ص۳۰۷ ج۳، الترهیب من التهاجر والتشاحن والتدابر)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: یہ نصف شعبان کی رات ہے، اس رات میں اللہ تعالیٰ طرف سے بنوغنم کی بکریوں کے بالوں کی مقدار لوگوں کو جہنم سے آزادی ملتی ہے، اور (اس قدر برکت اور رحمت کے باوجود) اللہ تعالیٰ اس رات میں مشرک، دشمنی رکھنے والے، رشتہ توڑنے والے، ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرماتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تہبند کے بارے میں سوال اور آپ ﷺ کا جواب

(۲۵)......عن ابی بکر رضی الله عنه قال :سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الازار، فاخذ بعضلة الساق ، فقلت : زدنی، فاخذ بمقدم العضلة ، فقلت : زدنی‘ فقال : لا خیر فیما هو اسفل من ذلک، فقلت هلکنا یا رسول الله ! فقال : سدد و قارب‘ تنج۔(کنز العمال، رقم الحدیث:۴۱۸۳۰)

ترجمہ:......حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ازار کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے پنڈلی کی موٹی ہڈی پکڑی (یعنی یہاں تک پہنو) میں نے عرض کیا: (چونکہ میرا جسم بڑھا ہوا ہے، اس لئے) میرے لئے اضافہ فرمائیں، تو آپ ﷺ نے اس کا پہلا حصہ پکڑا، میں نے عرض کیا: میرے لئے (اور)

اضافہ فرمائیں، (اس پر) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے نیچے میں کوئی خیر نہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (پھر تو) ہم لوگ ہلاک ہوگئے، آپ ﷺ نے فرمایا: درست رہو قریب رہو نجات پا جاؤں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آدھی پنڈلی تک لنگی باندھتے تھے

(۲۶)......كان عثمان بن عفان رضي الله عنه يأتزِر الى انصاف ساقيه، وقال: هكذا كانت اِزرةُ صاحِبي يعني النبي صلى الله عليه وسلم۔

(شمائل ترمذی، باب ما جاء في صفة ازار رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث:۱۱۶)

ترجمہ:......حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آدھی پنڈلی تک لنگی باندھا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ: میرے محبوب ﷺ کی لنگی ایسی ہی ہوا کرتی تھی۔

(حیاۃ الصحابہ (اردو) ص۱۰۹۰ ج۲)

ازار لٹکانے کے حکم پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اہل مکہ کو جواب

(۲۷)......عن اياس بن سلمة عن ابيه: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث عثمان بن عفان رضي الله عنه الى مكة، فاجتاره ابان بن سعيد بن العاص فحمله على سرجه و ردفه حتى قدم به مكة، فقال له: يا ابن عم أراك متخشعا، اسبل ازارك كما يسبل قومك، قال: هكذا يأتزر صاحبنا الى انصاف ساقيه، قال: يا ابن عم! طف بالبيت، قال: لا نصنع شيئا حتى يصنعه صاحبنا فنتبع اثره۔

(كنز العمال، رقم الحديث:۴۱۸۴۵)

ترجمہ:......حضرت ایاس بن سلمہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کی طرف روانہ فرمایا تو

راستہ میں انہیں ابان بن سعید بن العاص مل گئے، انہوں نے اپنی زین پر سوار کر کے اپنے پیچھے بٹھالیا، یہاں تک کہ انہیں مکہ لے آئے، پھر ان سے کہا: چچازاد! مجھے تم خوف زدہ لگتے ہو، اس طرح تہبند لٹکالو جیسے تمہاری قوم لٹکاتی ہے۔ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: ہمارے صاحب (یعنی آپ ﷺ) اس طرح آدھی پنڈلی تک ازار باندھتے ہیں، انہوں نے کہا: چچازاد! بیت (اللہ) کا طواف کرلو، فرمایا: ہم کوئی (شرعی) کام نہیں کرتے یہاں تک کہ ہمارے صاحب نہ کرلیں، ہم ان کی پیروی کرتے ہیں۔

لنگی اوپر اٹھالو کہ اس میں تقوی ہے اور اس سے لنگی بھی زیادہ دیر چلے گی

(۲۸)......عن الاشعث بن سُلَيم قال : سمعت عمّتی فحدَّثَتُ عن عمِّها ' قال : بينا انا اَمشی بالمدينة ' اذا انسان خلفی يقول : ارفع ازارک ، فانه اتقی و ابقی، فاذا هو رسول الله صلى الله عليه سلم، فقلتُ : يا رسولَ الله ! انّما هی بُردةٌ ملحاءُ ، قال: أمَا لک فِیَّ اُسوةٌ ؟ فنظرتُ فاذا ازاره الی نصف ساقيه۔

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فی صفة ازار رسول الله صلى الله عليه وسلم ، رقم الحديث:۱۱۵)

ترجمہ:......حضرت اشعث بن سلیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے اپنی پھوپھی سے سنا' وہ اپنے چچا سے نقل کررہی تھیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ میں چلا جارہا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی نے میرے پیچھے سے کہا: اپنی لنگی اوپر اٹھالو کہ اس میں تقوی بھی زیادہ ہے اور اس سے لنگی بھی زیادہ دیر چلے گی۔ میں نے مُڑ کر دیکھا تو وہ حضور ﷺ تھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو سیاہ وسفید دھاریوں والی (ایک معمولی) چادر ہی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں میرے نمونے پر چلنے کا شوق نہیں ہے؟ میں نے دیکھا تو حضور ﷺ کی لنگی آدھی پنڈلیوں تک تھی۔ (حیاۃ الصحابہ (اردو) ص۱۰۹۰ج۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آدھی پنڈلیوں تک کا کرتا خریدنا

(۲۹)......عن مولی لابی غصین قال :رأیت علیا رضی اللہ عنہ خرج فاتی رجلا من اصحاب الکرابیس ، فقال لہ : عندک قمیص سنبلانی ؟ قال فاخرج الیہ قمیصا فلبسہ فاذا ھو الی نصف ساقیہ ، فنظر عن یمینہ و عن شمالہ ' فقال ما أری الا قدرا حسنا ، بکم ھذا ؟ قال : بأربعۃ دراھم یا امیر المؤمنین ! قال : فحلّھا من ازارہ فدفعھا الیہ ثم انطلق ۔(حیاۃ الصحابہ ص۲۹۱ ج۳، ھدی علی رضی اللہ عنہ فی اللباس ، الباب العاشر : باب کیف کان اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ)

ترجمہ:......حضرت ابوغصین کے ایک آزاد کردہ غلام کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ باہر تشریف لائے اور ایک کھدر بیچنے والے کے پاس گئے، اور اس سے فرمایا: کیا تمہارے پاس سنبلان شہر کا بنا ہوا لمبا کرتا ہے؟ اس کھدر والے نے ایک کرتا نکالا جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہنا تو وہ ان کی آدھی پنڈلیوں تک آیا، پھر انہوں نے دائیں بائیں دیکھ کر فرمایا: مجھے تو یہ ٹھیک ہی لگ رہا ہے، یہ کتنے کا ہے؟ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! چار درہم کا ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لنگی میں سے کھول کر چار درہم اسے دیئے، اور پھر وہاں سے تشریف لے گئے۔(حیاۃ الصحابہ (اردو) ص۱۰۹۸ ج۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کپڑا آدھی پنڈلی تک تھا

(۳۰)......عن عبد اللہ بن حبیش قال : رأیت علی ابن عمر رضی اللہ عنہما ثوبین مُعافِرِیَّیْن ' وکان ثوبہ الی نصف الساق۔

(حیاۃ الصحابہ ص۲۹۲ ج۳، ھدی عبد الرحمن بن عوف ' وبن عمر ' وبن عباس رضی اللہ عنہم فی اللباس، الباب العاشر : باب کیف کان اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ)

ترجمہ:……حضرت عبداللہ بن حبیش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر معافر شہر کے بنے ہوئے دو کپڑے دیکھے، اور ان کا کپڑا آدھی پنڈلی تک تھا۔[۱]

(حیاۃ الصحابہ (اردو) ص۱۰۹۹ ج۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک نوجوان کی لمبی لنگی کو کاٹ دینا

(۳۱)……عن خرشة بن الحرِّ قال : رأيت عمر بن الخطاب رضی الله عنه و مرّ به فتًى قد اسبل ازاره وهو يجرُّه ، فدعاه فقال له : أحائض انت ؟ قال : يا امير المؤمنين ! وهل يحيض الرجل؟ قال : فما بالُک قد اسبلت ازارک علی قدميک؟ ثم دعا بشفرة ثم جمع طرف ازاره فقطع ما اسفل الكعبين ، وقال خرشة : كأنی انظر الی الخُيوط علی عقبيه۔ (كنز العمال ، رقم الحديث:۴۱۸۹۴)

---

[۱]……ایک روایت میں ہے کہ:

(۱)……عن ابی ثور الفهمی قال : كنا عند رسول الله صلی الله عليه وسلم ، فاتی بثوب من ثياب المعافر ، فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم : لعن الله هذا و لعن من وجهه۔

(كنز العمال، رقم الحديث:۴۱۸۴۴)

ترجمہ:……ابو ثور فہمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، اتنے میں معافر کے کپڑے لائے گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی ان کپڑوں پر اور ان کے بھیجنے والوں پر لعنت کرے۔

ایک روایت میں معافر کے کپڑے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پہنے، اور دوسری روایت میں آپ ﷺ نے معافر کے کپڑوں پر لعنت فرمائی۔ ان احادیث میں تطبیق یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو معافر شہر کے کپڑے پہنے، اس میں کوئی شرعی قباحت نہ تھی، اور جن پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ان میں کوئی شرعی قباحت ہوگی، مثلاً: وہ ریشم کے ہوں، یا ایسے رنگ کے ہوں جن کا استعمال مردوں کے لئے ناجائز ہو، یا ایسی تہبند ہو جو ٹخنوں سے نیچے لٹک رہی ہو، واللہ تعالی اعلم۔

ترجمہ:......حضرت خرشہ بن حر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک نوجوان گذرا' جس کی لنگی ٹخنوں سے نیچے جارہی تھی، بلکہ وہ اسے زمین پر گھسیٹتے ہوئے جارہا تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بلا کر فرمایا: کیا تمہیں حیض آتا ہے؟ اس نے کہا: کیا مرد کو بھی حیض آتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر تمہیں کیا ہوا کہ تم نے لنگی قدموں سے نیچے لٹکا رکھی ہے؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک چھری منگائی اور اس لنگی کا کنارہ پکڑ کر ٹخنوں سے کاٹ دیا۔حضرت خرشہ بن حر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: اب بھی وہ منظر میرے سامنے ہے، اور مجھے اس کی ایڑیوں پر لنگی کے دھاگے نظر آرہے ہیں۔(حیاۃ الصحابہ (اردو) ص ۱۰۱ ج ۲)

اسبال اور جر کے معنی

حدیث شریف میں دو طرح کے الفاظ آئے ہیں:

(۱)......اسبال: کا معنی ہے: لمبا کرنا۔ (۲)......اور جر: کا معنی ہے: گھسیٹنا۔

اسبال کی تین صورتیں ہیں اور ان کے احکام

اسبال کی تین صورتیں ہیں:

(پہلی صورت)...... یہ ہے کہ: آدمی بالقصد تکبر کی وجہ سے اسبال کرے۔ یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔

(دوسری صورت)...... یہ ہے کہ: بالقصد اسبال کرے، لیکن اس کا منشاء تکبر نہیں۔ اس صورت میں اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک یہ صورت بھی مکروہ تحریمی ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا رجحان یہی ہے۔ اور بعض حضرات کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی ہے، امام شافعی، امام نووی، ملا علی قاری رحمہم اللہ کی رائے یہی ہے۔

(تیسری صورت)...... یہ ہے کہ: بلا ارادہ اور بغیر قصد کے نیچے ہو جائے، (اور جب نیچے ہو جائے یاد آنے پر فوراً اوپر کر لے) اور یہ عموماً اس وقت ہوتا ہے جب کہ کپڑے کا سائز اس انداز سے اختیار کیا جائے کہ ٹخنوں سے نیچے نہ ہو، لیکن ازار بند ڈھیلا ہونے کی وجہ سے نیچے ہو گیا، یا لنگی ڈھیلی ہو گئی اور وہ ٹخنوں سے نیچے چلی گئی (یا پیٹ کے بڑے ہونے کی وجہ سے ازار نیچے ہو گیا) وغیرہ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ نہ مکروہ تحریمی ہے نہ تنزیہی، اس لئے کہ جو کام بغیر قصد کے ہو وہ شرعاً ممنوع نہیں۔

نوٹ:...... تفصیل کے لئے دیکھئے! اشرف التوضیح تقریر اردو مشکوۃ المصابیح، ص۳۱۲ ج۳۔

کیا اسبال بلا تکبر کے جائز ہے؟

حدیث شریف میں اسبال پر سخت وعید آئی ہے، بعض روایات میں تکبر کی قید آئی ہے، جیسے حدیث نمبر: ۲/۳/۴/۶/۱۰/۱۵/۱۷/۱۸۔

اور بہت سی احادیث میں بلا قید کبر کے وعید بیان کی گئی ہے، مثلاً حدیث نمبر: ۱/۷/۹/۱۱/ ۱۳/۱۶/۲۲/۲۳/۲۴/۲۵/۔

اور بعض روایات میں بلا کسی وعید کے تہبند کے اونچا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جیسے حدیث: ۵/۱۲/۱۴/۱۹/۲۰/۲۱/۲۶/۲۷/۲۸/۲۹/۳۰/۳۱۔

اور حدیث نمبر: ۸/ میں تو کپڑوں کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کو ہی کبر سے تعبیر کیا گیا ہے، اس تفصیل سے سمجھ میں آتا ہے کہ بلا تکبر بھی احادیث میں جو سخت وعید بیان ہوئی ہے، اس بنا پر تکبر ہو یا نہ ہو بہر حال اس سے بچنا چاہئے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

بعض کج فہم یوں کہتے ہیں کہ: حدیث میں تو اس کی ممانعت آئی ہے جو براہ تکبر ہو، ہم تو

تکبر نہیں کرتے ،اس لئے ہمارے لئے جائز ہے۔سو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ:

اول تو یہ کہنا غلط ہے کہ:......ہم تکبر سے نہیں کرتے ،اچھا پھر کیوں کرتے ہو؟ وضع مسنون کیوں اختیار نہیں کرتے ہو؟ اس کے اختیار کرنے میں دل کیوں تنگ ہوتا ہے؟ اونچے پائنچوں کو حقیر کیوں جانتے ہو؟ اگر یہ تکبر نہیں تو کیا ہے؟

دوسرے یہ کہ:......خواہ تکبر ہو یا نہ ہو ہر حال میں ممنوع ہے۔ ہاں تکبر میں ایک گناہ تکبر کا اور مل کر معصیت شدید ہو جائے گی، یہ دوسری بات ہے کہ بلا تکبر ایک معصیت رہے گی، مگر رہے گی تو سہی، برائت اور جواز کی صورت تو نہ نکلی۔

بعض لوگ تقوی جتلانے کو نماز میں اوپر کر لیتے ہیں، سو نماز سے خارج بھی گناہ سے بچنا واجب ہے، اس حیلہ سے کیا ہوتا ہے۔

درزی کو بھی ٹخنوں سے نیچے کپڑا سینا جائز نہیں ہے

اور یاد رہے کہ درزی کو بھی ایسا کپڑا سینا جائز نہیں، کیونکہ گناہ کی اعانت گناہ ہے، صاف انکار کر دینا چاہئے، کچھ رزق ایسے ہی کپڑے سینے پر منحصر نہیں ہے۔

(اصلاح الرسوم،ص ۲۷،آٹھویں فصل)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وفات کے وقت ازار اوپر کرنے کی ترغیب دینا

''بخاری شریف'' کی ایک طویل حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ ہے، اس میں ہے:

(۳۲)......وجاء رجل شاب فقال : ابشر يا امير المؤمنين ! ببشرى الله لک من صحبة رسول الله صلى الله عليه وسلم و قدم فى الاسلام ما قد علمت ، ثم وليت فعدلت ، ثم شهادة ، قال وددت ان ذلک كفاف لا على ولا لى، فلما ادبر اذا ازاره

یمس الارض ، قال : ردّوا علیّ الغلام ، قال : ابن اخی ارفع ثوبک ' فانه انقی لثوبک ' واتقی لربک۔

(بخاری، باب قصة البیعة ' والا تفاق علی عثمان رضی الله عنه ، رقم الحدیث:۳۷۰۰)

ترجمہ:......ایک نوجوان آئے [۱] اور کہنے لگے: اے امیر المؤمنین ! اللہ کی طرف سے آپ کو خوشخبری ہو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی' ابتدا میں قبولیت اسلام کا شرف ملا' جو آپ کو معلوم ہے (یعنی جو بشارتیں اللہ تعالی کی طرف سے آپ کو ملی ہیں) پھر آپ والی بنائے گئے ، اور عدل وانصاف سے حکومت کی ، اور پھر شہادت پائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابر پر میرا معاملہ ختم ہو جاتا نہ (خطاؤں کی وجہ سے) سزا ہوتی اور نہ (بھلائیوں کی وجہ سے) ثواب ملتا۔ جب وہ نوجوان جانے لگے تو ان کا ازار زمین کو چھور ہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لڑکے کو میرے پاس بلا لاؤ، (جب وہ آئے) تو آپ نے فرمایا : بھتیجے ! اپنی تہبند اوپر کرلو، کیونکہ یہ تمہارے کپڑے کی زیادہ حفاظت کا سبب ہے اور تمہارے رب کی زیادہ پرہیزگاری کا ذریعہ ہے۔

تشریح:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ان المناک گھڑیوں میں بھی نوجوان پر نکیر سے آپ کی زبردست صلابت دین کا اندازہ ہوتا ہے، اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو موت بھی امر بالمعروف سے نہیں روک سکتی تھی۔

(فتح الباری ص۸۱ ج ۹۔ کشف الباری ص ۵۲۱ ،فضائل الصحابہ)

[۱]......''کتاب الجنائز'' میں یہ الفاظ آئے ہیں: ''وولج علیه شاب من الانصار '' یعنی ایک انصاری نوجوان آپ کے پاس آئے۔

(بخاری، باب ما جاء فی قبر النبی صلی الله علیه وسلم وابی بکر و عمر رضی الله عنهما ، رقم الحدیث:۱۳۹۲)

''فتاوی رحیمیہ''

اور دلائل عقلیہ

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلیشرز، کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

احکام شرعیہ کے ثبوت کے لئے نصوص وافی وکافی ہیں، ان احکامات کی حکمتیں اور عقلی دلائل کا مطالبہ مؤمن کی شان تسلیم کے خلاف ہے۔مگر اس زمانہ میں جسے ترقی یافتہ دور کہا جاتا ہے ہر چیز کو عقل کے ترازو میں تولے جانے کا بھوت انسانوں پر ایسا سوار ہے کہ مسلمان بھی احکامات شرعیہ میں جب تک کیوں کا جواب نہ جان لے اپنے آپ کو مطمئن نہیں پاتا۔

عالم اسلام میں عقلیت کا یہ دور بارہویں صدی کے بعد ہی شروع ہوا کہ ہر حکم کے اسرار ومصالح کی جستجو کا ذوق عام ہوگیا۔

ویسے الحمد للہ علمائے اسلام کا امت پر یہ بھی بڑا احسان ہے کہ اس نازک سے نازک موضوع پر بھی ان کے قلم سے ایسی بے مثال تالیفات وتصنیفات وجود میں آئیں جو ایک حق پسند اور سلیم الطبع انسان کے لئے اپنے اندر پوری تشفی کا سامان رکھتی ہیں، جن میں امام غزالی رحمہ اللہ کی ''احیاء العلوم'' شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ کی معرکۃ الآراء تصنیف ''حجة الله البالغة' 'اور ہمارے اس قریبی دور میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی ''المصالح العقلية للاحكام النقلية''بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

راقم الحروف کو جن اکابر کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ان میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ اور موصوف کے خلیفہ حضرت العلام مولانا سید ابرار احمد صاحب رحمہ اللہ کو حق تعالی نے اس فن میں قابل رشک ملکہ عطاء فرمایا تھا۔اس موقع پر فقیہ الامت حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا ذکر کئے بغیر نہیں رہا جاتا، جنہیں حق تعالی نے الزامی اور عقلی جواب دینے کا گویا امام بنایا تھا، جس کو

''ملفوظات فقیہ الامت'' کے مطالعہ کا موقع ملا ہو وہ میری اس بات پر تعجب نہیں کرے گا۔

فخر گجرات حضرت اقدس مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری مدظلہم کی شخصیت میرے تعارف کی محتاج نہیں، حضرت کے فتاوی کو حضرت کی حیات ہی میں الحمدللہ عالم گیر شہرت وقبولیت حاصل ہوئی، اور جس نے فقہ کی دنیا میں اپنا لوہا منوا کر ایک امتیازی مقام حاصل کرلیا ہے ''فتاویٰ رحیمیہ'' میں بھی سائل کے اس سوال پر کہ ''ایسا کیوں'' حضرت مفتی صاحب مدظلہم کے قلم سے جو جواب وجود میں آیا اس نے نہ صرف یہ کہ راقم کو متأثر کیا، بلکہ دل میں یہ داعیہ پیدا کر دیا کہ ایسے جوابات کو یکجا جمع کر دیا جائے، یہ چند صفحات اسی داعیۂ قلبی کا نتیجہ ہے جو ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ امید ہے ناظرین ان صفحات کے مطالعہ سے محظوظ ہوں گے۔

مکتبہ الاحسان سے شائع شدہ نسخہ پر اظہار تعجب اور شکایت

مولانا مفتی محمد امین صاحب پالنپوری مدظلہ نے ''فتاوی رحیمیہ'' اپنے مکتبہ ''الاحسان'' سے پانچ جلدوں میں نئی ترتیب سے شائع کی۔ ماشاء اللہ بہت عمدہ طباعت اور مرتب ہونے کی وجہ سے اس سے استفادہ زیادہ آسان ہوگیا، مگر موصوف کی خدمت میں مجھے یہ شکایت ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے میرا یہ رسالہ یا مضمون اپنے فتاوی کی جلد: ۹ر نمبر رص ۳۹۷ر پر خود شائع فرمایا، اور اس پر اپنا تأثر بھی تحریر فرمایا، نئی ترتیب میں موصوف کو چاہئے تھا کہ اس کو برقرار رکھتے، اور اسے بھی شائع فرماتے، نہ معلوم کیوں مولانا مفتی محمد امین صاحب مدظلہ نے مفتی صاحب کے فتاوی میں اس طرح کا ردوبدل کیا؟ کیا یہ علمی خیانت نہیں؟ میری موصوف سے درخواست ہے کہ آئندہ اشاعت میں اس پر توجہ دیں پاکستان کے جدید نسخہ میں اس طرح کی خیانت نہیں کی گئی ہے۔ مرغوب احمد لاجپوری

حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ کا تأثر اور حوصلہ افزا کلمات

حامدا و مصلیا و مسلما: ہمارے ایک قدیم دوست مولانا مفتی مرغوب احمد لاجپوری رحمہ اللہ تھے، مرحوم جید عالم اور تجربہ کار مفتی تھے، رنگون میں برسوں افتاء کی خدمت انجام دی، ان کے ایک پوتے جن کا نام بھی اپنے جد امجد کے نام پر ''مولوی مرغوب احمد'' ہے، اس وقت ڈیوز بری برطانیہ میں مقیم ہیں، ماشاء اللہ دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور اپنے دادجان رحمہ اللہ کے فتاوی کی ترتیب میں مشغول ہیں، صاف ستھرا علمی ذوق رکھتے ہیں، ''فتاوی رحیمیہ'' کے بڑے دلدادہ ہیں ''فتاوی رحیمیہ'' کے مطالعہ کے دوران جو دلائل عقلیہ ان کی نظر سے گذرے جن کے متعلق ان کا تأثر ان کی زبانی یہ ہے:

''فتاوی رحمیہ'' میں سائل کے اس سوال پر کہ ''ایسا کیوں'' حضرت مفتی صاحب مد ظلہم کے قلم سے جو جواب وجود میں آیا اس نے نہ صرف یہ کہ راقم کو متأثر کیا بلکہ دل میں یہ داعیہ پیدا کر دیا کہ ایسے جوابات کو یکجا جمع کر دیا جائے۔ یہ چند صفحات اسی داعیۂ قلبی کا نتیجہ ہیں جو ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ امید کہ ناظرین ان صفحات کے مطالعہ سے محظوظ ہوں گے''۔

حسن اتفاق سے دیوبند میں ''فتاوی رحیمیہ'' جلد نہم کی کتابت جاری ہے، اور وہاں سے خط موصول ہوا کہ مزید کچھ شامل کرنا ہو تو جلد بھیج دیا جائے۔ خیال ہوا کہ موصوف کا یہ مضمون ''فتاوی رحیمیہ'' جلد نہم میں شامل کر دیا جائے، موصوف کی حوصلہ افزائی ہوگی، اور انشاء اللہ ناظرین بھی مستفید ہوں گئے۔ اللہ پاک موصوف کی اس علمی کاوش کو شرف قبولیت بخشے اور علم و عمل میں خوب برکت اور مزید دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین، بحرمة النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم۔ احقر: سید عبدالرحیم لاجپوری غفرلہ

فتاوی رحیمیہ‘‘ جدید کی طباعت کے بعد لکھا گیا

عریضہ بنام: حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالنپوری مدظلہ

بسم الله الرحمن الرحیم

از: مرغوب احمد لاجپوری

محترم المقام حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالنپوری مدظلہم

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

امید کہ مزاج سامی بخیر ہوگا، میں بھی اللہ تعالی کے فضل وکرم سے خیریت سے رہ کر بارگاہ ایزدی میں آپ کی خیر وعافیت کے لئے دست بدعا ہوں، اللہ تعالی آنجناب کے سایہ کوامت پر تادیر بصحت وعافیت قائم رکھے، آمین۔

غرض تحریر یہ کہ ’’فتاوی رحیمیہ‘‘ کا نیا نسخہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم کی ترتیب وبعض مواقع پر تحقیق وتعلیق اور آپ کی تصحیح وترقیم کے ساتھ مزین ہوکر طبع شدہ موصول ہوا، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالی آپ حضرات کو اس عظیم خدمت کا دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ واقعی آپ نے حسن کتابت و معیاری طباعت و ظاہری حسن وخوبی سے اس عظیم فتاوی کو اس کی شایان شان بنا کرامت کے ہاتھوں پہنچایا ہے۔ یقیناً آپ اس مبارک کام پر علماء وارباب افتاء کی طرف سے عموما اور اہالیان گجرات کی طرف سے خصوصا شکریہ کے مستحق ہیں۔ میں دلی مبارک باد دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جزاکم اللہ۔

دوران مطالعہ چند باتیں قابل تحریر سمجھی گئیں تو مناسب معلوم ہوا کہ آپ کو براہ راست ایک عریضہ لکھ کران باتوں کی طرف توجہ دلاؤں، امید کہ آپ میری معروضات کو خالی

الذہن ہو کر ملاحظہ فرمائیں گے اور مناسب سمجھیں تو ان پر عمل کی کوشش کر کے اپنے وسعت ظرفی کا ثبوت مرحمت فرمائیں گے۔ جو درج ذیل ہیں:

(۱)......حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے جن جلدوں کے شروع میں جو پیش لفظ ''تشکر و امتنان'' وغیرہ کے عنوان سے تحریر فرمائے ہیں' وہ تمام نئی طباعت میں شامل ہونے چاہئے تھے۔ان کے شامل نہ ہونے سے بعض باتیں مخفی رہ جائیں گی، مثلاً:

جلد۸/صفحہ۱۸/ پر:

''مولوی رشید احمد ابن جناب اسماعیل (عرف بھائی میاں) لاجپوری دام مجدہ وحبہ (متعلم دارالافتاء جامعہ اسلامیہ ڈابھیل) جو فتاوی رحیمیہ کے بڑے قدردان ہیں، درمیان مطالعہ انہوں نے احساس کیا کہ فتاوی رحیمیہ گجراتی میں ایسے بہت سے فتاوی ہیں جو اردو میں شائع نہیں ہوئے ہیں، ایسے فتاوی کی انہوں نے فہرست مرتب کی، ان فتاوی کا اردو میں ترجمہ کی خدمت مفتی عبدالقیوم کاٹھیاواڑی دام مجدہ' رفیق دارالافتاء جامعہ اسلامیہ ڈابھیل نے مفتی احمد خانپوری صاحب کی زیرنگرانی انجام دی وہ فتاوی شامل اشاعت ہیں''

اور جلد۹/صفحہ۱۶/ پر:''اس جلد میں بھی بہت سے گجراتی فتاوی اردو میں ترجمہ کر کے شامل کیئے گئے ہیں، ترجمہ کی خدمت مفتی عبدالقیوم کاٹھیاواڑی' رفیق دارالافتاء جامعہ اسلامیہ ڈابھیل نے مفتی احمد خانپوری صاحب کی زیرنگرانی انجام دی'' الخ۔

اسی طرح اور کئی محسنین کا تذکرہ رہ جائے گا۔

(۲)......زکوۃ کا باب تیسری جلد میں صرف چند صفحات میں ہے بقیہ چوتھی جلد میں ہے، کاش کہ پورا باب ہی چوتھی جلد میں آجاتا۔مناسب سمجھیں تو آئندہ طباعت میں پورا باب چوتھی جلد میں مکمل فرمالیں۔

(۳)......’’فتاوی رحیمیہ‘‘ میں کئی سوالات کے جوابات مستقل ایک رسالہ کی شکل میں آ گئے ہیں ان کو مستقل رسالے کی شکل میں شائع کیا جاتا، اس طرح کہ ہر رسالہ علیحدہ صفحہ سے شروع ہوتا اور سرورق پر رسالہ کا نام جلی حروف سے، مصنف کا نام وغیرہ عام رسائل کی طرح تو بہت اچھا ہوتا، مثلاً ’’اسلام میں سنت کی عظمت و بدعت کی قباحت‘‘ طلاق ثلاثہ‘‘ ’’تراویح‘‘ صلہ رحمی‘‘ وغیرہ۔

(۴)......ص ۶۷ ج ۴؍ پر ’’تبصرہ نگار الفرقان (لکھنو) کے اشکال کا جواب‘‘ کا عنوان صحیح ہے یا قابل اصلاح؟ میرے خیال میں اس عنوان کو بدلنے کی ضرورت ہے، آپ بھی مزید غور فرمالیں۔

(۵)......پہلی جلد میں ’’اہل حق اور فرق باطلہ کا بیان‘‘ کے عنوان سے تمام فرقوں کو ایک ساتھ بیان کر دیا گیا ہے، اگر قادیانی‘ شیعہ‘ وغیرہ عنوان سے سوالات کو اگر علیحدہ علیحدہ فصل پر تقسیم کر دیا جاتا تو تلاش میں زیادہ آسانی رہتی۔

(۶)......’’فتاوی رحیمیہ‘‘ (قدیم) جلد ۹؍ صفحہ ۴۱۳؍ پر ’’برطانیہ کے سفر کے دوران ’’رویت ہلال کمیٹی جمعیت علماء برطانیہ کی دعوت پر احقر کی زیر صدارت اجلاس کی مختصر روداد اور متفقہ فیصلہ کی عکسی نقل‘‘ حضرت کی تفصیلی تحریر نئی طباعت میں باوجود تلاش کے نہیں مل سکی۔ کیا واقعی آپ نے جان کر اسے حذف فرمادیا ہے، یا سہواً چھوٹ گئی، یا ہے اور مجھے نہیں ملی۔

میری حقیر رائے میں اس تحریر کو ضرور نقل کرنا چاہئے کہ مصنف کی تحریر بغیر اس کی اجازت کے حذف کرنا شاید شرعاً بھی صحیح نہ ہو؟

(۷)......فتاوی رحیمیہ (قدیم ص ۳۹۶ سے لے کر ۴۱۲؍ تک) فتاوی رحیمیہ اور دلائل عقلیہ‘‘ کے عنوان سے راقم کا مضمون جسے حضرت رحمہ اللہ نے خود اپنے اہتمام اور ایک صفحہ

کے حوصلہ افزا تحریر کے ساتھ شائع کیا تھا وہ بھی راقم کو باوجود تلاش کے نہ مل سکا۔ کیا واقعی یہ مضمون بھی عمداً حذف کر دیا گیا ہے یا سہواً، اگر سہواً ہو تو آئندہ طباعت میں اسے ضرور شامل فرمالیں اور اگر عمداً اسے حذف کیا گیا ہو تو' راقم بڑے ادب سے التجا کرتا ہے کہ آپ کو حضرت رحمہ اللہ کی کتاب میں اس طرح تصرف کرنے کا شرعاً حق ہے؟

(۸)......دوران مطالعہ کمپوزنگ کی کم ہی اغلاط نظر آئیں، جو نظر سے گذریں وہ درج ذیل ہیں، تاکہ آئندہ طباعت میں اصلاح کی جاسکے:

ص ۶۷ ج ۴ ر سطر ۱۶ ر پر ''لاجپوری'' کے بجائے ''لاچپوری'' ہو گیا ہے۔ ص ۳۶ ج ۵ سطر ۱۷ ر پر ''رومال'' کو ''رومان'' کر دیا گیا ہے۔ ص ۳۷ ج ۵ ر سطر ۹ ر پر ''اتوار'' کو ''اتور'' لکھ دیا گیا ہے۔

یہ چند باتیں دوران مطالعہ نظر سے گذریں تو خیال آیا کہ آپ کی خدمت میں بلا تکلف عرض کر دوں، امید کہ میری تحریر میں کوئی بات خلاف ادب آگئی ہو تو درگذر فرمائیں گے۔ اور نمبر ۶ و ۷ ر کے متعلق جو عرض کیا گیا امید کہ بار خاطر نہ ہوگا۔

راقم کا یہ عریضہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہم و دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش فرمادیں تاکہ حضرت والا بھی اپنی رائے عالی سے کوئی مناسب مشورہ عنایت فرمانا چاہیں تو عنایت فرسکیں۔

اسی طرح حضرت والا کے نام میرا عریضہ جو ارسال خدمت ہے' آپ بھی اسے ملاحظہ فرمالیں تاکہ آپ بھی ان معروضات پر غور فرماسکیں۔ آخر میں پھر عرض کرتا ہوں کہ کوئی بات خلاف ادب لکھ دی گئی ہو تو معاف فرما کر ممنون فرمائیں، فقط والسلام: مرغوب احمد

۱۱ ر محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق ۷ ر دسمبر ۲۰۱۱، بدھ

لونڈی اپنے مالک کیلئے بغیر نکاح کیوں حلال ہے؟

(۱)......کسی صاحب کے اس سوال پر''لونڈی اپنے مالک کے لئے بغیر نکاح کے بھی حلال ہے؟ اگر ہے تو کیوں؟ اور اس میں کیا حکمت ہے؟۔

حضرت مفتی صاحب نے تحریر فرمایا:

اگر شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام لونڈیوں کی حلت کے لئے نکاح لازم فرماتے تو خود لونڈیوں کو بڑی دشواری پیش آتی ،قرآن مجید میں ہے کہ: حق تعالیٰ تمہارے لئے سہل اور آسانی کا ارادہ فرماتے ہیں،اور تمہیں دشواری اور مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتے: ﴿ یرید اللہ بکم الیسر ﴾۔(الآیۃ،بقرۃ)

یاد رہے کہ شریعت میں مالک کے لئے لونڈی کی حلت کا حکم کسی خراب منشاء و برے مقصد کے لئے نہیں، بلکہ وہ سراسر معاشرتی وتہذیبی مصلحت اور لونڈیوں کی خیر خواہی ہے۔

لونڈی کے لئے نکاح کی حاجت اس لئے نہیں کہ شریعت نے لونڈی کی ملکیت کو جواز وطی کے لئے نکاح کا قائم مقام بنا دیا ہے،جس طرح ایجاب وقبول سے نکاح کا انعقاد اور ملک بضعہ حاصل ہو جاتا ہے،یعنی حق تمتع (منکوحہ سے وطی کا حق) محض اعتبار شرعی ہے،اسی طرح لونڈی کے ملک میں آجانے سے حق تمتع کا حاصل ہو جانا بھی شرعی اعتبار ہے،تو اس کے جواب میں شرعاً وعقلاً کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

یہ واضح کر دینا بھی مناسب ہے کہ اعتبار کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں،مثلاً بکریوں وغیرہ حیوانات اور پرندوں کے حلال ہونے کے لئے ذبح کرنا (بسم اللہ اللہ اکبر ، کہہ کر کاٹنا) شرط اور ضروری ہے،بغیر ذبح کے حلال نہیں ہو سکتے ، برخلاف مچھلی کے کہ اس کی حلت کے لئے ذبح شرط نہیں ہے،ذبح کے بغیر بھی کھا سکتے ہیں،مچھلی کا قبضہ میں آجانا اور اس کا مالک

ہوجانا ہی اس کے ذبح کے قائم مقام ہے، حالانکہ دونوں قسم کے حیوانات جاندار ہیں، لیکن ایک کے لئے ذبح شرط ہے، دوسرے کے لئے ذبح شرط نہیں، تو آزاد عورت کی حلت کے لئے نکاح شرط ہوا اور لونڈی کی حلت کے لئے نکاح شرط نہ ہوا اور اس کی ملکیت کو قائم مقام نکاح کے سمجھا جائے تو اس میں کیا خلاف عقل ہے؟۔ ا

نوٹ:...... مچھلی بغیر ذبح کیوں حلال ہے؟ اس عنوان کا ایک فتوی حضرت رحمہ اللہ کے ''فتاوی رحیمیہ'' (ص ۳۳۷ ج ۶) میں ہے: اس میں ایک وجہ یہ لکھی ہے کہ: مچھلی میں دم مسفوح نہیں ہے۔

اب یہ بات کہ مملوکہ نکاح کے بغیر کیوں حلال ہے؟ یہاں ایجاب وقبول اور نکاح کی قید کیوں نہیں؟ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کی ضرورت ہی نہیں، یعنی نکاح میں ایجاب و قبول اس لئے ہوتا ہے کہ ایک خاص طرح کا فائدہ جس کا آپ کو حق نہیں ہے، شرعاً آپ کو اس کا حق حاصل ہوجائے، یہاں جب خریداری اور ملکیت کے باعث آپ پوری باندی اور اس کے جملہ حقوق کے مالک ہوگئے تو اس فائدہ کے بھی مالک ہوگئے جو نکاح کے ذریعہ حاصل ہوا کرتا ہے، اب نکاح تحصیل حاصل اور قطعاً فضول ہے۔

دوسری بات یہ کہ نکاح کے سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے: ﴿ان تبتغوا باموالکم﴾ یعنی خواتین کی حرمت کا لحاظ کرتے ہوئے کلام الٰہی نے یہ شرط قرار دیا ہے کہ کچھ مال پیش کیا جائے جس کو ''مہر'' کہا جاتا ہے، اب اگر باندی کا نکاح کسی غیر شخص سے کیا جائے تو یہ مال (مہر) باندی کا مالک لے گا، لیکن اگر باندی کا نکاح خود مالک سے ہو تو سوال یہ ہے کہ مال یعنی مہر کون دے گا اور کون لیے گا؟۔

باندی تو حق ملکیت سے محروم ہے، وہ کسی چیز کی مالک نہیں ہوسکتی، اس کے پاس جو کچھ

ہے وہ مالک کا ہے، اب کیا مالک سے لیکر مالک کو دیدے، اور مالک خود ہی مطالبہ کرنے والا بھی ہو، اور خود ہی ادا کرنے والا بھی، یہ ایک مذاق ہے، شرعی حکم اور قانون نہیں بن سکتا۔

اس میں اور بھی دقتیں ہیں، جس بنا پر نکاح کی قید خلاف حکمت تھی، مثلاً یہ کہ جب یہ باندی آزاد کا کفو نہیں تو اس کو شوہر میسر آنا مشکل ہوگا جس کا اثر یہ ہوسکتا ہے کہ جنسی آوارگی پیدا ہو، جس کو کتاب اللہ میں فاحشہ اور فحشاء فرمایا گیا ہے، جو عنداللہ غیر محبوب اور بدترین خصلت ہے، پس شریعت نے یہ صورت تجویز فرمائی جو اگرچہ فی الحال نکاح کی صورت نہیں رکھتی، مگر نتیجہ کے لحاظ سے نکاح کی شان پیدا کرتی ہے، کیونکہ باندی سے بچہ پیدا ہوجانے کے بعد مالک کی ملکیت ناقص ہوجاتی ہے، یعنی اس کو فروخت کرنا جائز نہیں رہتا، وہ اس کے یہاں بچوں کی ماں، گھر کی گھرستن اور اپنے مالک کی بیوی کی طرح رہے گی، اور مالک کے انتقال کے بعد آزاد ہوجائے گی، وارثوں کو نہیں دی جاسکتی، نہ فروخت کی جاسکتی ہے۔

(ص۵۴/۵۵/۵۶ج۱)

حالت حیض میں صحبت کے متعلق

(۲)......ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ: ایک حدیث نظر سے گذری جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: حائضہ سے صحبت کرے تو نصف دینار خیرات کرے۔ (مشکوٰۃ)

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حالت حیض میں صحبت کرنی ہو تو نصف دینار خیرات کرکے کرے، لہذا اس کی وضاحت فرما کر ممنون کریں۔

جواباً فرمایا:......آپ نے حدیث کا جو مطلب سمجھا کہ حالت حیض میں نصف دینار خیرات کرکے صحبت کرسکتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے، نصف دینار خیرات کرنا بطور فیس کے نہیں، بطور جرمانہ اور سزا کے ہے، اور غضب خداوندی سے بچنے کے لئے ہے۔ کتب فقہ میں ہے

کہ کوئی رمضان المبارک میں حالت صوم میں صحبت کرے تو کفارہ لازم ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ روزہ کی حالت میں صحبت کرنی ہو تو کفارہ دیکر کر سکتے ہیں۔(ص۶۴ ج۱)

نماز کے بعد جہری دعا کا حکم

(۳)......ایک شخص نے پوچھا کہ: فرض با جماعت کے بعد دعا آہستہ مانگے یا زور سے؟ اگر آہستہ کا حکم ہے تو کس قدر؟ اور اگر زور سے مانگنے کا حکم ہے تو کس قدر؟ دونوں میں کونسا افضل ہے؟ حدیث میں نماز کے بعد کس قدر دعائیں مانگنا وارد ہے؟ وہ سنے بغیر کس طرح مروی ہیں، لہذا افضل کیا ہے؟ مطلع فرمائیں؟

حضرت مفتی صاحب مدظلہم نے جواب عنایت فرماتے ہوئے فرمایا:......سری دعا افضل ہے، نمازیوں کا حرج نہ ہوتا ہو تو کبھی کبھی ذرا آواز سے دعا کر لے جائز ہے، ہمیشہ جہری دعا کی عادت بنانا مکروہ ہے، حدیثوں میں جس طرح دعا کے متعلق روایتیں ہیں: کہ آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی ایسے ہی یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے رکوع میں ''سبحان ربی العظیم'' اور سجدہ میں ''سبحان ربی الاعلی'' پڑھا، لیکن جس طرح رکوع اور سجدہ کی تسبیحات کی روایتوں سے جہر نہیں ثابت ہوتا دعا کی روایتوں سے بھی جہر نہیں ثابت کیا جا سکتا۔(ص۱۸۳ج۱)

جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے میں محلّہ کی مسجد کی بے حرمتی ہے؟

(۴)......ایک صاحب کے اس استدلال پر کہ نماز جمعہ جامع مسجد میں پڑھی جائے تو مسجد محلّہ ویران پڑی رہے گی، اور مسجد کی بے حرمتی ہوگی، کے جواب میں تحریر فرمایا کہ:

جس طرح نماز عید کے لئے جامع مسجد بند کر کے عیدگاہ جانے میں جامع مسجد کے احترام میں کچھ خلل نہیں آتا ہے، یہی نہیں بلکہ اس سے اسلامی شان وشوکت میں اضافہ ہوتا

ہے، (ویسے ہی محلّہ کی مسجد بند کرنے میں مسجد کی بے حرمتی نہیں ہے)۔(ص۲۵۳ ج۱)

چونکہ حاضرین عربی نہیں سمجھتے اس لئے خطبہ غیر عربی میں پڑھنا کیسا ہے؟

(۵)......خطبہ جمعہ وعیدین عربی میں پڑھا جانا چاہئے، اس پر بعض لوگوں کو یہ اشکال ہوتا ہے کہ چونکہ عام لوگ عربی سے ناواقف ہوتے ہیں، اس لئے خطبہ سمجھ میں نہیں آتا، اس پر ردکرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اگر خطبہ عربی سمجھ میں نہیں آتا تو نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے وہ بھی کہاں سمجھ میں آتا ہے؟ قرأت بھی ہم کہاں سمجھ سکتے ہیں؟ تو کیا ان تمام کو اردو کا جامہ پہنایا جائے گا؟ اس مرض کا اصلی علاج یہ ہے کہ عربی اتنی سیکھ لی جائے کہ خطبہ وغیرہ کا مطلب سمجھ سکیں، عبادت کی صورت مسخ کرنا یہ اس کا علاج نہیں ہے۔(ص۲۷۰ ج۱)

روزہ کی غلطی معاف ہے لیکن نماز اور حج کی غلطی کیوں معاف نہیں؟

(۶)......سوال: حدیث میں ہے کہ جس نے روزہ کی حالت میں کھایا پیا تو وہ اپنے روزہ کو پورا کرلے، کیونکہ اس کو اللہ تعالی نے کھلایا اور پلایا ہے، بخلاف نماز اور حج کے کہ ان میں بھول نہیں، اس کی کیا وجہ؟

الجواب:......اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کے اندر کوئی ایسی ہیئت نہیں ہے، جو روزہ کو یاد دلاتی ہو، اس لئے روزہ میں معاف سمجھا گیا، بخلاف نماز اور حج کے کہ نماز میں استقبال قبلہ نماز کو یاد دلانے والی ہیئت ہے، اور حج میں احرام یعنی بغیر سلا ہوا کپڑا پہننا وغیرہ ہیئت مذکرہ ہے، اس لئے حج اور نماز میں معذور نہیں سمجھا گیا۔(۴۶/۲)

سود کے مسئلہ میں ایک مضمون نگار کا تعاقب

(۷)......ایک مضمون نگار نے سود کے متعلق بکواس کرتے ہوئے لکھا کہ: ’’ظلم نہ ہوتا ہوتو سود حرام نہیں ہے‘‘ مضمون نگار کا دعوی یہ ہے کہ سود لینا غریب سے حرام ہے، سرمایہ داروں سے سود لینا حرام نہیں، اور قرآنی حکم ﴿ وان تصدقوا خیر لکم ﴾ سے اپنی سمجھ کے مطابق یہ نئی تفسیر گھڑی، مضمون نگار کے نظریہ کا خلاصہ ان کے الفاظ میں یہ ہے:

’’قرآن مجید کی آیات میں سود کا خلاصہ کر کے لینے دینے کو حرام قرار دیا ہے، وہ ایسا سود ہے جو زکوۃ، خیرات وغیرہ کی امداد کے حقدار ہوں، ایسے غریب حاجت مندوں کے پاس سے وصول کر کے اس پر ظلم کیا جائے‘‘۔

اس باطل نظریہ کا جو رد حضرت مفتی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں کیا ہے، وہ قابل داد ہے، اس تفصیلی جواب کے آخر میں ’’مقالہ نگار صاحب کی جدت‘‘ کے عنوان سے جو عقلی جواب ہے، وہ میرے موضوع کا مقصد ہے۔ وھوھذا:

’’یہاں صدقہ کا لفظ آ گیا ہے بقول: ’’دیوانہ را ہوئے بس است‘‘ مقالہ نگار صاحب نے اسی لفظ کو لیکر اجتہاد کر ڈالا کہ سود لینا مالداروں سے حرام نہیں ہے، صرف ان غریبوں سے سود لینا حرام ہے، جو خود مستحق صدقہ ہوں۔

مقالہ نگار صاحب نے قرآن شریف کے ایک لفظ کو اختراعی اور مصنوعی معنی پہنا کر ان تمام آیتوں پر خط نسخ کھینچ دیا جو پہلے آ چکی ہیں، اگر مقالہ نگار صاحب کا یہی اجتہاد کارفرما رہا تو ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ مقالہ نگار صاحب نماز بھی غریبوں سے معاف کراویں گے، کیونکہ قرآن مجید میں جگہ جگہ یہ الفاظ ہیں: ﴿ اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ ﴾ (نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو) تو مقالہ نگار صاحب غالبا یہی فیصلہ کریں گے، نماز اس پر فرض ہے جس

پر زکوۃ فرض ہوتی ہے اور جس پر زکوۃ فرض نہیں ہے اس پر نماز بھی فرض نہیں، پھر وہ شاید جوئے کو جائز قرار دیں، بلکہ ممکن ہے فرض کہنے لگیں، کیونکہ ''بخاری شریف'' میں ہے کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص دوسرے سے کہے کہ آؤ جوا کھیلیں تو اس پر ضروری ہے کہ وہ صدقہ کرے۔

مقالہ نگار صاحب کو کہد ینا چاہئے کہ جوا اس کے لئے حرام ہے جو صدقہ کر سکے اور جو غریب صدقہ نہ کر سکے اس کے لئے جوا حرام نہیں، معاذ اللہ اگر اسی کا نام تحقیق ہے تو پھر کسی لغت میں دیکھنا پڑے گا کہ (معاذ اللہ) قرآن پاک کی توہین اور آیات اور احادیث سے استہزاء کا مطلب کیا ہوتا ہے۔معاذ اللہ۔(ص ۲۱۸/۲۱۹ ج ۲)

ایک حدیث سے قربانی کے سنت ہونے کا استدلال صحیح ہے؟

(۸)......سوال: ایک غیر مقلد کا قول ہے کہ قربانی واجب نہیں محض سنت ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ: آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے'' جو کوئی ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور اس کا ارادہ قربانی کا ہو تو وہ اپنے بال ناخن تاوقتیکہ قربانی کرلے نہ کاٹے''۔

''قصد وارادہ'' ہو یہ لفظ بتلاتا ہے کہ قربانی واجب نہیں صرف سنت ہے، کیا یہ دلیل برابر ہے؟

الجواب:......قربانی محض سنت نہیں واجب ہے، سرور دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے: جو صاحب نصاب مستطیع ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے:

''عن ابی هريرة : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : من كان له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا ''۔(ابن ماجہ ص ۲۳۲)

یعنی جو کشائش پاوے اور قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ کے پاس نہ بھٹکے (نہ جائے)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی واجب ہے۔

باقی یہ کہ حدیث شریف میں لفظ ’’اراد‘‘ آیا ہے تو یہ ایک محاورہ اور عام بول چال ہے، یہ وجوب کے خلاف نہیں، حج کے لئے بھی یہ لفظ آیا ہے، حدیث میں ہے: ’’من اراد الحج فلیتعجل ‘‘ یعنی جو حج کا ارادہ کرے تو چاہئے کہ جلدی کرے۔(مشکوٰۃ شریف ص۲۲۲)

تو کیا حج بھی سنت ہے؟ فرض نہیں؟ خلاصہ یہ کہ قربانی واجب ہے محض سنت نہیں۔

(ص۱۷۹ج۳)

حفاظ کی عزت افزائی کے لئے پھولوں کا ہار پہنانا

(۹)......سوال: تراویح میں ختم قرآن کی رات حافظ صاحب کی عزت افزائی کے لئے پھولوں کا ہار پہنانا کیسا ہے؟

الجواب:...... ختم قرآن کی شب حفاظ کو پھولوں کا ہار پہنایا جاتا ہے، یہ رواج برا اور قابل ترک ہے، اور اس میں اسراف بھی ہے، اگر حفاظ کی عزت افزائی مقصود ہے تو ان کو عربی رومال یا شال کیوں نہیں پہناتے؟۔(ص۴۲۵ج۴)

غروب سے پہلے چاند نظر آجائے تو افطار کا حکم

(۱۰)......عید کا چاند غروب آفتاب سے پہلے نظر آجائے تو روزہ افطار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں حضرت مفتی صاحب مدظلہم نے فتوی لکھا کہ: روزہ افطار نہیں کرسکتے، اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فتوی یہ تھا:

’’کسی عورت کو اگر اس دن اخیری وقت میں حیض آجائے تو اس کو افطار کر لینے کا حکم ہے، اس پر قیاس کرتے ہوئے مذکورہ حالت میں بھی ایسا کر سکتے ہیں، یعنی روزہ افطار کر لینا چاہئے‘‘۔

کسی صاحب نے ان دونوں فتاوی میں تعارض پر صحت کا سوال کیا اس پر جواباتحریر فرمایا:
''بحمداللہ'' فتاوی رحیمیہ'' کا فتوی صحیح ہے الی قولہ، آپ نے جو فتوی نقل کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، اور نہ اس پر عمل جائز ہے، حائضہ پر قیاس کرتے ہوئے روزہ افطار نہیں کر سکتے، حیض آتے ہی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اوراس پر قضا لازم ہے، بحالت حیض روزہ رکھنا حرام ہے، اگر چاند دیکھ کر روزہ افطار کرنا جائز ہو تو مغرب کی نماز بھی جائز ہونا چاہئے، حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔(ص۱۹۳ج۵)

مطلقہ کے نفقہ کی شرعی حیثیت پر عجیب استدلال

(۱۱)......مطلقہ عورت کا نفقہ شوہر پر کب تک لازم ہے، شرعی فیصلہ کو چھوڑ کر قانون حکومت کا سہارا لیکر نکاح ثانی تک نفقہ کا مطالبہ کرنا کیسا ہے؟ اس کا تفصیلی جواب تو فتاوی میں ہے، اس میں ایک عجیب استدلال سے اپنے مدعی کا ثبوت قابل داد ہے۔

''شرعی اصطلاح میں نفقہ سے مراد خوراک، پوشاک اور رہنے کا گھر ہے، شوہر پر عورت کے نفقہ کے وجوب کا سبب ازدواجی تعلق کا قیام ہے، لہذا نکاح کے بعد شوہر پر بیوی کا نفقہ لازم ہو جاتا ہے، اور جب تک یہ ازدواجی تعلق قائم رہے گا شوہر پراس کا نفقہ لازم رہے گا، اور جب یہ تعلق ختم ہو جائے گا تو سبب کے فوت ہونے کی وجہ سے نفقہ کا لزوم بھی نہ رہے گا، جس طرح نوکری اور سرکاری ملازمت کے قائم ہونے کی وجہ سے تنخواہ کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے، اور ملازم کی بدعہدی و نافرمانی کے سبب ملازمت کا تعلق ختم ہو جانے پر تنخواہ کی ادائیگی موقوف ہو جاتی ہے، اس کے بعد وہ ملازم تاحیات یا دوسری ملازمت ملنے تک تنخواہ کا مستحق نہیں ہوتا، ملازم کیا کرے گا؟ کہاں سے کھائے گا؟ جوئے باز اور چور بن کر معاشرہ کو تباہ و برباد کرے گا، ان باتوں کی طرف کسی کا خیال نہیں جاتا، تو جس عورت کو اس

کی بدزبانی، بدخلقی، بےوفائی اورنشوز (نافرمانی) کی وجہ سے نکاح سے الگ کردیا گیا ہو، یہ خیال کرکے کہ وہ کہاں سے کھائے گی، کہاں جائے گی، بدچلن بن جائے گی، شوہر پراس کی زندگی تک یانکاح ثانی کرنے تک اسک کا نفقہ لازم کردینا کہاں کی عقلمندی ہے؟

(ص ۴۱۷ ج ۵)

قبرپراذان دینے والوں کےایک استدلال کاعمدہ رد

(۱۲)......قبرپراذان دینے والوں کےاس استدلال پرکہ ''اذان سن کرشیطان بھاگتا ہے، مردہ اس کی شرارت سے محفوظ رہتا ہے'' ردفرماتے ہوئے تحریرفرماتے ہیں:

''اور یہ بھی ضروری نہیں کہ جہاں شیطان شرارت کرے وہاں اذان دینا چاہئے، حدیث میں ہے: ''انّ الشیطان یجری من الانسان مجری الدم''۔(متفق علیہ)

شیطان انسان کے بدن میں داخل ہوکرخون کی طرح دوڑتا ہے(اورانسان کوگمراہ کرتا ہے۔(مشکوٰۃ شریف ص ۱۸/باب فی الوسوسۃ)

اہل بدعت بتلائیں کیااس وقت اذان دینامسنون ہے؟۔

اسی طرح حدیث میں ہے کہ: جب میاں بیوی صحبت کرتے ہیں تو شیطان شرارت کرتا ہے، اورشامل ہونے کی کوشش کرتا ہے، اسی لئے حضور ﷺ نے امت کوتعلیم دی کہ صحبت سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے: ''بسم اللہ اللھم جنّبنا الشیطان، وجنّب الشیطان ما رزقتنا''۔

اے اللہ تو ہمیں شیطان سے دوررکھ، اورجواولادتو عطاکرے اسے بھی شیطانی اثر سے محفوظ رکھ۔

اوربوقت انزال دل میں یہ دعاپڑھنے کی ہدایت فرمائی: ''اللھمّ لا تجعل للشیطان

فیما رزقتنی نصیبا''۔(حصن حصین ص ۱۲۰)

اے اللہ! جو کچھ تو ہمیں عطا فرمائے اس میں شیطان کا حصہ مت رکھ۔

کیا اہل بدعت بوقت مصاحبت اذان دیتے ہیں؟ اگر نہیں دیتے تو کیا وجہ ہے؟

اسی طرح حدیث میں ہے: کہ بیت الخلاء میں خبیث جنات مرد اور عورتیں رہتی ہیں جو انسان کی شرمگاہ سے کھیلتے ہیں، اور شرارت کرتے ہیں، اسی لئے حضور ﷺ نے امت کو ہدایت فرمائی کہ بیت الخلاء جانے سے پہلے یہ دعا پڑھیں: ''اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث''۔

کیا یہ بدعتی بیت الخلاء میں جاتے وقت شیطانی شرارت سے محفوظ رہنے کے لئے اذان دیتے ہیں؟ اگر نہیں دیتے تو کیا وجہ؟ اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ: ان مواقع میں اذان دینا ثابت نہیں، اس لئے نہیں دیتے، اسی طرح قبر پر اذان دینا ثابت نہیں، اس لئے قبر پر اذان نہیں دیتے اور نہ اسے مسنون سمجھتے ہیں۔(ص ۲۳۵ ج ۶)

زوجین کی شرمگاہ کا ظاہری حصہ پاک ہے اسلئے چومنے کی اجازت ہے؟

(۱۳)......سوال: مرد وعورت کی شرمگاہ کا ظاہری حصہ پاک ہے یا ناپاک؟ اگر بوقت ہمبستری عورت مرد کی شرمگاہ کو منھ میں لیوے یا مرد عورت کی شرمگاہ کے ظاہری حصہ کو زبان لگائے، چومے تو ایسی حرکتوں میں قباحت ہے یا نہیں؟

الجواب:...... بے شک شرمگاہ کا ظاہری حصہ پاک ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر پاک چیز کو منھ لگایا جائے، اور منھ میں لیا جائے، اس کو چوما جائے اور چاٹا جائے، ناک کی رطوبت پاک ہے تو کیا ناک کے اندرونی حصہ کو زبان لگانا اس کی رطوبت کو منھ میں لینا پسندیدہ چیز (خصلت) ہوسکتی ہے؟ اور اس کی اجازت ہوسکتی ہے؟۔مقعد (پاخانہ کا مقام) کا

ظاہری حصہ بھی ناپاک نہیں، پاک ہے تو کیا اس کو چومنے کی اجازت ہوگی؟ نہیں ہرگز نہیں۔اسی طرح عورت کی شرمگاہ کو چومنے اور زبان لگانے کی اجازت نہیں، سخت مکروہ اور گناہ ہے، کتوں' بکروں وغیرہ حیوانات کی خصلت کے مشابہ ہے۔(ص ۲۷۰ ج ۶)

نوٹ:...... یہ پورا سوال و جواب قابل دید ہے، اس سوال کا جو جواب حضرت نے اپنی شان فقاہت سے دیا ہے، یہ واقعی آپ ہی کا حصہ ہے۔

خصی کلمہ گو ہے پھر اسکی امامت کیوں مکروہ ہے؟

(۱۴)......حضرت مفتی صاحب مدظلہم کے فتوی (خصی اور ہجڑے کو امام بنانا جائز نہیں نماز مکروہ ہوتی ہے) پر ایک صاحب نے یہ اشکال کیا کہ جو نسبندی کرا رہا ہے وہ کلمہ گو تو ہے، اس کا ایمان تو صحیح ہے، پھر اس کے پیچھے نماز کیوں درست نہیں؟ اس پر تحریر فرمایا کہ:

''ہر کلمہ گو کی امامت درست ہو یہ ضروری نہیں ہے، عورت بھی کلمہ گو ہے، لیکن اس کی امامت جائز نہیں ہے، نابالغ بھی کلمہ گو ہے، مگر اسے امام بنانے کی شرعاً اجازت نہیں، اسی طرح از راہ رغبت (اپنی مرضی سے) خصی بننے والے کو امامت کا اعلی منصب عطا کرنا درست نہیں، خصی ہونا حرام ہے، ملاحظہ ہو۔(فتاوی رحیمیہ ص ۲۳۶ ج ۲۔اور ص ۳۳۶ ج ۶)

طلاق میں مرد کیوں مختار ہے؟

(۱۵)......سوال: طلاق دینے میں مرد کیوں مختار ہے؟ جب کہ نکاح کے وقت عورت کی مرضی معلوم کی جاتی ہے، تو طلاق کے وقت کیوں معلوم نہیں کی جاتی؟۔

الجواب:......اس سوال پر تفصیلی بحث تو فتاوی میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے، مضمون کے متعلق کی چند سطریں نقل کی جاتی ہیں۔

آقا ملازم رکھتا ہے تو معاملہ دونوں کی رضامندی سے طے ہوتا ہے، لیکن جب ملازم

آ قا کے کام کا نہیں رہتا، دونوں میں ان بن ہو جاتی ہے، تو آ قا اسے علیحدہ کر دیتا ہے، ملازم رضا مند ہو یا نہ ہو، اسی طرح جب ملازم کا دل ملازمت سے اچاٹ ہو جاتا ہے تو وہ استعفی دے کر علیحدگی اختیار کر لیتا ہے، یہ دنیوی قاعدہ ہے، جسے بخوشی قبول کیا جاتا ہے، تو شرعی قانون قبول کرنے میں کیوں تأمل ہے؟۔(ص۳۴۹ج۶)

حجر اسود کا بوسہ دینے میں اس کی عبادت کا شائبہ ہے

(۱۶)......سوال: غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمان حجر اسود کو بوسہ دے کر اس کی پوجا کرتے ہیں، ان کو کیا جواب دیا جائے؟

الجواب:......حجر اسود کو بوسہ محبت کی غرض سے دیا جاتا ہے (الی قولہ) آدمی اپنی اولاد اور بیوی کو بھی بوسہ دیتا ہے، تو کیا انہیں معبود سمجھ کر دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔(ص۳۲ج۸)

مصلیوں تک آواز پہنچانے کی وجہ سے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(۱۷)......سوال: امام کی تکبیرات انتقال کی آواز بذریعہ مکبرین مصلیوں تک پہنچ جاتی ہے، مگر امام کی قرات کی آواز مصلی حضرات تک نہیں پہنچتی، لہذا نماز عید میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیسا ہے؟

الجواب:......صحت صلوۃ کے لئے امام کی قراءت کا سننا ضروری نہیں، ظہر اور عصر میں امام کی قراءت کہاں سنائی دیتی ہے؟ ایسے ہی مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری و چوتھی رکعت میں قراءت نہیں سنائی دیتی، اس کے باوجود نماز صحیح ہو جاتی ہے۔(ص۱۷۰ج۸)

عورت کا بغیر محرم حج کرنا

(۱۸)......چند عورتیں بغیر محرم کے قافلہ کی شکل میں حج میں جا سکتی ہیں؟ اس پر تفصیلی بحث

فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

صرف عورتیں ہی عورتیں ہونے کی صورت میں خوف وفتنہ بڑھ جائے گا، سڑک پر ایک چھوٹے بچہ کے لئے گاڑی، گھوڑے وغیرہ کا جو خطرہ رہتا ہے، اس کے ساتھ دو چار بچے اور ہو جانے سے اندیشہ ختم ہو گا یا بڑھے گا؟۔

تقلید کی حیثیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے

(۱۹)......دین کی اصل دعوت یہ ہے کہ صرف اللہ کی اطاعت کی جائے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی اسی لئے واجب ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے قول و فعل سے احکام الٰہی کی ترجمانی فرمائی ہے کہ کونسی چیز حلال ہے، کونسی چیز حرام ہے، کیا جائز ہے، اور کیا ناجائز، ان تمام معاملات میں اطاعت تو صرف خدا کی کرنا ہے، مگر چونکہ آپ ﷺ ان معاملات کے مبلغ اور پہنچانے والے ہیں، اس لئے آنخضرت ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں، اور حضور ﷺ کی اطاعت درحقیقت اللہ ہی کی اطاعت ہے، ارشاد خداوندی ہے: ﴿من یطع الرسول فقد اطاع الله﴾ لہذا شریعت کے تمام معاملات میں صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ضروری ہے، اور جو شخص خدا اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کسی اور کی اطاعت کرنے کا قائل ہو اور اس کو مستقل بالذات مطاع سمجھتا ہو تو یہ یقیناً مذموم ہے، لہذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن وسنت کے احکام کی تابعداری اور اطاعت کرے۔

قرآن وحدیث (سنت) میں بعض احکام ایسے ہیں جو آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے صراحۃً ثابت ہیں، جن میں بظاہر کوئی تعارض نہیں ہے، اس قسم کے احکام اور مسائل ''منصوصہ'' کہلاتے ہیں، لیکن بعض احکام ایسے ہیں جن میں کسی قدر ابہام واجمال ہے،

اور بعض آیات واحادیث ایسی ہیں جو چند معانی کا احتمال رکھتی ہیں، بعض محکم ہیں، اور بعض متشابہ، کوئی مشترک ہے تو کوئی مؤول، اور کچھ احکام ایسے ہیں کہ بظاہر قرآن کی کسی دوسری آیت یا کسی دوسری حدیث سے متعارض معلوم ہوتے ہیں، اس کی چند مثالیں بیان فرمانے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

ٹھنڈے دل سے اگر غور کیا جائے تو واضح ہوگا کہ تقلید ایک امر فطری ہے، اور ایک قدرتی ناگزیر ضرورت ہے جو انسان کے ساتھ مثل سائے کے لگی ہوئی ہے، غیر مقلدین بھی اس سے بے نیاز نہیں ہیں، ان کے گھروں میں چھوٹے بچے گھر کے بڑوں کو ہی دیکھ کر نماز پڑھتے ہیں، اور دوسرے اعمال کرتے ہیں اور ان کے گھر میں مستورات محدثہ، عالمہ فاضلہ نہیں ہوتیں، مردوں ہی سے پوچھ پوچھ کر عمل کرتی ہیں، اور خود غیر مقلدین عالم فاضل محدث نہیں ہوتے، وہ بھی اپنے بڑوں ہی سے پوچھ پوچھ کر عمل کرتے ہیں، اور اس پوچھ پوچھ کر عمل کرنے کو مذموم نہیں سمجھا جاتا، اس کو شرک بدعت اور گناہ نہیں کہا جاتا، اور معمولی صنعت وحرفت میں بھی بغیر تقلید کے کام نہیں چلتا، طب کی کتابوں کا مطالعہ کر کے انسان حکیم اور ڈاکٹر نہیں بن جاتا، اور ایسا شخص اگر مطب کھول کر بیٹھ جائے تو اسے مجرم کہا جاتا ہے، اور جو اس سے علاج کرائے وہ اس سے بڑا نادان سمجھا جاتا ہے، مثل مشہور ہے:

''نیم حکیم خطرۂ جان ونیم ملا خطرۂ ایمان''

بہر حال دنیا میں ہر کام میں تقلید کی ضرورت پڑتی ہے، لیکن دین کے معاملہ میں چند حدیث کی کتابوں کا ترجمہ دیکھ کر اپنے آپ کو علوم قرآن وحدیث کا ماہر سمجھنے لگنا، اور ائمہ ہدیٰ واسلاف عظام کے ساتھ بدگمانی کرنا، ان کی شان میں بدزبانی اور گستاخی کرنا، اور ان کی تقلید کو شرک وبدعت کہنا، اور اپنی ناقص فہم وعقل پر اعتماد کرنا، اور ہوائے نفسانی کی اتباع

کو عین توحید سمجھنا، یہ کہاں کا انصاف ہے؟۔

''بریں عقل ودانش بباید گریست''

اگر ہمارے غیر مقلدین بھائی ہٹ دھرمی کٹھ حجتی اور ضد کو چھوڑ کر دیانت داری' سنجیدگی ،اور ٹھنڈے دل سے غور کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ عدم تقلید کے عقیدے پر جمے رہیں، اور اپنی پہلی روش پر ندامت اختیار نہ کریں۔(فتاوی رحیمیہ ص۱۸۲ج۴)

ایک مثال سے بدعت کی قباحت کی وضاحت

(۲۰)......حضرت مفتی صاحب مدظلہم العالی نے اپنے ایک رسالہ ''اسلام میں سنت کی عظمت اور بدعت کی قباحت'' میں بدعت کی مذمت وقباحت اور بدعت سے سنت پر کیا اثر ہوتا ہے،اس کو ایک مثال سے اس طرح بیان فرمایا کہ بات دل میں اتر جاتی ہے،اور اس کے سوا دوسری بات نہیں رہتی کہ یوں کہا جائے کہ بدعت کا ترک ہی لازم اور ضروری ہے تا کہ امت سنت کے انوار سے اپنے اعمال کو منور کرے، اور سنت کو خوب پھلنے پھولنے کا موقع ملے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

بدعت سے سنت کو عظیم نقصان پہنچتا ہے، بدعت سنت کی جگہ لے لیتی ہے،اور بالآخر سنت نیست ونابود ہو جاتی ہے،اس کو ایک مثال سے سمجھئے!

گیہوں' چاول' باجرہ وغیرہ کے کھیت میں گھاس اور بیکار قسم کے پودے اگ آتے ہیں،اور وہ جس قدر بڑھتے ہیں اس قدر فصل اور کھیتی کو نقصان پہنچتا ہے،اس نقصان سے حفاظت کے لئے کسان ان گھاس اور پودوں کو جڑ سے نکال دیتا ہے،تو گیہوں وغیرہ کے پودے پھلتے پھولتے ہیں، اور فصل عمدہ ہوتی ہے، اگر وہ گھاس اور پودے اکھاڑے نہ جائیں تو کھیتی اور فصل کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے، یہی حال بدعت کا ہے، بدعت

گھاس اور بیکار قسم کے پودوں کے مانند ہے جو سنت کو پھلنے پھولنے نہیں دیتی، اسے دبائے رکھتی ہے، اگر ابتداء ہی سے بدعت کی نشاندہی نہ کی جائے اور امت کو اس سے روکا نہ جائے، تو بالآخر بدعت غالب آجاتی ہے، اور سنت کی جگہ لیکر سنت کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔(اسلام میں سنت کی عظمت اور بدعت کی قباحت:ص٦)

(۲۲)......ایک شخص نے سوال کیا کہ غیر حافظ لڑکا حافظ قرآن لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ قرآن پر کسی اور چیز کو رکھنا جائز نہیں، لہذا نکاح نہیں ہوسکتا۔حضرت اقدس نے جواباً تحریر فرمایا:

نکاح کرسکتا ہے، عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں،سوال میں جو دلیل ذکر کی گئی ہے وہ اس صورت میں ہے جبکہ قرآن مجید محسوس صورت میں ہو تو اس وقت قرآن مجید پر کوئی اور کتاب یا کوئی اور چیز رکھنا جائز نہ ہوگا، اور صورت مسئولہ میں یہ بات نہیں ہے۔ ورنہ اس شخص کی دلیل کے پیش نظر اس حافظ لڑکی کا بیت الخلاء جانا، استنجاء کرنا بھی جائز نہ ہونا چاہیئے کہ قرآن مجید کو بیت الخلاء میں لے جانا اور قرآن مجید کے سامنے ستر کھولنا لازم آئے گا، حالانکہ کوئی اس کا قائل نہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری